مَارَأَيْتُ أَحداً أَنْجدَ وَلَا أَجْوَدَ وَلَا أَشْجَعَ
وَلَا أَضْوَأَ وَأَوْضَأَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لطائفِ جسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف
قاری ظہور احمد فیضی
ریسرچ سکالر: جامعہ اسلامیہ، لاہور

مکتبۃ باب العلم
جامعۃ علی المرتضیٰ، لاہور

M-2963
DATA ENTERED
Marfat.com

Marfat.com

مَارَأَيْتُ أَحَداً أَنْجَدَ وَلَا أَجْوَدَ وَلَا أَشْجَعَ
وَلَا أَضْوَأَ وَأَوْضَأَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اخلاقِ جسمانیِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف
قاری ظہور احمد فیضی
ریسرچ سکالر: جامعہ اسلامیہ، لاہور

مکتبۃ باب العلم
جامعۃ علی المرتضیٰ، لاہور

M-29632
DATA ENTERED
Marfat.com

كل الحقوق محفوظة

نام کتاب	:	اخلاقِ جسنِ مصطفیٰ ﷺ
مُصَنِّف	:	قاری ظہور احمد فیضی
پروف ریڈنگ	:	علامہ نصیر احمد نقشبندی، اوچ شریف (بہاول پور)
تصحیح وترتیب	:	محمد احمد فیضی
کمپوزنگ	:	محمد طاہر فیضی، محمد سہیل فیضی، اوچ شریف (بہاول پور)
بک ورک	:	محمد یعقوب
تعداد	:	1100
الطبعة الثانية	:	١٤٣٧ھ
ہدیہ	:	
پرنٹر	:	
ناشر	:	مکتبۃ باب العلم جامعۃ علی المرتضیٰ لاہور

maktbababulilm110lhr@gmail.com / Cell: 0300 41 500 21, 0321 17 8888 7

297.9921
J 72 b
159949

ڈسٹری بیوٹرز

ضیاء القرآن پبلی کیشنز: گنج بخش روڈ لاہور / اردو بازار، کراچی

احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی

اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی

اورینٹل پبلیکشنز، 35 رائل پارک، لاہور

مکتبہ خورشیدِ ملت، نزد کینال ریسٹ ہاؤس، اوچ شریف (بہاول پور)

نیو منہاج بک اینڈ سی ڈی شاپ، دربار مارکیٹ لاہور

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ.

''بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس برگزیدہ رسول،
تم سب سے نفیس ترین، گراں گذرتا ہے اُس پر
تمہارا مشقت میں پڑنا، بہت ہی خواہاں ہے
تمہاری بھلائی کا، مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی
فرمانے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے''۔

(التوبة:١٢٨)

PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY

Marfat.com

مَارَأَيْتُ أَحَداً أَنْجَدَ وَلَا أَجْوَدَ وَلَا أَشْجَعَ
وَلَا أَضْوَأَ وَأَوْضَأَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

''رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر میں نے کسی کو مشکل امور انجام دینے والا، آپ سے بڑھ کر سخی، آپ سے بڑھ کر بہادر، آپ سے بڑھ کر خوبصورت اور آپ سے بڑھ کر روشن نہیں دیکھا''۔

(ابن عمر رضی اللہ عنہما)

Marfat.com

فہرست مضامین

لطافتِ جسدِ مصطفیٰ ﷺ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
١	مقدمة	١٤
٢	سببِ تصنیف	١٥
٣	موضوعِ ھذا کی اِشاعت میں سببِ تاخیر	١٦
٤	موضوعِ ھٰذا کے انتخاب کا فائدہ؟	١٦
٥	کتابِ ھذا کے قارئین کے لیے وضاحت	١٨
٦	اظہارِ تشکر	١٩
٧	''شرح خصائص علی رضی اللہ عنہ'' کی اشاعت کے بعد والے محسنین کا شکریہ	١٩
٨	اِنتساب	٢١
٩	الإهْدَاء	٢٢
١٠	لطافتِ جسدِ مصطفیٰ ﷺ	٢٣
١١	جنسِ واحد کی ظاہری نفاست ولطافت میں فرق	٢٣
١٢	جنسِ واحد کی باطنی لطافت ونفاست میں فرق	٢٤
١٣	لطافت ونفاست کی اقسام	٢٤
١٤	کثافت کا لطافت سے بدل کر نورانیت تک پہنچنا	٢٥
١٥	اگر مومن پیکرِ نور ہے تو اُسکا نور نظر کیوں نہیں آتا؟	٢٧

Marfat.com

١٦	نورانی برتن میں کسی چیز کا خراب نہ ہونا	۲۸
١٧	اعمال کی وجہ سے خوشبو اور بدبو	۲۸
١٨	اعمالِ حسنہ کی خوشبو محسوس کیوں نہیں ہوتی؟	۳۲
١٩	لطافتِ وہبی اور عطائی	۳۵
٢٠	سیدِ عالم ﷺ کی لطافت ونفاست	۳۵
٢١	چہرۂ اقدس ﷺ سے لطافت کا ظہور	۳۹
٢٢	آفاقہا گردیدہ ام، قولِ جبریل علیہ السلام کا مفہوم	۴۳
٢٣	کثیف شے کا لطیف بدن میں آکر لطیف ہو جانا	۴۷
٢٤	لطیف اور کثیف جسم کی خوشبو میں فرق	۴۸
٢٥	بدنِ نبوی ﷺ کی خوشبو	۴۹
٢٦	پسینہ مبارک	۵۲
٢٧	بغل مبارک کے پسینہ کی خوشبو	۵۸
٢٨	دہنِ اقدس کی سانس وغیرہ کی خوشبو	۵۹
٢٩	کتبِ سابقہ میں خوشبوئے نبوی ﷺ کا ذکر	۶۳
٣٠	دمِ (خونِ) نبوی ﷺ کی خوشبو اور برکت	۶۳
٣١	خونِ نبوی ﷺ نوش کرنے پر احادیث	۶۴
٣٢	وَيْلٌ لَّكَ مِنَ النَّاسِ الخ، فرمانے کی حکمت	۶۷
٣٣	فائدہ:	۶۹
٣٤	خونِ نبوی ﷺ کی بدولت ابن زبیر رضی اللہ عنہ میں انقلاب اور عزیمت امام عالی مقام علیہ السلام	۷۱
٣٥	شُربِ دم کی احادیث پر تھانوی صاحب کا تبصرہ	۷۴

Marfat.com

۳۶	بول[Urine] مبارک کا بیان	۷۸
۳۷	اُم ایمن کے "أَنَا لَا أَشْعُرُ" کہنے سے ایک اشکال	۸۰
۳۸	سنتِ تقریری	۸۶
۳۹	کیا استعمالِ فضلاتِ نبوی کی ممانعت ثابت ہے؟	۸۸
٤٠	شرب بول کا واقعہ کتنی مرتبہ ہوا؟	۸۹
٤١	پیالہ میں پیشاب کرنے کی وجہ؟	۹۰
٤٢	براز[Stool] مبارک کی خوشبو	۹۳
٤٣	ذکر براز پر مشتمل حدیث کی سند پر کلام	۹۳
٤٤	اس حدیث کے دیگر متعدد طرق	۹۴
٤٥	اس حدیث کی دوسری سند	۹۵
٤٦	اس حدیث کے باقی طرق	۹۷
٤٧	کوئی چیز حضور ﷺ کی مزید طہارت کا سبب نہیں ہوسکتی	۱۰۰
٤٨	نبی کھانے پینے کا محتاج نہیں ہوتا	۱۰۵
٤٩	تنبیہ:	۱۱۲
٥٠	اسماءِ نبویہ کی روشنی میں لطافتِ جسدِ مصطفیٰ ﷺ	۱۱۳
٥١	حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا اسم بامسمیٰ ہونا	۱۱۴
٥٢	عجیبہ:	۱۱۴
٥٣	محمد ﷺ	۱۱۵
٥٤	ہرن کے جسم میں مشک پیدا ہونے کی وجہ	۱۱۸
٥٥	خوشبوئے نبوی ﷺ کا متعدی ہونا	۱۱۹
٥٦	مدینہ شریف کو طابہ، طَیبہ، طِیبہ، طابِبہ اور مُطیبہ کہنے کی وجہ	۱۲۰

Marfat.com

۵۷	مدینہ طیبہ میں زخم مندمل ہونے میں تاخیر کیوں؟	۱۲۲
۵۸	طیبہ کی خوشبو محسوس کیوں نہیں ہوتی؟	۱۲۳
۵۹	حُسن اور خوشبو	۱۲۵
٦۰	امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق	۱۲٦
٦۱	خوشبوئے یوسف علیہ السلام	۱۲۸
٦۲	خوشبوئے خلیل علیہ السلام	۱۲۹
٦۳	خوشبوئے مصطفوی ﷺ	۱۲۹
٦٤	صدیوں بعد غلاموں سے خوشبوئے مصطفوی ﷺ	۱۳۰
٦۵	الضحوک (ﷺ)	۱۳۳
٦٦	الطَّاہِرُ (ﷺ)	۱۳۴
٦۷	طاب طاب (ﷺ)	۱۳٦
٦۸	اَلطَّیِّبُ (ﷺ)	۱۳۷
٦۹	حلال، طیب اور طاہر میں فرق	۱۳۸
۷۰	مَاذٌمَّاذٌ، مُوْذٌمُّوْذٌ، مِیْذٌمِیْذٌ	۱۳۹
۷۱	جسم نبوی ﷺ کی مٹھاس	۱۴۱
۷۲	طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتًا	۱۴۲
۷۳	مولیٰ علی علیہ السلام کا چشمانِ نبوی ﷺ سے پانی چوسنا	۱۴٦
۷٤	جسم نبوی ﷺ کی ہر چیز کی طہارت کا راز	۱۵۰
۷۵	نبوی مادۂ تولید کی طہارت	۱۵۱
۷٦	نبوی مادۂ تولید اور ذریتِ طاہرہ	۱۵۱
۷۷	نسلِ نبوی کی طہارت میں اہتمامِ خداوندی	۱۵۲

Marfat.com

۷۸	تنبیہ:	۱۵۵
۷۹	عترتِ طاہرہ کی مخصوص شان	۱۵۶
۸۰	ذریتِ طاہرہ کی برکت اور خوشبو	۱۵۷
۸۱	ذریتِ طیبہ کی تعظیم سے روگردانی کیوں؟	۱۵۸
۸۲	جعلی سیدوں پر لطیفہ	۱۵۹
۸۳	محمد (ﷺ) اور عیب؟	۱۵۹
۸۴	جسمِ نبوی ﷺ کی طہارت اور خوشبو کا آغاز	۱۶۱
۸۵	آباءِ مصطفیٰ ﷺ سے خوشبو	۱۶۲
۸۶	ولادتِ باسعادت کے وقت خوشبو	۱۶۳
۸۷	سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کا مشاہدہ	۱۶۳
۸۸	حضرت آدم علیہ السلام سے خوشبو	۱۶۴
۸۹	طہارتِ فضلاتِ نبویہ پر مذاہبِ اربعہ	۱۶۶
۹۰	فقہاء شافعیہ کا مذہب	۱۶۶
۹۱	امام بیہقیؒ کا مذہب	۱۶۷
۹۲	امام نوویؒ شافعی کا مذہب	۱۶۸
۹۳	امام تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی کا مذہب	۱۶۹
۹۴	علامہ ابن حجر مکی شافعی کا مذہب	۱۷۰
۹۵	امام سیوطی شافعی کا مذہب	۱۷۱
۹۶	امام عبدالوہاب شعرانی شافعی کا مذہب	۱۷۲
۹۷	شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا انصاری کا مذہب	۱۷۳
۹۸	کیا فضلات شریفہ کا استعمال بغرض علاج تھا؟	۱۷۳

Marfat.com

۹۹	علاج کے قائلین کی تردید	۱۷۴
۱۰۰	امام خیضریؒ اور امام صالحیؒ شافعی کا مذہب	۱۷۴
۱۰۱	شافعی صغیر علامہ شمس الدین محمد کا مذہب	۱۷۵
۱۰۲	شیخ محمد شربینی شافعی کا مذھب	۱۷۷
۱۰۳	امام عراقی شافعیؒ اور امام مناویؒ کا مذہب	۱۷۸
۱۰۴	حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی کا مذہب	۱۷۹
۱۰۵	فقہاء مالکیہ کا مذہب	۱۸۰
۱۰۶	قاضی عیاض مالکی کا مذہب	۱۸۰
۱۰۷	اگر فضلاتِ نبوی پاک تھے تو پھر استنجاء کیوں؟	۱۸۱
۱۰۸	شیخ محمد علیش مالکی کا مذھب	۱۸۲
۱۰۹	شیخ احمد صاوی کا مذہب	۱۸۳
۱۱۰	امام رصّاع مالکی کا مذہب	۱۸۴
۱۱۱	امام محمد مھدی الفاسی کا مذہب	۱۸۴
۱۱۲	فقہاء حنبلیہ کا مذہب	۱۸۴
۱۱۳	امام عبدالغنی حنبلی کا مذہب	۱۸۴
۱۱۴	علامہ مرداوی حنبلی کا مذہب	۱۸۵
۱۱۵	فقہاء حنفیہ کا مذہب	۱۸۵
۱۱۶	امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب	۱۸۵
۱۱۷	امام مغلطائی حنفی کا مذہب	۱۸۷
۱۱۸	علامہ بدرالدین عینیؒ حنفی کا مذہب	۱۸۷
۱۱۹	امام عینی علیہ الرحمۃ کی غیرتِ عشق	۱۹۰

Marfat.com

۱۲۰	امام عینی کی امام غزالی وغیرہ (رحمۃ اللہ علیہم) پر برہمی	۱۹۱
۱۲۱	امام عینی کی برہمی برحق مگر غزالیؒ....	۱۹۱
۱۲۲	امام احمد رضا حنفیؒ پر امام عینیؒ کے کلام کی تأثیر	۱۹۲
۱۲۳	ملفوظ اور تصنیف میں فرق	۱۹۳
۱۲٤	فائدہ:	۱۹۴
۱۲۵	ملا علی قاری حنفی کا مذہب	۱۹۴
۱۲٦	تنبیہ	۱۹۴
۱۲۷	علامہ ابراہیم حلبی حنفیؒ کا مذہب	۱۹۵
۱۲۸	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا مذہب	۱۹٦
۱۲۹	مولانا عنایت احمد کاکوروی حنفی کا مذہب	۱۹٦
۱۳۰	فضلات نبوی کے متعلق علماءِ دیوبند کا مذہب	۱۹٦
۱۳۱	علامہ اشرف علی تھانوی کا مذہب	۱۹۷
۱۳۲	آخری ایام میں تھانوی صاحب کے موقف میں تبدیلی	۱۹۸
۱۳۳	علامہ اشرف علی تھانوی کے متضاد موقف پر تبصرہ	۲۰۰
۱۳٤	تھانوی صاحب کی نصیحت پر راقم الحروف کا عمل	۲۰۱
۱۳۵	علامہ انور شاہ کشمیری کا مذہب	۲۰۲
۱۳٦	علامہ محمد یوسف بنوری کا مذہب	۲۰۳
۱۳۷	مفتی کفایت اللہ دیوبندی کا مذہب	۲۰۳
۱۳۸	دارالعلوم دیوبند کا مذہب	۲۰۴
۱۳۹	علامہ محمد زکریا سہارنپوری کا مذہب	۲۰۴
۱٤۰	علامہ محمد یوسف لدھیانوی کا مذہب	۲۰۵

Marfat.com

۱٤۱	اختتام واعتذار	۲۰۸
۱٤۲	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا	۲۰۹
۱٤۳	فہرس مصادر ومراجع	۲۱۰
۱٤٤	مصنف کی دوسری تصانیف	۲۴۰

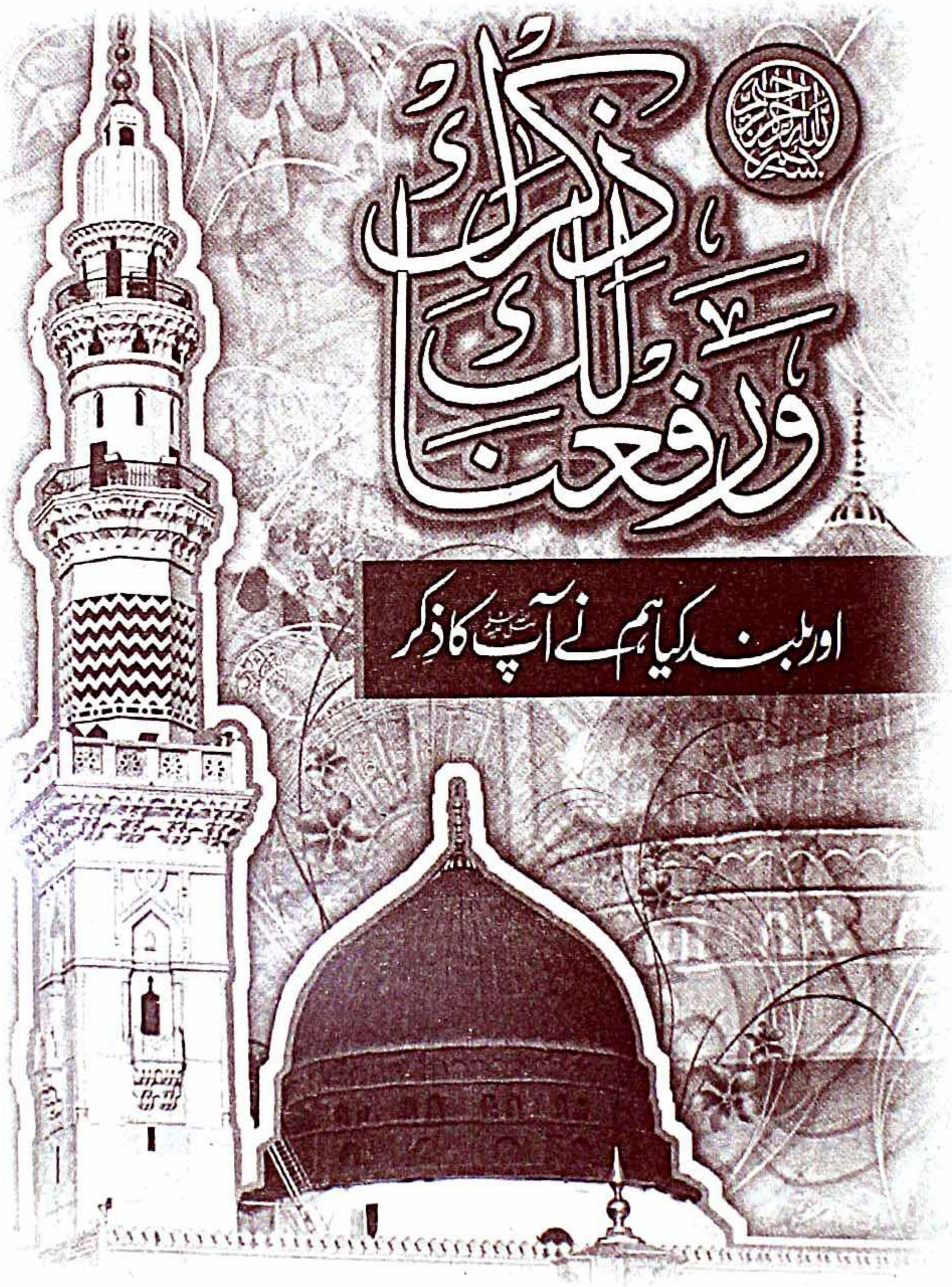

Marfat.com

مُقَدِّمَة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ قَالَ فِيْ شَانِ نَبِيِّهٖ وَحَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَحَبِيْبِهِ الْعَظِيْمِ الطَّيِّبِ الطَّاهِرِ وَاَنْفَسِ الْجَسِيْمِ، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ النَّعِيْمِ.

تمام حمد اُس اللہ بلند و برتر کے لیے جس نے اپنے محبوب نبی ﷺ کی شان میں فرمایا: ''یقیناً تشریف لایا ہے تمہارے پاس برگزیدہ رسول، تم سب سے نفیس ترین، گراں گذرتا ہے اُس پر تمہارا مشقت میں پڑنا، بہت ہی خواہاں ہے تمہاری بھلائی کا، مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے''

اور درود و سلام ہو اس کے عظمت والے، طیب و طاہر، نفیس ترین جسم والے محبوب رسول ﷺ پر، اور ان کی طیب و طاہر آل پر اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور اِنعام کے دن تک اُن کے جملہ پیروکاروں پر۔

Marfat.com

سببِ تصنیف

تقریباً ۱۹۹۳ء کی بات ہے، جب راقم الحروف میٹھادر کراچی کی جامع مسجد اَلِف میں خطیب تھا کہ میرے ایک محسن (جو وہاں کی ایک مسجد کے خطیب و امام تھے) انتہائی پریشانی کے عالم میں میرے پاس تشریف لائے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُنہوں نے جمعہ کے دن اپنی مسجد میں بیان کر دیا کہ حضور ﷺ کے فضلات شریفہ طاہر تھے اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے بول مبارک کو پی بھی لیا تھا۔ اس پر بعض بااثر لوگوں نے فتنہ کھڑا کر دیا اور حوالہ جات کا مطالبہ شروع کر دیا۔ اندرونی طور پر کچھ ایسی سازشیں ہونے لگی تھیں کہ اگر یہ مسئلہ ثابت نہ ہوتا تو اہلِ سنت سے مسجد بھی چلی جاتی۔

راقم الحروف کے پاس کتابیں نہیں تھیں، اس لیے میں نے ٹاور کے مقام پر "المجلس العلمي" لائبریری سے پھر گارڈن ولسبیلہ کے درمیان رئیس امروہوی کی رہائش گاہ کے قریب جناب ڈاکٹر خالد اسحاق ایڈووکیٹ کی لائبریری سے مطالعہ کر کے تقریباً پندرہ بیس کتب سے احادیث اور دوسری عبارات نقل کرلایا اور اپنے محسن قاری صاحب کو پیش کیا، اور الحمدللہ اس سے فتنہ ختم ہو گیا۔

ہر چند کہ یہ ایک دفاعی مطالعہ اور جبری محنت تھی تاہم جب یہ کارگر ثابت ہوئی تو اس میں اضافہ کی نیت سے بعد میں بھی لائبریریوں کے چکر لگاتا رہا حتی کہ وہ جبری مطالعہ دلچسپی کا سامان بن گیا، اور مثنوی کے سنے ہوئے وہ اشعار ذہن میں گھومنے لگے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ اوّلاً جب بچے کو اُس کی ماں زبردستی مکتب میں لے جاتی ہے تو وہ روتا اور چلّاتا ہے اور دنیا میں اس کے نزدیک مکتب سے زیادہ مکروہ مقام کوئی نہیں ہوتا مگر جب وہ لذّتِ علم اور اس کے فوائد سے آشنا ہو جاتا ہے تو اُس کا اوڑھنا بچھونا ہی علم ہو جاتا ہے۔

فی الجملہ یہ کہ جب طہارتِ فضلات شریفہ پر اچھا خاصا مواد جمع ہو گیا تو اس کو کتابی شکل دینے کی آرزو پیدا ہوئی، مگر کیا اِس آرزو کو کبھی عملی جامہ بھی پہنایا جا سکے گا؟ اس کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی، جس کی کئی وجوہ ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

Marfat.com

موضوعِ ھٰذا کی اِشاعت میں سببِ تاخیر

موضوعِ ھٰذا سے مراد ''طہارتِ فضلات شریفہ'' ہے، اس موضوع کو کتابی شکل دے کر شائع نہ کرنے کی سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ میں سمجھتا تھا اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے، حتیٰ کہ ایک دن یہی بات بعض دانشوروں (جناب خالد اسحاق ایڈووکیٹ مرحوم) نے بھی مجھے کہہ دی تھی کہ مولانا اب اس موضوع پر لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس موضوع پر بعض اردو شروحِ حدیث میں میرے سامنے اچھا خاصا مواد آیا تو از خود مزید توقف ہو گیا۔ پھر اسی اثنا میں میرے مطالعہ کا رُخ قرآن کریم کے علوم وفضائل کی طرف ہوا تو اس میں دلچسپی بڑھتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل شاندار کتاب تیار ہو گئی، جو بفضلہٖ تعالیٰ ''أنوار العرفان في أسماء القرآن'' کے نام سے شائع ہوئی، اور الحمدللہ ثم الحمدللہ بہت مقبول ہوئی۔

اس کے بعد میرے مطالعہ کا رُخ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور ومقبول کتاب ''خصائص علي رضی اللہ عنہ'' کے ترجمہ، تخریج، تحقیق اور تشریح کی طرف ہوا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ ناتواں کے ہاتھوں گیارہ سو صفحات سے زائد پر مشتمل ضخیم کتاب تیار کرادی، جو اس قدر مقبول ہوئی کہ دو ماہ کے قلیل عرصہ میں اس کا طبع اول ختم ہو گیا، جو انٹرنیٹ کے اِس دور میں ایک ریکارڈ ہے۔ اب پھر تقریباً سولہ سترہ (۱۶۔۱۷) برس بعد میں نے اِس موضوع (طہارتِ فضلات شریفہ) کی طرف توجہ کی اور اس کو مدوّن کیا تو یہ شکل وجود میں آئی جو آپ کے سامنے ہے۔ افسوس کہ اس دوران موضوعِ ھٰذا کے متعلق بعض تحریری حصے ضائع بھی ہو گئے۔

موضوعِ ھٰذا کے انتخاب کا فائدہ؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس موضوع پر لکھنے کا کیا فائدہ؟ اب انبیاء کرام علیھم السلام تو موجود نہیں ہیں کہ ان کے فضلات شریفہ کو تبرک بنایا جائے گا۔ بعینہٖ یہی سوال مجھ سے دورانِ مطالعہ کیا گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے کئی فوائد ہیں، بعض ازاں یہ ہیں:

Marfat.com

۱۔ اس سے نبی اور غیر نبی انسان کے مابین ایک عظیم جسمانی لطافت ونفاست کا فرق معلوم ہوتا ہے،

۲۔ امام قہستانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی خیال تھا کہ اب اس موضوع پر کلام کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس پر امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تعجب کی بات ہے کہ علامہ قہستانیؒ نے اس امر (طہارت) کی تصریح کے باوجود فرمایا کہ اس بحث کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا زمانہ اب گذر چکا ہے۔ اب یہ بتانے کی اس کتاب میں حاجت نہیں ہے کہ (فضلاتِ انبیاء کرام علیہم السلام طاہر ہیں یا) ان کی نیند غیر ناقض ہے۔

میں (امام احمد رضا) کہتا ہوں کہ اس کی ضرورت ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلاشک نازل ہوں گے اور پھر انبیاء کرام علیہم السلام کے خصائص ومناقب کا علم ضروری ہے''۔

(فتاوی رضویہ ج۱ ص ۴۳۵)

۳۔ یہ فطری بات ہے کہ انسان کسی کو اُتنا چاہتا ہے جتنا اُسے اُس کی جسمانی اور معنوی خوبیاں معلوم ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل ومراتب سماعت فرمائے تو اُسی وقت اور اُسی مقام پر اپنے فضائل وخصائص بیان کرنے کی ضرورت محسوس فرمائی اور ساتھ ہی ہر خصوصیت پر فرماتے رہے ''وَلَا فَخْرَ'' (یہ کوئی فخر نہیں) سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کی توضیح میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ اُس سیادت وفضیلت کی اطلاع تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخصوص فرمایا اور یہ نعمتِ الٰہی کا اظہار ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کیجئے) اور اس بیان سے آپ نے اپنی اُمتِ اِجابت اور اُمتِ دعوت کو اپنے رب کے ہاں اپنے درجۂ رفیعہ سے آگاہ فرمایا ہے، اور امت کی خاطر یہ آگاہی آپ پر فرض تھی ''لِيَكُونَ إِيمَانُهُمْ بِهِ عَلَى

Marfat.com

حَسْبِ ذٰلِکَ" (تاکہ آپ پر اُن کا ایمان اِن مراتب کے مطابق ہو)"۔

(شرح السنة للبغوي ج۷ص٤١٤؛ شرح الطيبي على المشكاة ج١١ص٣٦٤٥؛ مرقاة شرح مشكوة ج١٠ص٣١)

۴۔ راقم الحروف پوچھتا ہے کہ کتبِ صحاح (بخاری ومسلم وغیرہ) میں نبی کریم ﷺ کے حسن وجمال کے بیان پر اور پسینہ کی خوشبو کے ذکر پر مستقل ابواب قائم کرنے کی کیا غرض ہے؟ جس غرض کے پیش نظر وہ ابواب قائم کیے گئے، یقیناً کتابِ ھٰذا کی ترتیب وتصنیف میں بھی وہی غرض کارفرما ہے، اسی لیے اس کا نام "لطافتِ جسدِ مصطفیٰ ﷺ" رکھا گیا ہے، تاکہ قاری کا اس کی طرف میلان ہو، حالانکہ اس کا نام "طہارتِ فضلاتِ مصطفیٰ ﷺ" بھی رکھا جاسکتا تھا۔

کتابِ ھٰذا کے قارئین کے لیے وضاحت

اس موضوع پر میرا یہ حاصلِ مطالعہ تقریباً سولہ سترہ (16/17) برس پہلے کا ہے، جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے، لہٰذا اس میں ایسی کتابوں کے حوالہ جات بھی ملیں گے جو قدیم لائبریریوں کے علاوہ کہیں دستیاب نہیں ہیں، البتہ اب بحمدہ تعالیٰ مجھے اکثر وہ کتابیں جدید طباعت کے ساتھ دستیاب ہو چکی ہیں (جن کا میں نے ایک عرصہ قبل مطالعہ کیا تھا) مگر میں نے اُن کے ساتھ ساتھ قدیم چھاپہ جات کے حوالے بھی درج کیے ہیں تاکہ قدیم مطبوعات سے استفادہ آسان ہو۔

Marfat.com

اِظْہارِ تَشَکُّر

اللہ رب العزۃ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کے شکر کے بعد سب سے پہلے راقم الحروف کراچی کی اُن قدیم وجدید لائبریریوں کا شکر گذار ہے جن سے اُس وقت استفادہ کیا گیا جب میری ذاتی لائبریری نہیں تھی، پھر میں کراچی کے اُن مخیّر حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کتابوں کے ساتھ میری وارفتگی کو ملاحظہ کیا تو مجھے کتابیں دلانا شروع فرمائیں اور (جو کراچی چھوڑنے کے باوجود) تاحال دِلا رہے ہیں، اور للہ فی اللہ برابر ہر طرح کا تعاون فرما رہے ہیں۔

لاہور میں بھی مجھے کافی حضرات نے قیمتی کتابیں مہیا فرمائیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے طفیل ان سب حضرات کو دنیا وآخرت کی نعمتوں سے نوازے اور دنیا وآخرت کی تمام پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

''شرح خصائص علی رضی اللہ عنہ'' کی اشاعت کے بعد والے محسنین کا شکریہ

''شرح خصائص علي رضی اللہ عنہ'' کی اشاعتِ اولیٰ کے بعد بعض حقائق ناشناس لوگوں کی وجہ سے مجھ پر گوناگوں مشکلات آپڑیں جو تاحال جاری ہیں (اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالأخِرَۃِ، وَنَجْعَلُکَ فِيْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ) ایسے مشکل حالات میں کچھ حضرات نے کسی قسم کے سابقہ تعارف کے بغیر محض حُبِّ اہلِ بیت کے جذبۂ صادقہ کے تحت مجھ عاجز کو مسلسل تعاون کا یقین دلایا اور مجھے تنہائی کے بھیانک تصور سے باہر نکالا۔ یہ ناکارہ ان سب کا اور ''شرح خصائص علي رضی اللہ عنہ'' کے مقرظین ومبصرین کا تہہ دل سے شاکر وممنون ہے۔

بالخصوص محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادري، علامہ خلیل الرحمان

Marfat.com

خاں قادری دامت برکاتہما اور جملہ اربابِ جامعہ اسلامیہ، لاہور کا شکریہ ادا کرنا خود پر فرض سمجھتا ہے، کیونکہ یہ حضرات اُس وقت میرے معاون ومدد بنے جو میری شعوری زندگی کا مشکل ترین مرحلہ تھا۔

اللہ اکبر یہ کتنا حسین عقیدہ اور اہل بیت سے کتنی والہانہ محبت ہے کہ حضرت محقق العصر مدظلہ کو جونہی "شرح خصائص علي رضی اللہ عنہ" کی اشاعت کی اطلاع موصول ہوئی تو انہوں نے اپنے خاص آدمی (علامہ ملک محبوب الرسول قادری زید مجدہ) کو مجھ عاجز کی تلاش پر مامور فرمایا، انہوں نے متعدد مدارس کا طواف کرنے کے بعد جب مجھے ایک تنگ وتاریک مقام میں پالیا تو فوراً محقق العصر مَتَّعَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ بِعُلُوْمِہٖ کو فون پر بتایا: حضور! "فیضی صاحب لبھ گئے نے" فرمایا: بات کراؤ! سب سے پہلے مبارک باد اور شاباس دی، پھر فرمایا: فیضی صاحب! ایک نشست چاہیئے، راقم الحروف نے عرض کیا: چونکہ آپ ہر لحاظ سے بڑے ہیں اس لیے بندہ خود حاضر ہوگا۔

حیران کن بات یہ ہے کہ یہ اظہارِ محبت فقط "شرح خصائص علي رضی اللہ عنہ" کی اطلاع موصول ہونے پر تھا، کتاب موصول ہونے اور پڑھنے کے بعد شفقتوں اور عنایتوں کا سلسلہ اس کے علاوہ ہے۔

راقم الحروف اُن مشائخ، علماء، سادات کرام اور محبانِ اہل بیت عظام کا بھی شاکر وممنون ہے جو پوشیدہ طور پر "جامعة علي المرتضیٰ رضی اللہ عنہ" کی تعمیر میں معاونت فرمارہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اُن کی یہ خدمت اہل بیت کرام علیہم السلام کے طفیل بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوجائے۔

جزاهم اللّٰه تعالیٰ خیراً فی الدنیا والآخرة، عن حبیبه ﷺ وعن علیٍ المرتضی وعن أهل بیتهما صلوات اللّٰه وسلامه علیهم.

Marfat.com

اِنتساب

یہ نا کارہ اپنی اِس کاوش کو اُن دو عظیم ہستیوں کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے جو رب تبارک وتعالیٰ کے بعد اپنی اولاد کے حق میں رب کے معنیٰ میں ہیں، اور جن کی یہ شان ہے کہ قرآنِ مجید میں جا بجا معبودِ برحق جل جلالہ کی عبادت کے بعد اُنہیں کی تعظیم کا حکم ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے شکر کے بعد اُنہیں کے شکر یہ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے: "أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ" (میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا، لقمان: ١٤)

یہ شکر فقط والدین ہونے کے ناتے لازم ہے، تعلیم دلانا اور اچھی تربیت کرنے کا احسان اس کے علاوہ ہے۔ اگر مجھے میرے والدین نے تعلیم نہ دلائی ہوتی تو خدا جانے کہ میں کہاں کہاں کی خاک چھان رہا ہوتا؟ یا الہ العالمین! میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اس کو میرے والدین اور اُن کے پورے خاندان کی فلاح کا ذریعہ فرما، آمین! بجاہ حبیبہ سیدنا محمد ﷺ وعلیٰ آلہ وأصحابہ أجمعین.

Marfat.com

الإهْدَاء:

جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ایسے طیب وطاہر اور منوّر ومعطر محبوب ﷺ کے ظہور کا ذریعہ بنایا، اور جنہیں بعد از ولادتِ طیبہ خدمت کرنے کا شرف بخشا، یعنی سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدین کریمین ابوین شریفین تک تمام آباء واجداد اور امہات علیهم السلام و رضي الله عنهم، اور بشمول سیدنا ابوطالب خدمت کرنے والی دوسری تمام ہستیوں (رضی اللہ عنہم) کی خدمت بابرکت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

وَاللّٰهُ يُتِمُّ الْأَمَانِيَ وَهُوَ الْمُعْطِي جل جلالہ.

109949

Marfat.com

لطافتِ جسدِ مصطفیٰ ﷺ

جنسِ واحد کی ظاہری نفاست ولطافت میں فرق

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں اپنی قدرت کے عجیب کرشمے رکھے ہیں، کچھ مخلوق کثیف ہے اور کچھ لطیف۔ متضاد الجنس مخلوق کے مابین لطافت وکثافت کی تمیز کچھ مشکل نہیں ہے۔ گائے اور بھینس، بھیڑ اور بکری، اونٹ اور گھوڑے، ہرن اور بھیڑیئے، کوے اور کبوتر، طوطے اور چیل، فاختہ اور ہدہد کی نفاست اور کثافت میں جو فرق ہے اسے کون نہیں سمجھتا؟ لہٰذا متضاد الجنس جانداروں کے فرق سے قطع نظر کرتے ہوئے فقط ہم جنس جانداروں کے درمیان لطیف اور کثیف ہونے کے لحاظ سے جو فرق ہے اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ فرق غور کیے بغیر معلوم نہیں ہوتا۔ اگر آپ بیلوں کی کثرت میں، بھینسوں کے باڑے میں، بکریوں کے ریوڑ میں اور ہرن وغیرہ کے اژدہام میں غور فرمائیں تو آپ کو ایک ہی جنس کے بعض جانور دوسرے جانوروں سے زیادہ لطیف ونفیس نظر آئیں گے۔ پرندوں کی ایک جنس کے غول میں غور فرمائیں تو آپ کو تمام پرند یکساں لطیف یا یکساں کثیف نہیں ملیں گے۔ مثلاً کبوتروں میں ہی غور فرمالیجئے! تمام کبوتر اپنی لطافتِ طبع میں برابر نہیں ملیں گے۔ علیٰ ھٰذا القیاس غیر ذی روح مخلوق کی طرف آیئے اور درختوں، پھلوں، پھولوں اور نرم ونازک پودوں میں غور کیجئے! سب میں یکساں لطافت نہیں ہوگی۔ پتھروں کو ہی لیجئے! تمام پتھر نفاست ولطافت میں یکساں نہیں ہونگے۔ پہاڑوں کی وادیوں میں چلے جایئے! جہاں آپ کو بہت سے بیکار پتھر نظر آئیں گے وہاں آپ کو ایسا انمول ہیرا بھی مل سکتا ہے جسکی لطافت کے سامنے تمام پہاڑی سلسلہ پرِ کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔

اسی طرح انسانوں میں بھی نفاست، لطافت، نزاکت، نظافت اور ملائمت کے لحاظ سے بہت واضح

Marfat.com

اور نہایت نمایاں فرق ہوتا ہے۔ایسا واضح فرق جسے زبان وقلم سے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔خود سوچئے کہ خوبصورت اور بدصورت انسان کے مابین جو جسمانی لطافت کا نمایاں فرق ہوتا ہے، کیا وہ محتاجِ بیان ہے؟

جنسِ واحد کی باطنی لطافت ونفاست میں فرق

پھر جس طرح ظاہری جلد اور جسم میں نمایاں فرق ہوتا ہے اسی طرح اندرونِ جلد میں بھی فرق ہوتا ہے۔بعض لوگوں کا اندرونی نظام اس قدر کثیف ہوتا ہے کہ ان کے اندر کی کثافت کے باعث ان کے ظاہری جسم سے ایک طرح کی عفونت محسوس ہوتی ہے۔بعض مرتبہ ان کے قریب بیٹھنا بھی دشوار ہوتا ہے۔اگر غور کیا جائے تو تمام انسانوں کے پسینے کی بو یا بدبو یکساں محسوس نہیں ہوتی۔بعض اشخاص چند گھنٹے شوز اور موزے استعمال کرنے کے بعد جب اُتارتے ہیں تو بدبو کے بھبکے اٹھتے ہیں اور کچھ اشخاص چند گھنٹے ہی نہیں سارا دن پہننے کے بعد بھی اتارتے ہیں تو کوئی بو محسوس نہیں ہوتی۔آخر یہ واضح فرق کیوں؟ وجہ ظاہر ہے کہ یہ فرق جسم کی اندرونی لطافت اور کثافت کے باعث ہوتا ہے۔

لطافت ونفاست کی اقسام

بنیادی طور پر لطافت کو دو قسموں میں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ لطافتِ کسبی اور عملی

۲۔ لطافتِ وہبی اور عطائی

کسب، محنت، ریاضت اور کوشش سے ہر کثیف شے ایک حد تک لطیف ہوسکتی ہے۔کثیف پتھروں اور لکڑیوں پر محنت کر کے اُنہیں آئینہ کی طرح لطیف بنایا جاتا ہے، سخت لوہے پر محنت خرچ کر کے اس سے لطیف سے لطیف اشیاء بنائی جاتی ہیں، اور یہ روزمرہ مشاہدہ میں آنے والی باتیں ہیں۔علی ہذا القیاس اِس سائنسی ترقی کے دور میں آپ جس قدر غور وفکر کرتے چلے جائیں گے اسی قدر آپ پر یہ حقیقت عیاں ہوتی چلی جائے گی کہ ہر کثیف چیز محنت کے بعد لطیف سے لطیف تر ہوسکتی ہے۔

Marfat.com

کثافت کا لطافت سے بدل کر نورانیت تک پہنچنا

یقین فرمایئے! جس طرح ہر کثیف اور غلیظ چیز محنت کے بعد لطیف اور نفیس ہو جاتی ہے اسی طرح اگر انسان محنت کرے تو نہ صرف یہ کہ اس کی کثافت لطافت سے بدل سکتی ہے بلکہ پہلے سے موجود لطافت میں بھی اضافہ ہوسکتا ہے، حتیٰ کہ یہ جسدِ خاکی پیکرِ نور ہو جاتا ہے۔ کس طرح انسان کی کثافت لطافت میں بدل سکتی ہے؟ اس سلسلہ میں علماء کرام اور صوفیہ عظام نے کتاب وسنت اور اپنے تجربات کی روشنی میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ رزقِ حلال: یعنی کھانا پینا، رہائش اور لباس وغیرہ میں حرام سے قطعاً بچنا اور مشکوک ومشتبہ اشیاء سے اجتناب کرنا

۲۔ کامل ایمان کے ساتھ قرآن وسنت کے نور کو دل میں اتارنا

۳۔ قرآن وسنت کے نور کو دل وجان سے قبول کرنے کے بعد احساس وشعور کی بیداری کے ساتھ مسلسل تقویٰ پر گامزن رہنا

صوفیہ کرام کا تجربہ ہے کہ قرآن وسنت کے نور کو قبول کرنے کے بعد اس نور کو بڑھانے کے لیے مسلسل تقویٰ پر گامزن رہا جائے تو یقیناً انسان کی باطنی کثافت لطافت سے ہی نہیں بلکہ نورانیت میں بدل جاتی ہے۔ پھر اُس کا اثر انسان کے ظاہر پر آنے لگتا ہے، یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان سراپا نور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لأن نور النفس إذا تم إشراقه تأدى إلى البدن.

''نفس کا نور جب مکمل ہو جائے تو وہ بدن کی طرف منتقل ہو جاتا ہے''۔

(ميزان العمل للغزالي ص ١٠٠)

علامہ ابن قیم نے فراستِ صادقہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے:

''وحی اور ایمان کا نور جب انسان کے قلب میں اتر جائے اور پھر انسان تقویٰ اور عمل پر مستقیم ہو جائے تو وہ نور بڑھنے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ اُس کے چہرے اور تمام

Marfat.com

اعضاء کو منور کر دیتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ولایزال في تزاید حتی یُریٰ علی الوجه والجوارح والکلام والأعمال.

''اور وہ نور مسلسل بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ چہرے، تمام اعضاء، کلام اور اعمال پر دیکھا جاتا ہے''۔

(مدارج السالکین ج۱ ص۱۴۹)

علامہ ابن قیم ایک اور مقام پر نور اور ظلمت کے تقابل میں لکھتے ہیں:

''یہ ظلمتیں انوار کی ضد ہیں اور یہ وہ انوار ہیں جن میں مومن زندگی بسر کرتا ہے۔ پس بلاشبہ اس کے ایمان کا نور اس کے قلب میں ہوتا ہے اور اُس کا داخل ہونا نور، اس کا خارج ہونا نور، اس کا علم نور، اُس کا لوگوں میں چلنا نور، اس کا کلام نور اور اس کا ٹھکانہ نور، جبکہ کافر کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اور نور چونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور اس کی صفات سے ہے لہٰذا اس کا دین نور، اس کا رسول نور، اس کا کلام نور اور اس کا گھر نور۔ (اگلے الفاظ کی عربی ملاحظہ ہو:)

والنور یتوقد في قلوب عباده المؤمنین ویجری علی ألسنتهم ویظهر علی وجوههم.

''اور نور اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کے دلوں میں جگمگاتا رہتا ہے اور وہ ان کی زبانوں اور چہروں پر جاری رہتا ہے''۔

(شفاء العلیل لابن القیم ص۱۸۱، ۱۸۲)

ایک اور مقام پر علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

أن الذکر ینوِّر القلب والوجه والأعضاء وهو نور العبد في دنیاه وفی البرزخ وفي یوم القیامة.

Marfat.com

''بیشک اللہ تعالیٰ کا ذکر دل، چہرے اور تمام اعضاء کو منور کر دیتا ہے اور بندے کا یہی نور دنیا، برزخ اور قیامت کے دن نمایاں ہوگا''۔

(الوابل الصيب لابن القيم ص ١٤١)

ان تصریحاتِ علماء سے معلوم ہوا کہ نورانیت کی ابتداء دل سے ہوتی ہے اس کے بعد اعضاء کی طرف آتی ہے۔ سید عالم ﷺ نے اسی لیے دعائے نور ''اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا'' میں سب سے پہلے دل کا ذکر کیا ہے۔ (یہ مکمل دعا عنقریب آرہی ہے) اہل حدیث کہلانے والے مشہور مصنف قاضی شوکانی اس دعا کے تحت لکھتے ہیں:

إنما قدم القلب لأنه المضغة التي إذا صلحت صلح سائر البدن وإذا فسدت فسد سائر البدن، ولأن القلب إذا نوّر فاض نوره على البدن جميعا.

''قلب کو صرف اس لیے مقدم فرمایا گیا ہے کہ گوشت کا یہ ٹکڑا جب صالح ہو جائے تو تمام بدن صالح ہو جاتا ہے، اور جب یہ فاسد ہو جائے تو تمام بدن فساد کا شکار ہو جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ قلب جب منور ہو جائے تو وہ اپنے نور (کی چادر) کو تمام بدن پر پھیلا دیتا ہے''۔

(تحفة الذاكرين للشوكاني ص ١٦٠، وط: ص ١٤٥)

اگر مومن پیکرِ نور ہے تو اُس کا نور نظر کیوں نہیں آتا؟

اس سوال کا جواب علامہ ابن قیم سے سنیئے۔ وہ مومن کو عطا ہونے والے نور کی توضیح میں لکھتے ہیں:

''یہ نور اللہ تعالیٰ کی معرفت، اُس کی محبت اور اس پر ایمان کا نور ہے، جو اہلِ اسلام کے دلوں میں رکھ دیا جاتا ہے اور یہی وہ نور ہے جو اس نے مومنین کی طرف نازل فرمایا اور اس کے ساتھ انہیں زندہ فرمایا، اسی نور کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتے ہیں، اس نور کی جڑ اُن کے دلوں میں ہے اور تقویٰ کے ذریعے یہ نور بڑھتا رہتا ہے۔

Marfat.com

(اگلے الفاظ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو)

فتتزايد حتى تظهر على وجوههم وجوارحهم وأبدانهم بل وثيابهم ودورهم، يبصره من هو من جنسهم وسائر الخلق له منكر.

"پھر وہ نور بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کے چہروں ان کے اعضاء، ان کے بدنوں بلکہ ان کے کپڑوں اور ان کے گھروں کی دیواروں پر ظاہر ہوتا ہے، جس کا نظارہ ہر وہ شخص کرتا ہے جو اُن کا ہم جنس ہو اور باقی ساری مخلوق اس کا انکار کرتی ہے"۔

(الوابل الصيب لابن القيم ص ۱۱۷، ۱۱۸)

نورانی برتن میں کسی چیز کا خراب نہ ہونا

متذکرہ بالا تصریحات سے واضح ہوا کہ اگر انسان مجاہدہ وریاضت اور زھد وعبادت اختیار کرے تو پہلے اس کا قلب پھر تمام اعضاءِ بدن پھر بدن کے کپڑے اور گھر کی در ودیوار تک نورانی ہو جاتی ہیں۔ خود سوچیے کہ جب انسان کا باطن نورانی برتن کی مانند ہو جائے تو کیا نورانی برتن میں رکھی ہوئی کوئی چیز خراب یا بدبودار ہو سکتی ہے؟ ایک عام دستور ہے کہ کھانے پینے کی جن اشیاء کو لمبی مدت کے لیے برقرار رکھنا ہو تو ان کے لیے مخصوص برتنوں کا انتخاب کیا جاتا ہے اور آجکل ایسی مخصوص پیکنگ کا بندوبست کیا جاتا ہے جس میں وہ اشیاء خراب نہیں ہوتیں، لیکن کیا نورانی برتن سے بھی کوئی برتن بہتر ہو سکتا ہے؟ یقین فرمایئے! وہ صالحین جو حرام ومشکوک غذا واشیاء سے مکمل اجتناب کرتے ہیں اور ریاضت ومجاہدہ، اطاعت وعبادت، صدق و اخلاص، زہد وتقویٰ اور امانت ودیانت کو زندگی بھر کا وظیفہ بنا لیتے ہیں ان کا جسم نورانی برتن بن جاتا ہے، پھر اس برتن میں جو چیز بھی داخل ہوتی ہے تو وہ متعفن اور بدبودار نہیں بلکہ بہتر اور خوشگوار ہو جاتی ہے۔

اعمال کی وجہ سے خوشبو اور بدبو

انسان جب ریاکاری سے بلند ہو جائے، اس کا ظاہر وباطن یکساں ہو جائے اور وہ صدق واخلاص سے اعمالِ صالحہ پر ہمیشگی کرنے لگے تو پہلے آہستہ آہستہ اُس سے جسمانی آلائشیں دور ہوتی ہیں، اس کا قلب

Marfat.com

[wash] صاف اور پاک ہونے لگتا ہے، پھر بتدریج اس کے اندر نورانیت پھیلنے لگتی ہے، حتیٰ کہ اندر کی پاکیزگی اور نورانیت کے آثار بدن پر نمایاں ہونے لگتے ہیں۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''پاکیزہ اور زندہ دل سے خوشبو آتی ہے جیسا کہ خبیث اور مردہ دل سے مردار کی بدبو آتی ہے۔ اس لیے کہ دل اور روح کی بدبو ظاہر سے زیادہ باطن سے متصل ہوتی ہے اور پسینہ اس کو باطن سے ظاہر کی طرف لاتا ہے۔ پس اعلیٰ نفس کی خوشبو بہت قوی ہوتی ہے اور اُس کی خوشبو اس کے پسینہ سے مہکتی ہے حتیٰ کہ جسم پر ظاہر ہو جاتی ہے اور خبیث روح کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔''

(فیض القدیر ج۹ ص ۴۵۹۲)

جب انسان اِس مقام پر پہنچتا ہے تو مخلوقِ خدا اُس سے محبت کرنے لگتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا.

''بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے عنقریب رحمان اُن کے لیے محبت پیدا کر دے گا''۔ (مریم: ۹۶)

کبھی غور فرمایئے کہ لوگوں کو صالحین کے ساتھ اس قدر شدید محبت کیوں ہو جاتی ہے؟ صرف اس لیے کہ ''کُلُّ شَیْءٍ یَّرْجِعُ إِلٰی أَصْلِهٖ'' (ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے) اور ہر چیز کی اصل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اور چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت، اپنے انوار و تجلیات اور اپنی محبت کے نفحات کے ساتھ جہاں جلوہ گر ہوتا ہے وہ صالحین کی ذواتِ مقدسہ ہیں، اس لیے لوگ ان سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ صالحین کے اندر یہ خوشبو ذکر الٰہی، درود و سلام اور اعمالِ حسنہ کی بدولت ہوتی ہے۔ صدق و اخلاص کے ساتھ جہاں بھی ذکر و درود کی کوئی محفل ہو تو اس محفل کو ایک خوشبو ڈھانپ لیتی ہے۔ چنانچہ مشہور عاشقِ مصطفیٰ امام ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کوئی

Marfat.com

ایسی مجلس نہیں جس میں سیدنا محمد ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہو "إلا قامت منه رائحة طيبة" (مگر وہاں سے ایک پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے)، یہاں تک کہ وہ آسمان کے کناروں کو چھوتی ہے تو فرشتے پکار اٹھتے ہیں کہ یہ اُس مجلس کی خوشبو ہے جس میں سیدنا محمد ﷺ پر درود بھیجا گیا ہے"۔

(دلائل الخيرات وشوارق الأنوار في ذكر الصلاة على النبي المختار ﷺ ص ١٢)

امام محمد مہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر تمہیں صاحب دلائل الخیرات کے اس قول کی دلیل درکار ہو تو اس حدیث نبوی میں غور کرو!

ما جلس قوم مجلساً ثم تفرقوا علىٰ غير الصلاة على النبي ﷺ إلا تفرقوا علىٰ أنتن من ريح الجيفة.

"جس قوم نے کوئی محفل کی پھر وہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے بغیر منتشر ہو گئے تو وہ ایک بدبودار مردار سے اُٹھے"۔

(مطالع المسرات ص٦٣؛نسمات الأسحار ص٢٠٣،٢١٨)

ایک حدیث میں درود شریف کے ساتھ ذکر الٰہی کا بیان بھی ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما اجتمع قوم مجلساً ثم تفرقوا عن غير ذكر الله عزوجل وصلاة على النبي ﷺ إلا قاموا عن أنتن من جيفة.

"جس قوم نے کوئی محفل کی پھر وہ اللہ عزوجل کے ذکر اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے بغیر منتشر ہو گئے تو وہ ایک بدبودار مردار سے اُٹھے"۔

(مسند أبي داود الطيالسي ص٢٤٢، حديث١٧٥٦، وط: ج٢ ص٣٥٥، حديث١٨٦٣)

علامہ ابن قیم اور امام سخاوی نے اس حدیث کو امام مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

(جلاء الأفهام ص٩٦؛القول البديع ص٣٠٧)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے:

''جو مجلس اللہ عزوجل کے ذکر کے بغیر برخاست ہوگئی تو وہ بدبودار مردار سے اٹھ کر منتشر ہوئی، اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ گویا مردار گدھے سے اٹھ کر منتشر ہوئی''۔

(السنن الكبرى للنسائي، حديث ١٠٢٤١؛ سنن أبي داود ج٤ ص٣٤٦، حديث ٤٨٥٥؛ مسند أحمد ج٢ ص٣٨٩، حديث ٩٠٤٠ وص ٥١٥، حديث ١٠٦٩١؛ كتاب الدعاء للطبراني ص١٦٦٢، ١٦٦٣، حديث ١٩٢٢، ١٩٢٦؛ المستدرك ج١ ص٤٩٢؛ الأداب الشرعية لابن مفلح المقدسي ج٣ ص٤٠٦)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس قوم نے کوئی مجلس کی پھر نبی (ﷺ) پر درود بھیجے بغیر برخاست کردی تو وہ نہایت بدبودار مردار سے اٹھی''۔

(السنن الكبرى للنسائي ج٦ ص١٠٩، حديث ١٠٢٤٤، وط: ج٩ ص٢٩، حديث ٩٨٠٣ و ص١٥٧، حديث ١٠١٧٢)

امام مھدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ان احادیث سے تم پر عیاں ہوگیا ہوگا کہ جن مجالس میں نبی کریم ﷺ کا ذکرِ خیر کیا جائے یا آپ پر درود بھیجا جائے تو وہاں پر خوشبوئیں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے کہ آپ اطیب الطیبین اور اطھر الطاھرین ہیں، اور آپ کے خصائص شریفہ سے ہے کہ آپ کا جسم مبارک اہل جنت کی صفات پر بنایا گیا ہے، اور آپ جس مقام سے گذرتے اور جہاں جلوہ افروز ہوتے اور جس چیز کو مس کرتے یا آپ کے اعضاء شریفہ میں سے کوئی عضو کسی چیز کو چھو جاتا تو وہاں سے مشک کی خوشبو کے حُلّے آتے، یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہچان لیتے کہ آپ نے یہاں سے گذر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُس عظمت کو باقی رکھا ہے، پس جہاں بھی آپ کا ذکر کیا جائے اور آپ پر درود بھیجا جائے تو وہ مقام طیب ہو جاتا ہے

Marfat.com

اور وہاں سے پاکیزہ خوشبوئیں آتی ہیں''۔

(مطالع المسرات ص ٦٣)

یقین فرمایئے جو قلوب ذکرِ الٰہی اور صلاۃ وسلام (جو کہ درحقیقت ذکرِ خدا ہی ہے) سے آباد رہتے ہیں وہ جنت کی خوشبوؤں سے معطر رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب تم جنت کے باغوں سے گزرا کرو تو چرلیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا ذکر کے حلقے''۔

(سنن الترمذي ص ٨٠٠، حديث ٣٥١٠)

خود سوچئے کہ جو دل جنت کے باغات سے چریں وہ کیونکر منبعِ خوشبو نہیں بنیں گے؟

اعمالِ حسنہ کی خوشبو محسوس کیوں نہیں ہوتی؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اعمالِ صالحہ کی خوشبو اور اعمالِ سیئہ کی بدبو ہوتی ہے تو محسوس کیوں نہیں ہوتی؟ اس سوال کا جواب درجِ ذیل علمی بحث کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ علماء کرام میں اختلاف ہے کہ اس خوشبو کا اظہار قیامت کے دن ہوگا یا یہ دنیا میں بھی ہوتی ہے، یا دنیا اور آخرت دونوں میں ہوتی ہے؟ ماضی بعید میں اس مسئلہ پر دو جلیل القدر علماء اسلام کے درمیان مناظرہ ہوا تھا:

۱۔ امام ابو محمد عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٦٦٠ھ

۲۔ امام ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمان المشہور بابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٦٤٣ھ

جس کا خلاصہ یہ ہے:

اول الذکر کا موقف تھا کہ یہ خوشبو قیامت کے دن ہوگی اور ثانی الذکر کا موقف تھا کہ یہ دنیا میں بھی ہوتی ہے۔ دونوں کے دلائل شروحِ حدیث کی کتب میں دیکھے جاسکتے ہیں خصوصاً ''فتح الباری'' میں۔

Marfat.com

صاحبِ فتح الباری کا اپنا میلان ثانی الذکر امام کے موقف کی طرف ہے بلکہ اُن کے نزدیک یہی جمہور کا موقف ہے۔

(فتح الباري ج٤ ص٥٩٧)

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ولا مانع من أن يكون ذلک فی الدنيا والآخرة.

''اوراس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ یہ خوشبو دنیا اور آخرت دونوں میں ہو''۔

(عمدةالقاري ج١٠ ص٢٥٩)

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی یہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''یہ خوشبو کبھی دنیا میں پھیلتی ہے اور آخرت سے پہلے (برزخ میں) پھوٹے گی، اوراس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ایک قسم وہ ہے جو حواسِ ظاہری سے محسوس ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن غالب عبادت گزار لوگوں سے تھے، نماز اور روزے سے خاص شغف رکھتے تھے۔ جب انہیں دفن کیا گیا تو ان کی قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو مہکنے لگی۔ پھر انہیں خواب میں دیکھا گیا تو اُن سے اس خوشبو کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''تلک رائحة التلاوة والظمآء'' (یہ خوشبو تلاوت اور پیاس کی ہے)

۲۔ خوشبو کی دوسری قسم وہ ہے جو حواسِ ظاہری کو نہیں بلکہ روحوں اور دلوں کو محسوس ہوتی ہے جو روزے داروں اور مخلصین کے لیے اہل ایمان کے دلوں میں محبت کو لازم کرتی ہے''۔

(لطائف المعارف لابن رجب الحنبلي ص٣٠١)

اس مسئلہ کی وضاحت علامہ ابن قیم حنبلی نے خوب کی ہے۔ وہ لباس وطعام کی پاکیزگی کے فوائد میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''تقویٰ دل سے معصیت کی میل اور نجاست کو یوں صاف کر دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کی میل اور نجاست کو صاف کر دیتا ہے۔ کپڑوں اور دلوں کے درمیان ظاہری اور باطنی مناسبت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ خواب میں عورت کے کپڑے دیکھے جائیں تو ان سے اس کے دل اور باطن کی حالت مراد لی جاتی ہے۔ کپڑے اور دل ایک دوسرے سے متأثر ہوتے ہیں، اسی لیے ریشمی لباس، سونے اور درندوں کی جلد کے لباس کی ممانعت آئی ہے کیونکہ ان سے دلوں میں ایسی ہیئت پیدا ہوتی ہے جو عبادت اور خشوع کے منافی ہوتی ہے۔ (اگلے الفاظ کی عبارت ملاحظہ ہو)

وتأثير القلب والنفس فى الثياب أمر خفي، يعرفه أهل البصائر من نظافتها ودنسها ورائحتها، وبهجتها وكثفتها حتى إن ثوب البر ليعرف من ثوب الفاجر، وليسا عليها.

''کپڑوں میں دل اور نفس کی تأثیر کا پایا جانا ایک مخفی معاملہ ہے، جسے اربابِ بصیرت حضرات کپڑوں کی نظافت، میل کچیل، خوشبو، رونق اور تغیر ہیئت سے پہچان لیتے ہیں، حتیٰ کہ پارسا انسان کے کپڑوں کو فاجر شخص کے کپڑوں سے ممتاز کر لیتے ہیں حالانکہ وہ کپڑے ان کے جسم پر نہیں ہوتے۔''

(مدارج السالکین لابن القیم ج۲ ص ۲۳)

ایک اور مقام پر علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

إن الرجل الطيب البر لتشم منه رائحة طيبة وإن لم يمس طيبا فيظهر طيب رائحة روحه على بدنه وثيابه، والفاجر بالعكس، والمزكوم الذي أصابه الهوى لايشم لا هذا ولا هذا، بل زكامه يحمله على الإنكار، فهذا فصل الخطاب في هذه المسألة، والله ﷻ أعلم بالصواب.

Marfat.com

''بیشک پاک اور نیک شخص سے عمدہ خوشبو آتی ہے، اگرچہ اُس نے خوشبو کو ہاتھ ہی نہ لگایا ہو، کیونکہ اس کی روح کی عمدہ خوشبو اس کے بدن اور کپڑوں پر ظاہر ہوتی ہے، اور فاجر شخص کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، اور جو شخص خواہشات کے زکام میں مبتلا ہو چکا ہو اُس کو نہ خوشبو محسوس ہوتی ہے نہ بدبو، بلکہ اس کا زکام اُسے انکار پر برانگیختہ کرتا ہے۔ پس یہ تحریر اس مسئلے میں فیصلہ کن ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہتر جانتا ہے''۔

(الوابل الصیب لابن القیم ص ٧٦)

لطافتِ وہبی اور عطائی

متذکرہ بالا مکمل تفصیل اور علامہ ابن قیم کی اِس فیصلہ کن تحریر سے معلوم ہوا کہ کسب ومحنت یعنی صدق واخلاص کے ساتھ ریاضت ومجاہدہ کی بدولت انسان کے مَن کی کثافت لطافت میں بدل جاتی ہے، اس کے دل کی نورانیت اس کے بدن اور تمام اعضاء پر نمایاں ہو جاتی ہے اور اس کی روح کی خوشبو اس کے جسم اور کپڑوں سے محسوس ہوتی ہے، لیکن اس نور کا مشاہدہ اور خوشبو کا احساس صرف اس شخص کو ہوتا ہے جس کی روح اندھے پن اور زکام میں مبتلا نہ ہو۔ اس تمام تفصیل کو ذہن میں رکھئے اور ذرا آگے بڑھ کر دیکھئے کہ جب لطافتِ کسبی کا یہ مقام ہے تو لطافتِ وہبی اور عطائی کا کیا مقام ہوگا؟

سیدِ عالم ﷺ کی لطافت ونفاست

اہل اسلام پر یہ بات قطعاً مخفی نہیں ہے کہ سید عالم ﷺ پوری مخلوق سے زیادہ لطیف، زیادہ نفیس، افضل، اکمل، اعلیٰ اور احسن ہیں۔ قرآن کریم میں آپ کے بے مثال حسن اور نفاست کو یوں بیان کیا گیا ہے:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ.

''بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول، تم میں سے''۔

(التوبة : ١٢٨)

ایک قراءت کے مطابق ''اَنْفُسِكُمْ'' کی [ف] پر پیش کی بجائے زبر ہے۔ چنانچہ شیخ شہاب

Marfat.com

الدین الدمیاطی لکھتے ہیں:

''ابن محیصن کی قراءت میں ''اَنْفَسِکُمْ''[فا] کی فتحہ (زبر) کے ساتھ ہے اور ''نفاسة'' سے مأخوذ ہے''۔

(إتحاف فضلاء البشر ص۳۰۸)

مفسرین نے لکھا ہے:

''ابن عباس، ابوالعالیہ، ضحاک، ابن محیصن، محبوب، ابوعمرو، زہری، عبداللہ بن قسیط مکی اور بعض طرق سے یعقوب رضی اللہ عنہ نے بھی ''نَفَاسَةٌ'' سے مشتق (مأخوذ) قرار دیتے ہوئے ''فا'' کی زبر سے پڑھا ہے، یعنی ''اَنْفَسِکُمْ'' اور یہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کی قراءت ہے''۔

(اللباب لابن عادل الحنبلي ج۱۰ ص۲٤۷؛ الكشاف، التفسير الكبير، تفسير قرطبي، البحر المحيط، المحرر الوجيز، روح المعانی وغيرها، سدادالدِين وسداد الدَين للبرزنجي ص۱۲۲)

اس قراءت کی رو سے نبی اکرم ﷺ کا ''اَنْفَسُ'' (سب سے بڑھ کر نفیس اور افضل) ہونا ثابت ہوتا ہے۔ سبحان اللہ، یہ بہت عمدہ قراءت ہے اور یقیناً امام الانبیاء ﷺ ساری کائنات سے انفس، افضل، اعلیٰ اور اکمل ہیں۔ متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خالقِ کائنات نے مخلوق کو طبقات، قبائل اور خاندانوں میں تقسیم کیا تو حضور اکرم ﷺ کو اعلیٰ طبقے، اعلیٰ قبیلے اور اعلیٰ خاندان میں رکھا۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''بیشک اللہ عزوجل نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ سے قریش کو منتخب کیا اور قریش سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا''۔

(صحيح مسلم ص۱۰۰۸، حديث۵۹۳۸ [۲۲۷٦]؛ مسند أحمد ج٤ ص۱۰۷ وط: ج٥ ص ۷۹۳، ۷۹٤، حديث۱۷۱۱۱، ۱۷۱۱۲؛ سنن الترمذي ص۸۲۲، حديث۳٦۰٦؛ السيرة النبوية لابن حبان ص۳۹؛ مصابيح السنة ج٤ ص۳۲، حديث٤٤٦۱؛ شرح السنة ج۷ ص

Marfat.com

٤٠٦، حدیث ٣٦١٣؛ مشکوٰۃ ج ٢ ص ٤٢٥، حدیث ٥٧٤٠)

امام ابوالعباس قرطبیؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"اِصطفی" "صفوۃ" سے ہے اور "صفوۃ الشيء" کا معنیٰ ہے کسی چیز کو بہت سی چیزوں میں سے منتخب کرنا، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جس چیز کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے اور اُس چیز کو اُس کی ہم جنس اشیاء میں صفاتِ کمال سے نواز کر مخصوص کر لیتا ہے اور اُسے اُس نوع کی اصل کی حیثیت دے دیتا ہے، اور اپنے علم ازلی کی رو سے اُسے مکرم بنا دیتا ہے۔ وہ اپنے حکم کو نافذ کرنے میں خود مختار ہے اس پر کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا: وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ. (اور آپ کا رب پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے (جسے چاہتا ہے)۔

(القصص: ٦٨)

اور بیشک اللہ تعالیٰ نے جنسِ حیوانی سے نوع انسانی کو اختیار کیا، جیسا کہ فرمایا:

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلاً.

"اور ہم نے بڑی عزت بخشی اولادِ آدم کو اور ہم نے سوار کیا انہیں مختلف سواریوں پر خشکی اور سمندر میں اور رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے فضیلت دی انہیں بہت سی چیزوں پر جن کو ہم نے پیدا فرمایا، نمایاں فضیلت"۔ (بني إسرائيل ٧٠)

اور آدمی کے مکرم ہونے کے لیے تمہیں اتنی دلیل ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پورے عالم کو انسان کے لیے پیدا کیا اور صراحتاً ارشاد فرمایا: ﴿فَضْلاً مِّنْ رَّبِّکَ ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُالْعَظِیْمُ﴾ (آپ کے رب کی مہربانی سے یہ بڑی کامیابی ہے) [الجاثية: ١٣] پھر اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی سے ان ہستیوں کو اختیار کیا جو معدنِ (منبعِ) نبوت اور محلِّ رسالت تھیں۔ ان میں سے اول آدم علیہ الصلاۃ والسلام

Marfat.com

ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے ایک معزز نطفہ منتخب فرمایا، پھر وہ معزز نطفہ مسلسل مقدس پشتوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتا رہا، اُسی سے انبیاء اور رسل پیدا ہوئے۔ (علیہم السلام) جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ.

''بیشک اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کے گھرانے کو اور عمران کے گھرانے کو سارے جہان والوں پر، یہ ایک نسل ہے بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں بیشک اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔ (آل عمران: ۳۳، ۳٤)

پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل اور اسحاق کو منتخب کیا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ.

''بیشک وحی بھیجی ہم نے آپ کی طرف جیسا کہ وحی بھیجی ہم نے نوح کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو نوح کے بعد آئے، اور جیسے وحی بھیجی ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کی طرف''۔

(النساء: ۱٦۳)

''پھر اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے اسی حدیث میں ذکر فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظمتوں کی انگوٹھی کا نگینہ، رفعتوں کی تسبیح کا امام اور کامیابیوں کے چمکتے دن کا آفتاب بنایا''۔

(المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، ملخصاً ج٦ ص٤٧)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اس کے بہترین گروہ میں رکھا، پھر قبیلوں کو منتخب کیا تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر گھروں کو منتخب کیا تو مجھے اچھے گھر میں رکھا۔ پس میں گھرانے کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہتر ہوں اور اپنی شخصیت کے لحاظ سے بھی تمام لوگوں سے بہتر ہوں''۔

(سنن الترمذي ص ٨٢٣، حديث ٣٦٠٧؛ دلائل النبوة للبيهقي ج ١ ص ١٧٠؛ دلائل النبوة لأبي نعيم ص ٥٨، حديث ١٦)

اسی حقیقت کو نہایت جامع الفاظ میں یوں بھی بیان فرمایا گیا:

بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ.

''طبق در طبق مجھے اولادِ آدم کے بہترین طبقوں میں مبعوث کیا جاتا رہا حتیٰ کہ میں اس طبقہ سے ظہور پذیر ہوا جس سے میں ہوں''۔

(بخاري ص ٥٩٧، حديث ٣٥٥٧؛ دلائل النبوة للبيهقي ج ١ ص ١٧٥؛ مصابيح السنة ج ٤ ص ٣٢، حديث ٤٤٦٠؛ شرح السنة ج ٧ ص ٤٠٦، حديث ٣٦١٤، مشكوة ج ٢ ص ٤٢٥، حديث ٥٧٣٩)

اِن احادیث میں جس خیر کا ذکر ہے وہ خیر تمام خوبیوں کو شامل ہے۔ حسن و جمال، فضائل و کمال، شمائل و خصال، رفعت و عظمت اور لطافت و نفاست کوئی خوبی ایسی نہیں جو لفظ خیر کے معنوی احاطہ سے باہر ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جملہ خوبیاں اپنے حبیب لبیب ﷺ کی شخصیت میں اس شان سے جمع فرما دیں کہ کوئی مخلوق آپ سے زیادہ نفیس اور لطیف نہیں ہے۔ یہاں ہم آپ کی لطافت و نفاست کے سلسلہ میں چند احادیث پیش کر رہے ہیں۔

چہرۂ اقدس ﷺ سے لطافت کا ظہور

لطافت و نفاست کی اعلیٰ قسم نورانیت ہے۔ نبی کریم ﷺ اس قدر لطیف ہیں کہ آپ کی لطافت کو

Marfat.com

نورانیت کا عنوان دیئے بغیر بیان کرنا ممکن نہیں۔آپ کی زیارت کرنے والے خوش نصیب حضرات نے آپ کے حسن اور آپ کی رنگت کو جن الفاظ سے بیان کیا مآل کار اس سے ضیاء، روشنی اور نورانیت ہی ثابت ہوتی ہے۔چنانچہ مشاہدہ کرنیوالے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے حلیہ مبارک کے بیان میں جو الفاظ ارشاد فرمائے ہیں وہ اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں۔آپ کی رنگت کے بیان میں "الأبیض" کا لفظ آتا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ لفظ بھی آتا ہے "لیس بالأبیض الأمهق" (ایسی سفیدی نہ تھی جو باعث نفرت ہو)۔تو کیسی سفیدی تھی؟ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور مولیٰ علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

كان رسول الله أبيض اللون مشرباً حمرة.

"رسول اللہ ﷺ سرخی کی آمیزش کے ساتھ بہت زیادہ سفید رنگت والے تھے"۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج١ ص٢٠٤، ٢٧٤)

پھر اس رنگت میں جو روشنی اور چمک تھی اسے مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔بخاری اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث پاک میں "أَزْهَرُ اللَّوْنِ" کے الفاظ آئے ہیں، یعنی خوب چمکتی رنگت والے۔

(صحيح مسلم ص١٠٢٧، حديث٦٠٥٤؛ بخاري ص٥٩٦، حديث٣٥٤٧)

اِن الفاظ میں نورانیت، روشنی اور چمک کا معنی موجود ہے۔بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ آفتاب کی وہ روشنی جو آندھی کے وقت ذرا سی ہلکی نظر آتی ہے وہ "أزهر" ہے۔امام بیہقی نے اس تشریح کو درست قرار دیا ہے۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج١ ص٢٩٩)

امام بیہقی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"امام قُتَیْبِی فرماتے ہیں: "أزهر اللون" کا معنی ہے ایسا سفید رنگ جو روشنی پھیلاتا ہو، اسی لیے ایک ستارے کو اُس کی شدید روشنی کے باعث "زهره" کہا جاتا ہے"۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج١ ص ٢٩٣)

Marfat.com

اسی روشنی کو حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے حسبِ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

رَأیتُ رَجُلاً ظَاهرَ الوَضَاءَ ةِ،أبلجَ الوجهِ،حسن الخَلق.

''میں نے ایک واضح صاحبِ جمال، روشنی بکھیرنے والے، حسین خلقت والے شخص کو دیکھا''۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج١ ص٢٧٩؛ جامع الآثار للدمشقي ج٤ ص٣٠٦؛ علموا أولادكم محبة رسول الله ﷺ لمحمد عبده يماني ص٤٩)

''أبلجَ الوجهِ'' کی تشریح میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

ترید مشرق الوجه مضيئه.

''ام معبد رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس نور کی کرنیں پھیلاتا تھا''۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج١ ص٢٨٣)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جابر بن سمرہ سے منقول ہے کہ اُنہوں نے کہا:

رأيت رسول الله ﷺ في ليلة إضحيان وعليه حلة حمراء فجعلت أنظر إليه وإلى القمر فلهو عندي أحسن من القمر.

''میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھ رہا تھا، حضور ﷺ اس وقت سرخ جوڑا زیب تن فرماتے تھے، میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کو، بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ حضور اکرم ﷺ یقیناً چاند سے کہیں زیادہ حسین وجمیل اور منور ہیں''۔

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

فلهو أحسن في عيني من القمر.

''پس بالیقین آپ میری نگاہوں میں چاند سے زیادہ حسین تھے''۔

(الشمائل المحدية ص٣٩، حديث ١٠؛ سنن الترمذي ص٦٣٣، حديث ٢٨١١؛ سنن الدارمي ج١ ص٢٦، حديث ٥٧؛ المستدرك للحاكم ج٤ ص ١٧٥، وط: ج٥ ص٢٦٢، حديث ٧٤٦١؛ مشكوة ج٢ ص٤٣٥، حديث ٥٧٩٤؛ سير أعلام النبلاء للذهبي ج١ ص ٣٠٣

Marfat.com

؛الخصائص الکبری ج۱ ص۱۲۳؛المواهب اللدنية ج۲ ص۲۲۱؛سبل الهدى ج۲ ص۵؛ تهذيب الخصائص النبوية الكبرى ص۵۱)

یہاں چاند سے زیادہ حسین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ چاند سے زیادہ روشن تھے، ورنہ چاند کے کوئی خدوخال اور نقش ونگار تو نہیں ہیں، چاند کی خوبی صرف اس کا روشن اور چمکدار ہونا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سأل رجل البراء بن عازب أكان وجهُ رسول اللّٰه ﷺ مثل السيف؟

قال: لا بل مثل القمر .

''ابواسحاق کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضور اقدس ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح شفاف تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ بدر کی طرح روشن گولائی لیے ہوئے تھا''۔

(الشمائل المحمدية ص۳۹، حديث ۱۱؛سنن الدارمي ج۱ ص۲۷، حديث ٦٤؛سنن الصالحين وسنن العابدين للباجي ج۱ ص۱۲۷؛سبل الهدى ج۲ ص۳۹؛خصائل نبوی لزكريا سهارنپوري ص۱۸)

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

مارأيت أحداً أنجدَ ولا أجودَ ولا أشجعَ ولا أضوأً وأوضأً من رسول اللّٰه ﷺ .

''رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر میں نے کسی کو مشکل امور انجام دینے والا، آپ سے بڑھ کر سخی، آپ سے بڑھ کر بہادر، آپ سے بڑھ کر خوبصورت اور آپ سے بڑھ کر روشن نہیں دیکھا''۔

(سنن الدارمي ج۱ ص۲٦، حديث ۵۹؛الطبقات الكبرى ج۱ ص۳۵۹؛حلية الأولياء ج۷ ص ۲۸۷؛الخصائص الكبرى ج۱ ص۱۲٤؛تهذيب الخصائص للتليدي ص۵۲)

Marfat.com

خیال رہے کہ ان تمام احادیث میں معنوی روشنی کا نہیں بلکہ مادی اور حسی روشنی کا ذکر ہو رہا ہے، اس کی مزید توضیح اِس حدیث پاک میں موجود ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میں نے حضرت حفصہ بنت رواحہ سے عارضی طور پر سوئی مانگی، میں اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا کپڑا سی رہی تھی کہ وہ مجھ سے گر گئی، بہت تلاش کیا لیکن نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ کے چہرے مبارک کی شعاع سے سوئی چمکنے لگی تو میں ہنس پڑی''۔

(دلائل النبوة لأبی القاسم الأصفهاني ج۳ص ۶۹۶۲؛مختصر تاریخ دمشق ج۲ ص ۷۴؛شرح الشفاء لعلي القاري ج۱ ص ۱۵۱؛حجة الله على العالمين للنبهاني ص ۴۸۵؛جواهر البحار ج۳ص ۴۱؛سبل الهدى ج۲ ص ۴۰)

اسی نورانی روشنی کو بعض احادیث میں یوں بیان کیا گیا ہے:

كأن الشمس تجري في وجهه ﷺ.

''گویا کہ سورج آپ ﷺ کے چہرہ میں گردش کر رہا ہے''۔

(سنن الترمذي ص ۸۳۱، حديث ۳۶۴۸؛الشمائل المحمدية ص ۱۱۲، حديث ۱۲۴؛ روضة المحبين لابن القيم ص ۱۹۱؛سبل الهدى ج۲ ص ۴۰)

آفاقہا گردیدہ ام، قولِ جبریل علیہ السلام کا مفہوم

انسان تو انسان اولوالعزم فرشتوں کو بھی کہنا پڑا کہ سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ سے کسی طرح بھی کوئی افضل نہیں۔ چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قال رسول الله ﷺ: قال لي جبريل: قلبت الأرض مشارقها ومغاربها فلم أجد رجلاً أفضل من محمد ﷺ.

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ میں نے مکمل روئے زمین کا دورہ کیا اور گہری نظر سے دیکھا پس میں نے (سیدنا) محمد ﷺ سے افضل کسی شخص

Marfat.com

کو نہیں پایا''۔

یہ حدیث امام ابن ابی عاصم، امام طبرانی، امام ابوسعد، امام بیہقی، امام ابن مندۃ، امام ابن جوزی، امام دیلمی، امام ابن عساکر، حافظ ابن کثیر، حافظ ہیثمی، امام سبکی، امام سیوطی، امام سخاوی، امام ابن حجر مکی، امام عامری یمنی، امام سمہودی، امام قسطلانی، امام مناوی، امام صالحی شامی، امام متقی الہندی، امام زرقانی مالکی، امام ابن زینی دحلان مکی، امام نبھانی، شہاب الدین علوی الخضری، شیخ محمد امین بالی زادہ، سید محمد بن سید علوی مالکی، مولانا اشرف علی تھانوی اور صوفی محمد اقبال مدنی نے ذکر کی ہے۔

(كتاب السنة لابن أبي عاصم ص٦١٨، حديث١٤٩٤؛ المعجم الأوسط ج٧ص١٥٥، حديث٦٢٨١؛ شرف المصطفىٰ ج٢ص٢٤؛ دلائل النبوة للبيهقي ج١ص١٧٦؛ الفوائد لابن مندة ج٢ص١٧٧؛ الوفا لابن الجوزي ص٧٢؛ فردوس الأخبار ج٣ص٢٣٤، حديث ٤٥٤٠؛ مختصر تاريخ دمشق ج٢ص١١٠؛ السيرة النبوية لابن كثير ج١ص٢٥٢؛ البداية والنهاية ج ٢ص٢١٢، وط: ج٣ص٢٦؛ مجمع الزوائد ج٨ص ٣٩٩، ٤٠٠، حديث ١٣٨٢٩؛ مجمع البحرين للهيثمي ج٣ص٣٠٥، حديث٣٥٠٢؛ السيف المسلول للسبكي ص٣٩١؛ الخصائص الكبرى للسيوطي ج١ص٦٦؛ الجامع الصغير للسيوطي، حديث ٦٠٧٤؛ جمع الجوامع للسيوطي ج٥ص٢٧٨، حديث١٥٠٨٠؛ الحاوي للفتاوي للسيوطي ج٢ص٢١٢، وط: ج٢ص٢٥٦؛ استجلاب ارتقاء الغرف للسخاوي ج١ص٢٦١؛ الصواعق المحرقة ص ١١٥؛ بهجة المحافل ج١ص٢٠؛ جواهر العقدين ص٢١٤؛ المواهب اللدنية ج١ص٤٦؛ فيض القدير ج٨ص٤٣٢٨، حديث٦٠٧٤؛ سبل الهدى ج١ص١٣٠؛ كنز العمال ج١١ ص٤٠٩، حديث٣١٩١٣؛ شرح الزرقاني على المواهب ج١ص١٣٠؛ السيرة النبوية لابن زيني دحلان مكي ج١ص١٣؛ جواهر البحار للنبهاني ج٢ص١٦٠، وط: ج٢ص٢١٦، الأنوار المحمدية للنبهاني ص١٦؛ حجة الله على العالمين للنبهاني ص١٦٦؛ رشفة الصادي ص ٢٣٥؛ سبل السلام في حكم آباء سيد الأنام عليه السلام ص١٠٩؛ محمد ﷺ الإنسان الكامل ص

Marfat.com

۱۳؛نشر الطیب ص۱۹؛العطور المجموعة ص۵۸)

عصر حاضر کے مشہور مگر مُفَرِّط نقادِ حدیث شیخ البانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث شدید ضعیف ہے۔ دیکھئے: ان کی کتاب[ضعیف الجامع ،حدیث ٤٠٦٤] اور دوسری کتاب[السلسلة الضعيفة، حدیث٤٠٤٦] لیکن شیخ البانی نے "كتاب السنة لابن أبي عاصم" کی تحقیق میں اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے۔ البانی کے ایسے تضادات بیشمار ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:"تناقضات الألباني الواضحات، للحسن بن علي السقاف" تاہم البانی وغیرہ کی بے رحم تنقید سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ اس حدیث پر اساطین علماء اسلام نے اعتماد فرمایا ہے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نسبِ نبوی ﷺ کی طہارت اور فضیلت پر جہاں متعدد احادیث لائے ہیں وہاں یہ حدیث بھی درج کی ہے، اور آخر میں ارشاد فرمایا ہے:

"ان احادیث کے راویوں میں اگرچہ بعض راوی قابل حجت نہیں ہیں لیکن یہ احادیث ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں، اور ان سب کا معنی حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف لوٹتا ہے۔ واللہ اعلم"۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج۱ ص۱۷٦)

حافظ ابن کثیر نے بھی اُن کی تحقیق پر اعتماد کیا ہے۔

(البداية والنهاية ج۲ ص۲۱۲ ،وط: ج۳ ص۲٦ ،۲۷؛السيرة النبوية لابن كثير ج۱ ص۲۵۲)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے متعلق فرمایا ہے:

قال الحافظ ابن حجر في أماليه: لوائح الصحة ظاهرة على صفحات هذا المتن.

"حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی "امالی" میں فرمایا: اس حدیث کے متن کی صحت کے آثار بالکل واضح ہیں"۔

(الحاوِي للفتاوِي ج۲ ص۲۵٦ وط: ص٦١٨)

Marfat.com

اس حدیث کی تحسین وتصحیح میں امام قسطلانی، امام مناوی، امام زرقانی، امام نبھانی اور علامہ تھانوی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کے اس قول کی حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے بہت خوب ترجمانی فرمائی ہے، یہاں ہم بعض حضرات کی تضمین کیساتھ آپ کا کلام پیش کررہے ہیں۔

ایک دن جبریل سے کہنے لگے شاہِ امم
تم نے دیکھے ہیں بہت، بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
بولے جبریل امین اے مہ جبیں تیری قسم
آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین کی تمام مشرقوں اور مغربوں میں نوعِ انسانیت کا کوئی فرد لطافت، نفاست اور نورانیت میں نبی کریم ﷺ سے افضل نہیں، اس کے باوجود آپ مزید نفاست کی دعا مانگا کرتے تھے۔ حسبِ ذیل حدیث شریف کے الفاظ پر ذرا غور فرمایئے! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر یوں دعا مانگتے تھے:

اللّٰهم اجعل في قلبي نوراً وفي بصري نوراً وفي سمعي نوراً وعن يميني نوراً وعن يساري نوراً وفوقي نوراً وتحتي نوراً وأمامي نوراً وخلفي نوراً واجعل لي نوراً.

''اے اللہ! میرے دل میں نور کردے، میری آنکھوں میں نور کردے، میرے دائیں نور کردے، میرے بائیں نور کردے، میرے اوپر نور کردے، میرے نیچے نور کردے، میرے آگے نور کردے، میرے پیچھے نور کردے، اور میرے لیے نور [ہی نور] کردے۔''

(بخاري ص۱۰۹۸، حديث٦٣١٦)

Marfat.com

صحیح مسلم کی متعدد احادیث میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:

وفي لساني نوراً واجعل في نفسي نوراً وأَعْظِمْ لِي نوراً وعَظّم لي نوراً واجْعَلْنيْ نوراً.

"اور میری زباں میں نور کردے اور میری جان میں نور کردے اور میرے لیے نور بڑھادے اور میرے لیے پُرعظمت نور کردے اور مجھے سراپا نور کردے۔"

(صحيح مسلم ص۳۰۹تا۳۱۲)

ترمذی شریف میں یہ الفاظ بھی ہیں:

ونوراً في قبري ونوراً في شعري ونوراً في بشري ونوراً في لحمي ونوراً في دمي ونوراً في عظامي.

"اور نور کردے میری قبر میں، اور نور کردے میرے بالوں میں، اور نور کردے میری جلد میں، اور نور کردے میرے گوشت میں، اور نور کردے میرے خون میں، اور نور کردے میری ہڈیوں میں۔"

(سنن الترمذي ص ۷۸۰ ملتقطاً، حديث ۳٤۱۹)

امام بخاری نے ایک مقام پر اس حدیث کے آخر میں تین مرتبہ یہ الفاظ بھی ذکر فرمائے ہیں:

وزِدْني نوراً وزِدْني نوراً وزِدْني نوراً.

"اور میرا نور زیادہ فرما، اور میرا نور زیادہ فرما اور میرا نور زیادہ فرما"۔

(الأدب المفرد، حديث ٦٩٦)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بدن اقدس کی ہڈیاں، گوشت، خون، جِلد بلکہ تمام اعضاء نور ہیں، اور بلاشبہ کوئی چیز نور سے زیادہ لطیف اور نفیس نہیں ہوتی۔

کثیف شے کا لطیف بدن میں آکر لطیف ہو جانا

لطافتِ جسمِ نبوی ﷺ کے بعد آیئے دیکھتے ہیں کہ اس جسم میں داخل ہونے والی اور پھر اُس سے

Marfat.com

خارج ہونے والی اشیاء لطیف ہو جاتی تھیں یا پہلے کی طرح کثیف ہی رہتی تھیں؟ اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ بطور غذا کسی بھی جسم میں جو چیز داخل ہو اور پھر تحلیل ہونے کے بعد خارج ہو وہ ''فضلہ'' کہلاتی ہے، اس کی جمع ''فضلات'' ہے، اور انسانی جسم سے عموماً خارج ہونے والے فضلات کی پانچ اقسام ہیں، اور یہ پانچوں چیزیں جسم نبوی ﷺ کی لطافت کے باعث لطیف، نفیس اور خوشبودار ہو کر خارج ہوتی تھیں۔

لطیف اور کثیف جسم کی خوشبو میں فرق

جب یہ حقیقت ہے کہ سید عالم ﷺ ساری مخلوق سے اَنفَس، الطف، افضل اور اعلیٰ ہیں اور آپ کے جسم اقدس کا ہر ہر عضو اور ہر ہر انگ نور ہے تو خود سوچئے کہ پیکرِ نور بدن سے کسی قسم کی بدبو کا کوئی تصور کیا جا سکتا ہے؟ دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ کیا نورانی ہڈیاں باعث عفونت ہو سکتی ہیں؟ کیا نورانی خون بدبودار ہو سکتا ہے؟ کیا نورانی گوشت سے کسی قسم کی نفرت آمیز بو آ سکتی ہے؟ کیا نورانی جلد باعثِ گھن ہو سکتی ہے؟ پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ نورانی جسم کے اندر جو چیز داخل ہو کیا وہ بدبودار ہو سکتی ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں! بلکہ ایسے جسم میں اگر کثیف چیز جائے گی تو لطیف بن جائیگی، اگر بے خوشبو چیز جائے گی تو خوشبودار ہو جائے گی اور اگر خوشبودار چیز جائے گی تو اس کی خوشبو میں اضافہ ہو جائے گا۔

غور کا مقام ہے کہ انسان جو پانی پیتا ہے اُس کی اپنی کوئی بو، یا بدبو نہیں ہوتی لیکن یہی پانی جب انسان کے جسم سے خارج ہوتا ہے تو بدبودار ہوتا ہے۔ انسانی جسم سے پانی کے خروج کے دو راستے ہیں۔

۱۔ مسام [Pore] کے ذریعے، اس کو پسینہ کہتے ہیں

۲۔ آلۂ تناسل کے راستے سے، اس کو پیشاب کہتے ہیں

سادہ پانی تو پھر بھی ''بو'' کے بغیر ہوتا ہے، انسان اگر خوشبودار شربت پی لے تو وہ بھی جب جسم سے خارج ہوتا ہے تو بدبودار ہوتا ہے۔ کبھی آپ نے سوچا کہ ایسا کیوں؟ صرف اس لیے کہ ہمارا جسم کثیف اور غلیظ ہے جبکہ نبی کا جسم لطیف اور نفیس ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کے جسم اقدس سے خارج ہونیوالی ہر چیز خوشبودار ہوتی ہے۔ یہاں ہم ایسی تمام چیزوں کا بالتفصیل تذکرہ کر رہے ہیں جو عام طور پر انسانی جسم سے

Marfat.com

خارج ہوتی ہیں اور وہ پانچ ہیں۔

۱۔ پسینہ [Sweat]

۲۔ تھوک [Spittle]

۳۔ خون [Blood]

۴۔ پاخانہ [Stool]

۵۔ پیشاب [Urine]

سب سے پہلے ہم پسینہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ پسینہ انسانی جسم سے بے اختیار اور اکثر خارج ہونے والا ایسا بدبودار فضلہ ہے کہ انسان خود بھی اس سے نفرت کرتا ہے اور دوسروں تک بھی حتی الامکان اس کی بدبو نہیں جانے دیتا، اور اس کے لیے وہ متعدد قسم کے خوشبودار صابن، پاؤڈر اور پرفیومز استعمال کرتا ہے، اور نہ جانے دنیا بھر میں ان مصنوعات کی تیاری کے لیے کتنی فیکٹریاں ہونگی اور کتنا سرمایہ خرچ ہوتا ہوگا؟ لیکن کیا مجال کہ یہ بدبو مکمل طور پر دب سکے۔ جتنی بھی کوشش کی جائے کہیں نہ کہیں سے یہ بدبو آ ہی جاتی ہے۔ غرباء کی محفل ہو یا اُمراء کی یہ بدبو ہر محفل میں راج کرتی ہے۔ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ، کوئی طاقتور صدر یا کوئی فوجی آمر بھی پسینہ کی اس بدبو سے مبراء نہیں ہے۔ اگر کوئی ہستی پسینہ کی اِس بدبو سے مبراء، منزہ، پاک اور آزاد ہے تو وہ نبی کی ہستی ہے، ﷺ۔ اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

بدنِ نبوی ﷺ کی خوشبو

سردی ہوتی یا گرمی، پسینہ آتا یا نہ آتا ہمہ وقت سید عالم ﷺ کے لطیف و نفیس جسم اقدس سے بے مثال خوشبو مہکتی رہتی۔ اس لیے کتبِ سیرت و حدیث میں آپ کی خوشبو کا بیان مطلقاً بھی ہے اور لفظِ "عَرَقْ" (پسینہ) کے ذکر کیساتھ بھی ہے۔ پہلے ہم مطلقاً آپ کی خوشبو کے ذکر پر مشتمل احادیث پیش کریں گے بعد میں وہ احادیث پیش کریں گے جن میں لفظ "عرق" (پسینہ) آیا ہے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"میں نے کسی ریشم اور دیباج (ریشمی کپڑے) کو نہیں چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی

Marfat.com

ہتھیلی سے زیادہ ملائم ہو اور میں نے کبھی کوئی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہو"۔

(بخاري ص ٥٩٧، ٥٩٨، حديث ٣٥٦١)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کے آخر میں ہے کہ اُنہوں نے فرمایا:

"پھر میں نے آپ کا مبارک ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا" فإذا هي أبرد من الثلج وأطيب رائحة من المسک" (تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا)"۔

(بخاري ص ٥٩٧، حديث ٣٥٥٣؛ الجمع بين الصحيحين ج ١ ص ٣٣٠؛ مسند أحمد [شاكر] ج ١٤ ص ٢٦٢، حديث ١٨٦٧٣؛ البداية والنهاية ج ٤ ص ٣٩٤، ٣٩٥، وط: ج ٦ ص ٣٣؛ سير أعلام النبلاء للذهبي [سيرة) ص ٣١٦)

۲۔ بعض مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اسی بات کو یوں بیان فرماتے:

كل ريحٍ طيب قد شممته فما شممت قط أطيب من ريح رسول الله ﷺ وكل شيء لين قد مسسته فما مسست شيأ قط ألين من كف رسول الله ﷺ.

"میں نے ہر اچھی خوشبو کو سونگھا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ عمدہ کوئی خوشبو نہیں سونگھی، اور میں نے ہر ملائم چیز کو مَس کیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں سے ملائم چیز کوئی نہیں چھوئی۔"

(مختصر تاريخ دمشق ج ٢ ص ٦٩؛ سبل الهدى ج ٢ ص ٨٦)

حضرت انس رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:

ولقد شممت العطر فما شممتُ ريح شيءٍ أطيب ريحاً من رسول الله ﷺ.

Marfat.com

''بیشک میں نے خاص عطر سونگھے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوشبودار کوئی چیز نہیں سونگھی''۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج۱ ص۱۸٤؛سبل الهدی ج۲ ص٥)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ ظہر ادا کی، پھر آپ اپنے گھر کی طرف جانے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہو گیا، سامنے سے کچھ بچے آئے، آپ نے ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا ''فوجدتُ ليده بردا أو ريحاً كأنما أخرجها من جؤنة عطار'' (تو میں نے آپ کے دست اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی گویا کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک عطار کے ڈبہ سے نکالا ہو)''۔

(صحيح مسلم ص۱۰۲۷، حديث ٥۲٦۰(۲۳۲۹)؛الجمع بين الصحيحين، حديث ٥٤١؛ المصنف لابن أبي شيبة ج١٦ ص٤٩٤، حديث ۳۲٤۲٤؛المعجم الكبير ج۲ ص۲٥۳، حديث ۱۹٤٤؛شرف المصطفى ج۲ ص۱۱٦؛شرح السنة، حديث ۳٦٥۹؛مختصر تاريخ دمشق ج۲ ص۲۱۳؛مشكاة، حديث ٥۷۸۹؛تهذيب الخصائص النبوية الكبرى ص٦۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ کے کسی راستہ سے گذرتے تو:

وجدوا من ذلک الطريق رائحة المسک، قالوا: مرَّ رسول اللهﷺ في هذا الطريق اليوم.

''لوگ اس راہ سے مشک کی خوشبو پاتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ آج یہاں سے گذرے ہیں۔''

(مسند أبي يعلىٰ ج۳ ص۱۳٦، حديث ۳۱۱۳، وط: ج٥ ص٤۳۳، حديث ۳۱۲٥؛المقصد

Marfat.com

العلي ج۲ص۱٤۸، حديث ۱۲٦۰؛شرف المصطفى ج۲ص۱۱٦؛مختصر تاريخ دمشق ج ۲ص۲۱۳؛المطالب العالية ج٤ص۲٤، ۲٥،حديث۳۸٦۱؛ البداية والنهاية ج٤ص۳۹۷، وط: ج٦ص۳٦،مجمع الزوائد ج۸ص ٥۰۲،حديث۱٤۰٥۳؛كشف الأستار ج۳ص ۱٦۱،حديث۲٤۷۸؛الخصائص الكبرى ج۱ص۱۱٥؛سبل الهدى ج۲ص۸۷)

عنبر زمین عنبر ہوا مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہ گذر کی ہے

پسینہ مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَلا مَسَسْتُ خَزّاً وَّلاحَرِيْراً وَّلا شَيْأً كَانَ اَلْيَنُ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ولا شممت مسكا ولا عطراً كان أطيب من عرقِ [وفي رواية:من رائحة] رسول الله ﷺ۔

''میں نے کسی ''خَزّ'' (مِکس ریشم) اور ''حریر'' (پیور ریشم) کو اور کسی ایسی نرم چیز کو نہیں چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہتھیلی سے زیادہ ملائم ہو، اور میں نے کبھی کسی مشک اور عطر کو نہیں سونگھا جو رسول اللہ ﷺ کے مبارک پسینے اور آپ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو''۔

(الشمائل المحمدية ص۲۸٦،حديث۳٤٦؛المصنف لابن أبي شيبة ج۱٦ص٤٥۷، حديث۳۲۳۷٦؛سنن الترمذي ص٤٦٤،حديث۲۰۱٥؛شرح السنة ج۷ص٤۳۲،۳٦٥۸؛ صحيح ابن حبان ج۸ص۷۳،حديث٦۲۷۰،وط: ج۱٤ص۲۱۱،حديث٦۳۰۳، البداية والنهاية ج٦ص۳۲)

ایک اور حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ (دوپہر کا آرام) فرمایا،

Marfat.com

آپ کو پسینہ آیا، میری والدہ ایک شیشی لائیں اور آپ کا پسینہ نچوڑ نچوڑ کر اس میں جمع کرنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا:

یا أم سُلَیم ما هذا الذي تصنعین؟هذا عرقک نجعله في طیبنا وهو من أطیب الطیب.

اے ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو ہم خوشبو میں ملائیں گے، اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے''۔

(صحیح مسلم [الفریابي]ص۱۰۹۹،حدیث۲۳۳۱؛ تحفة الأخیار بترتیب شرح مشکل الآثار ج۹ص۵۰،۵۱،حدیث۶۳۵۰، ۶۳۵۱، ۶۳۵۲،۶۳۵۳؛دلائل النبوة للبیهقي ج۱ ص۲۵۸؛شعب الإیمان للبیهقي ج۲ص۱۵٤،حدیث۱٤۲۹؛مسندأبي یعلیٰ ج۳ص۱۷، ۱۹،حدیث۲۷۸۳،۲۷۸۷؛شرح السنة ج۷ص ٤۳۳،حدیث۳٦٦۱؛الأنوارفي شمائل النبي المختار ﷺص۸۷؛دلائل النبوة لأبي نعیم ص٤٤۳؛حلیة الأولیاء ج۲ص۷۳؛صحیح ابن حبان ج۱٤ص۲۱۲،حدیث٦۳۰۵؛دلائل النبوة لأبی القاسم الأصبهاني ج ۲ ص ۵۱۱؛البدایة والنهایة ج٦ص۳۵؛سراجاًمنیراً، لإبراهیم میر سیالکوٹي ص۵۳)

اس سے اگلی حدیث میں ہے کہ حضرت ام سلیم نے عرض کیا:

یا رسول اللّٰه ! نرجو برکته لصبیاننا،قال:أصبتِ.

''یارسول اللہ! ہم اس سے اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید رکھتے ہیں، فرمایا: تم نے درست کیا''۔

(صحیح مسلم [الفریابي]ص۱۰۹۹،حدیث۲۳۳۱؛مسندأبي داودالطیالسي،حدیث ۲۰۷۸؛الوفابأحوال المصطفی ص٤۱۳؛مشکاة،حدیث۵۷۸۸؛البدایةوالنهایة ج٦ص۳۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ام سلیم نے عرض کیا:

''یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاؤں گی:''**فدعا لها بدعاء**

Marfat.com

حسن" (تو نبی کریم ﷺ نے اُن کے لیے دعائے خیر فرمائی)۔

(مسند أحمد ج۳ ص ۲۳۱ وط: ج٤ ص ٥٩٥، حديث ١٣٤٥٦؛ إتحاف الخيرة المهرة ج٧ ص ٨٨؛ البداية والنهاية ج٦ ص ٣٥)

بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دریافت کرنے پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

آخذ هذا للبركة التي تخرج منك.

"یہ پسینہ میں اُس برکت کو حاصل کرنے کے لیے لیتی ہوں جو آپ کے جسم اقدس سے ظاہر ہوتی ہے"۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد ج٨ ص ٤٤٧)

بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما هذا الذي تصنعين يا أم سُلَيم ؟ قالت: أجعل عرقك في طيبي، فضحك النبي ﷺ.

"یا اُم سُلَیم یہ کیا ہے جو تم کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں آپ کے پسینہ کو اپنی خوشبو میں ملا رہی ہوں تو نبی کریم ﷺ ہنس پڑے"۔

(سنن النسائي ج٨ ص ٢١٨، حديث ٥٣٨٦؛ تحفة الأخيار بترتيب شرح مشكل الآثار ج٩ ص ٥١، حديث ٦٣٥٢)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے لیے چمڑے کا بچھونا بچھاتی تھیں، آپ ان کے ہاں اسی پر قیلولہ فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ جب نبی کریم ﷺ کو نیند آ گئی تو اُم سلیم نے آپ کے موئے (بال) مبارک اور پسینہ کو لیا اور ایک شیشی میں جمع کر دیا، بعد میں اس

Marfat.com

کو ایک خوشبو میں ملا دیا۔ پھر جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس خوشبو سے کچھ لیکر ان کی "حنوط" (وہ خوشبو جو میت کے لیے تیار کی جاتی ہے) میں شامل کی جائے، تو یہ خوشبو ان کی "حنوط" میں شامل کی گئی"۔

(بخاري ص ١٠٩٣، حديث ٦٢٨١؛ شرح السنة ج٧ ص ٤٣٣، حديث ٣٦٦٠؛ آئينة جمالِ نبوي ﷺ ص ٨٦)

امام ابن سعد لکھتے ہیں:

"حضرت عمرو بن ایوب امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے چمڑے کا بچھونا بچھاتی تھی اور آپ اُس پر میرے گھر میں دوپہر کا آرام فرماتے تھے۔ آپ کو پسینہ آتا تو میں اسے جمع کر کے اس میں مشک کو گوندھتی تھی۔ امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے اس خوشبو کو مانگا تو انہوں نے مجھے اس میں سے کچھ عنایت فرمائی۔ ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے وہ خوشبو امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے مانگی تو انہوں نے مجھے اس سے کچھ خوشبو عطا فرمائی، وہ خوشبو اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی تو انہیں اُسی خوشبو سے معطر کیا گیا"۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد ج٨ ص ٤٤٧؛ إتحاف الخيرة المهرة ج٧ ص ٨٩؛ المطالب العالية ج٣ ص ١٧٦)

سید الاولیا، امام المتقین، یعسوب المسلمین، مولی المؤمنین سیدنا و مرشدنا و ھادینا مولیٰ علی علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے تفصیلی حلیہ کے بیان میں ارشاد فرماتے ہیں:

كأن عرقه في وجهه اللؤلؤ ولريح عرقه أطيب من المسك الأذفر، لم أرقبله ولا بعده مثله ﷺ.

"آپ کا پسینہ آپ کے چہرے پر موتیوں کی طرح چمکتا تھا اور آپ کے پسینے کی

Marfat.com

خوشبو مشک اذفر سے زیادہ عمدہ تھی، میں نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔"

(مختصر تاریخ دمشق ج۲ ص٦٦؛الطبقات الكبرى لابن سعد ج۱ ص۱۹۹؛سير أعلام النبلاء للذهبي[سيرة]ص۳۲۱؛البداية والنهاية ج٤ ص ۳۸۵وط: ج٦ ص۳۱،۳۲، الوفالابن الجوزي ص٤١٤؛الخصائص الكبرى ج۱ ص۱۲۸)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان عرق رسول الله ﷺ في وجهه مثل اللؤلؤ الرطب أطيب من المسك الأذفر .

"رسول اللہ ﷺ کا مبارک پسینہ آپ کے چہرہ میں تازہ موتیوں کی طرح چمکتا تھا، مشکِ اذفر سے زیادہ خوشبودار تھا"۔

(الوفالابن الجوزي ص٤١٣؛دلائل النبوة لأبي نعيم ص٦٣٧؛ الخصائص الكبرى ج۱ ص ۱۱۵؛المواهب اللدنية ج۲ ص۳۱۲؛السيرة النبوية لابن زيني دحلان ج۲ ص۳۳۹؛الأنوار المحمدية للنبهاني ص۲۱۸)

سیدنا فاروقِ اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

(سبل الهدى ج۲ ص۸۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ جس راستہ سے گذر جاتے تو آپ کے پیچھے آنے والا شخص "مِن طيبِ عرقه" آپ کے پسینے کی خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ یہاں سے گذر گئے ہیں"۔

(سنن الدارمي ج۱ ص،حديث٦٦؛دلائل النبوة لأبي نعيم ص٤٤٣؛الأنوار في شمائل النبي المختار للبغوي ص۸۹؛شرف المصطفى ج۲ ص۱۱٦؛مختصر تاريخ دمشق ج۲ ص۲۱۳؛ مشكاة،حديث۵۷۹۲؛الخصائص الكبرى ج۱ ص۱۱٤؛المواهب اللدنية ج۲ ص۳۱۱)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں۔ فرمایا: میرے پاس (اور تو) کچھ نہیں لیکن کل تم دوپہر کے وقت ایک لکڑی اور کھلے منہ والی ایک شیشی لیکر آنا اور دستک دے کر اندر آنے کی اجازت مانگنا۔ پس نبی کریم ﷺ اپنے بازوؤں سے اپنا پسینہ جمع فرمانے لگے یہاں تک کہ شیشی بھر گئی۔ فرمایا: یہ لے جاؤ! جب تمہاری بیٹی خوشبو لگانے کا ارادہ کرے تو اس لکڑی کو اس شیشی میں ڈبوئے پھر اس سے خوشبو لگائے۔ پس جب وہ لڑکی خوشبو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو وہ خوشبو پہنچتی، اس لیے ان کے بارے میں لوگ کہتے تھے: یہ خوشبو والوں کا گھر ہے''۔

(دلائل النبوة لأبی القاسم الأصفهاني ج۲ ص ٥١٤؛ مسند أبي يعلى ج٥ ص ٤٢٦، حديث ٦٢٦٦؛ المقصد العلي ج١ ص ٣٣٥، حديث ٧٥٨؛ مجمع البحرين، حديث ٣٥٧٨؛ المعجم الكبير ج١٧ ص ١٣٣، ١٣٤؛ المعجم الصغير، حديث ٢٨٩٥؛ مجمع الزوائد ج٨ ص ٥٠٣، حديث ١٤٠٥٦؛ الوفا لابن الجوزي ص ٤١٤؛ مختصر تاريخ دمشق ج٢ ص ٢١٤؛ البداية والنهاية ج٤ ص ٣٩٦، وط: ج٦ ص ٣٦؛ جامع الآثار ج٤ ص ٤٨٨؛ المطالب العالية ج١٥ ص ٦٠٤، حديث ٣٨٣٣؛ المواهب اللدنية ج٢ ص ٣١١؛ السيرة النبوية لابن زيني دحلان ج٢ ص ٣٣٨؛ موسوعة سيرة سيد الأنام ج٤ ص ٢٣١، ٢٣٢)

علامہ ابن جوزی وغیرہ نے اس حدیث کو ''حلبس بن غالب'' کی وجہ سے موضوع قرار دیا ہے، لیکن علامہ ابن عراق الکنانی نے ان کی تردید کی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''حلبس بن [محمد بن] غالب کے بارے میں اکثر یہ کہا گیا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور ذہبی نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد کہا ہے ''وهذا منكر جداً'' (یہ حدیث بہت ہی ضعیف ہے) [کنانی کہتے ہیں:] ''وذلک لا یقتضی الحکم بوضعه''

Marfat.com

اور یہ اقوال اس حدیث کے موضوع ہونے کا تقاضا نہیں کرتے)''۔

(تنزيه الشريعة المرفوعة عن أخبار الشنيعة الموضوعة ج۱ ص۳۳٤)

خود علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی مشہور تصنیف ''الوفا بأحوال المصطفیٰ ﷺ'' میں درج کر کے اس پر سکوت اختیار کیا ہے، جیسا کہ ہم باحوالہ نقل کر چکے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی یہ حدیث قابل حجت ہے، چنانچہ انہوں نے دوسری احادیث کے ساتھ یہ حدیث بھی نبی کریم ﷺ کے مناقب میں درج فرمائی ہے۔

(فتح الباري ج۷ ص۲٦۹)

بغل مبارک کے پسینہ کی خوشبو

جسم انسانی سے خارج ہونے والا پسینہ خواہ جس مقام سے خارج ہو بدبودار ہی ہوتا ہے مگر سب سے زیادہ بدبودار وہ پسینہ ہوتا ہے جو بغلوں سے خارج ہو، لیکن اللہ کا نبی اس عیب سے منزہ اور مبراء ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت حبیب بن خدرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مجھ سے بنو حریش کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو رجم کیا تو اس وقت میں اپنے باپ کے ساتھ تھا۔ پس جب اُنہیں پتھر مارے جانے لگے تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا۔ ''فسال عَلَيَّ من عرق إبطه مثل ريح المسک'' (تو مجھ پر مشک کی خوشبو کی طرح آپ کی بغل مبارک سے پسینہ کے قطرات گرنے لگے)''۔

(سنن الدارمي ج۱ ص۲۷، حديث٦۳؛ الوفا لابن الجوزي ص٤١٤؛ جامع الآثار ج٤ ص٤۸۹؛ الخصائص الكبرىٰ ج۱ ص١١٦؛ المواهب اللدنية ج۲ ص٢٨٤؛ سبل الهدى ج۲ ص۷٥؛ زرقاني على المواهب ج٥ ص٤٦١؛ السيرة النبوية لابن زيني دحلان المكي ج ۲ ص ۳۲۹؛ الأنوار المحمدية للنبهاني ص ۲۱۰؛ موسوعة سيرة سيد الأنام ج٤ ص۲۱۲، ۲۲۹)

Marfat.com

دہنِ اقدس کی سانس وغیرہ کی خوشبو

اگر انسان مسواک نہ کرے تو اس کے منہ سے سانس کی صورت میں جو ہوا باہر آتی ہے وہ ہر بدبو سے زیادہ بدبودار ہوتی ہے، اور اگر مسواک کی پابندی کرے تو اگرچہ اس کے منہ سے بدبو نہیں آتی تاہم خوشبو بھی نہیں آتی۔ کیونکہ مسواک کا کام صرف بدبو کو ختم کرنا ہے خوشبو پیدا کرنا نہیں۔ لیکن قربان جائیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دہنِ اقدس سے نکلے ہوئے سانس اور تھوک وغیرہ کی خوشبو بہتر سے بہتر عطر سے بھی زیادہ عمدہ تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صحبت رسول اللّٰہ ﷺ عشر سنین وشممت العطر کله فلم أشم نکهة أطیب من نکهة رسول اللّٰہ ﷺ۔

''میں دس برس حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں اور میں نے ہر قسم کا عطر سونگھا ہے لیکن آپ ﷺ کے منہ مبارک کی مہک سے زیادہ عمدہ مہک نہیں سونگھی''۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ج۱ ص۱۸۲؛ الوفا بأحوال المصطفی ص۳۹۵؛ مختصر تاریخ دمشق ج۲ ص۸۰، وص۲۱۴؛ جمع الجوامع ج۱۴ ص۱۶، حدیث ۹۰۶۲؛ سبل الهدی والرشاد ج۲ ص۳۰)

حضرت اُم عاصم (عتبہ بن فرقد سُلمی کی زوجہ) رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ہم عتبہ کی چار بیویاں تھیں، ہم میں سے ہر ایک کی کوشش ہوتی کہ وہ اپنی سوکن سے زیادہ خوشبو سے مہکی ہوئی ہو۔ اور عتبہ خوشبو کے لیے اپنی ڈاڑھی کو عام تیل لگاتے تھے اور کسی قسم کی خوشبو کو مس نہیں کرتے تھے حالانکہ وہ ہم سب سے زیادہ خوشبودار تھے، اور جب وہ لوگوں کی طرف جاتے تو لوگ کہتے ''ما شممنا ریحاً أطیب من ریح عتبة'' (ہم نے کوئی خوشبو عتبہ کی خوشبو سے زیادہ عمدہ نہیں سونگھی)۔ ایک دن میں نے انہیں کہا کہ ہم سب (سوکنیں) خوشبو میں ایک دوسری سے بڑھنے کی کوشش میں رہتی ہیں لیکن آپ ہر وقت ہم سب سے زیادہ خوشبو میں بسے رہتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: مجھے رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کے زمانے میں خارش کی بیماری ہوئی تو میں نے آپ کے پاس حاضر ہو کر شکایت کی۔ آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنے بدن سے کپڑے اتاروں، تو میں نے تمام کپڑے اتار دیئے اور اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ کر آپ کے روبرو بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں میں پھونک ماری جس میں کچھ آبِ دہن کی آمیزش تھی اور دونوں ہاتھوں کو میری پشت اور پیٹ پر پھیرا۔ سو میرے جسم سے یہ خوشبو اُسی روز سے مہک رہی ہے''۔

(المعجم الصغير للطبراني ج۱ ص۷۷، حديث۹۸؛ المعجم الكبير ج۱۷ ص۱۳۳، حديث ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱؛ مجمع البحرين في زوائد المعجمين ج۳ ص۳۳۶، حديث۳۵۷۹؛ مجمع الزوائد ج۸ ص۵۰۳، حديث ۱۴۰۵۵؛ الإستيعاب ج۳ ص۱۴۸؛ أسد الغابة ج۳ ص ۵۸۷؛ جامع الآثار ج۴ ص۴۹۰؛ الإصابة ج۴ ص۳۶۵؛ المواهب اللدنية ج ۲ ص ۲۳۶، ۳۱۱؛ سبل الهدى ج۲ ص۳۱؛ السيرة النبوية لابن زيني دحلان مكي ج۲ ص۲۸۷؛ الأنوار المحمدية للنبهاني ص۲۰۰ وص۲۱۷؛ وسائل الوصول ص۵۲؛ منتهى السول للحجي ج ۱ ص۳۵۲؛ موسوعة سيرة سيد الأنام ج۴ ص ۲۳۰، ۲۳۱)

حضرت عبدالجبار بن وائل فرماتے ہیں:

''مجھ سے میرے بعض اہلِ خانہ نے بیان کیا: انہوں نے میرے والد سے سنا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا تو آپ نے اس سے پیا پھر ڈول میں کلی فرمائی، پھر وہ ڈول کنویں میں انڈیل دیا، یا فرمایا: ڈول سے پانی پیا پھر کنویں میں کلی فرمائی ''ففاح منها مثل ريح المسک'' (تو اس سے مشک کی خوشبو مہکنے لگی)''۔

(مسند أحمد ج۴ ص۳۱۵، حديث۱۹۰۴۳؛ مسند الحميدي، حديث۸۸۶؛ سنن ابن ماجه، حديث۶۵۹، المعجم الكبير ج۲۲ ص۵۱، ۱۱۹، ۱۲۰؛ دلائل النبوة للبيهقي ج۱ ص ۲۵۷، وج۶ ص۶۹؛ دلائل النبوة لأبى القاسم الأصبهاني ج۱ ص۲۷۹؛ الشفاء ج۱ ص۴۶۴؛ البداية والنهاية ج۴ ص ۳۹۵، وط: ج۶ ص۳۴؛ قمع النفوس ص۴۹؛ الخصائص الكبرى ج۱ ص

Marfat.com

١٠٥؛جمع الجوامع ج١٥ص٤٦٤،حديث١٤٦١٠؛المواهب اللدنية ج٢ص٢٣٥؛سبل الهدى ج٢ص٣٠،وج١٠ص٤٢؛حدائق الأنوارص١٥٩؛السيرةالنبوية لابن زيني دحلان ج٢ص٢٨٥،وص٢٨٩؛الأنوارالمحمدية للنبهاني ص٢٠٠؛حجةالله على العالمين للنبهاني ص٤٨٤؛ موسوعةسيرة سيدالأنام ج٤ص١٨٦،٢٣١)

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

كان رسول اللهﷺ يصلى فيطيل القيام، وإن النبيﷺبالَ في بئر في داره، قال:فلم يكن فى المدينة بئرٌ أعذب منها.

''رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تو طویل قیام کیا اور بیشک نبی کریم ﷺ نے اُن کے گھر کے کنویں میں پیشاب کیا تو مدینہ مقدسہ میں اُس کنویں سے زیادہ میٹھا کنواں کوئی نہیں تھا''۔

(دلائل النبوة لأبي نعيم ج٢ص٤٤٤،حديث٣٦٦)

اکثر حضرات نے امام ابونعیم کی ''دلائل النبوۃ'' سے ''بَالَ'' کی بجائے ''بَصَقَ'' کا لفظ نقل کیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کنویں میں لعاب مبارک ڈالا۔ بہر حال اِس حدیث کے الفاظ جو بھی ہوں ہر صورت میں یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ سید عالم ﷺ کے جسمِ اقدس سے خارج ہونے والی ہر چیز خوشذائقہ اور خوشبودار تھی۔ خواہ لعاب مبارک ہو یا ''بـــول'' (پیشاب) مبارک، جیسا کہ عنقریب آپ ﷺ کے بَول و براز پر گفتگو ہوگی، ان شاء اللہ۔ یہاں بات ہو رہی ہے آپ کے لعاب مبارک کی خوشبو اور اس کے خوشگوار ہونے کی۔ مذکورہ بالا حدیث میں تو فقط اتنی بات بیان کی گئی کہ لوگوں نے ان کنووں کا پانی استعمال کیا جن میں حضور اکرم ﷺ نے اپنا آبِ دہن ڈالا تو اسے خوشگوار اور خوشبودار پایا جبکہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کے سراسر بلغم اور تھوک مبارک کو اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیا۔ خود اندازہ کیجئے کہ وہ بلغم اور تھوک کس قدر خوشگوار ہوگا۔ حدیبیہ کے مقام پر جب کفار کے ساتھ صلح کی شرائط طے ہو رہی تھیں تو قریشِ مکہ کی جانب سے یکے بعد

Marfat.com

دیگرے آنے والے سفیروں میں ایک سفیر عروہ بن مسعود ثقفی بھی تھا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ گفتگو بھی کرتا رہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حرکات وسکنات کا بھی بغور مشاہدہ کرتا رہا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے بلغم اور تھوک کو اپنے چہروں اور جسم پر مل رہے تھے اور آپ کے وضو کے مستعمل پانی کے حصول میں کوشاں تھے، اُن کی اِس والہانہ محبت کو دیکھ کر عروہ بن مسعود یہ فیصلہ دینے پر مجبور ہو گئے کہ محمد (ﷺ) تک کوئی ناپاک ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ انہوں نے قریش مکہ کو جا کر کہا:

أي قوم! واللّٰه لقد وفدت على الملوك ووفدت على قيصر وكِسرىٰ والنجاشي واللّٰه إن رأيت ملكاً قط يعظمه أصحابه ما يعظم أصحابُ محمدٍ ﷺ محمداً. واللّٰه إن يتنخم نخامة إلا وقعت في كفِّ رجل منهم فدلک بها وجهه وجلده وإذا أمرهم ابتدروا أمره وإذا توضاء كادوا يقتتلون علىٰ وضوئه ومايُحِدُّون النظر إليه تعظيماً له.

''اے قوم! خدا کی قسم، میں بادشاہوں کے پاس وفد بنا کر گیا اور میں نے قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے، خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے درباری اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم (سیدنا) محمد (ﷺ) کے ساتھی محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر وہ بلغم (اور تھوک) پھینکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھوں پر گرتا ہے پھر وہ اس کو چہرے اور جلد پر مل لیتا ہے، اور جب وہ حکم کرتے ہیں تو صحابہ (کرام رضی اللہ عنہم) اس کے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو صحابہ (رضی اللہ عنہم) وضو کے مستعمل پانی پر آمادۂ جنگ ہو جاتے ہیں، اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو صحابہ (رضی اللہ عنہم) ان کے سامنے سراپا گوش ہو جاتے ہیں اور ازراہ تعظیم اُن کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے''۔

(بخاري ص٤٤٨، حديث ٢٧٣١؛ الجمع بين الصحيحين ج٣ ص٣٧٥، حديث ٢٨٦٠؛ مسند أحمد ج٤ ص٣٢٩ وص٣٢٤ وج٦، حديث ١٩١٣٦، ١٩١١٧؛ كتاب المغازي ج٢

Marfat.com

ص ۵۹۸؛عیون الأثر ج۲ ص ۱۶۵؛دلائل النبوة للبیهقي ج٤ ص ١٠٤؛الشفاء ج۲ ص ۵۹۳؛ السیرة النبویة لابن کثیر ج۳ ص ۳۰۶؛ زاد المعاد ج۳ ص ۲۶۱؛جلاء الأفهام ص ۲۰۶ و ط: ص ۱۰۵؛المواهب اللدنیة ج۱ ص ٤٩٤؛سبل الهدیٰ ج۵ ص ٤٤، ٤٥؛شرح الزرقاني علی المواهب ج۳ ص ۱۹۲؛السیرة النبویة للندوي ص ۲۷۶، ۲۷۷)

کتبِ سابقہ میں خوشبوئے نبوی ﷺ کا ذکر

سید عالم ﷺ کے پسینہ مبارک کی کیفیت اور اس کی عمدہ خوشبو کا تذکرہ کتب سابقہ میں بھی موجود تھا۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی، اس میں پہلے ان انعامات کا ذکر فرمایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوئے، بعد میں نبی کریم ﷺ کا مفصل حلیہ بیان فرمایا اور اس میں آپ کے پسینہ کی شان یوں بیان فرمائی:

عرقه في وجهه كاللؤلؤ،وريح المسک ينفح منه.

''اُن کا پسینہ ان کے چہرے پر موتیوں کی مانند چمکتا ہوگا جس سے مشک کی خوشبو مہکے گی''۔

(دلائل النبوة للبیهقي ج۱ ص ۳۷۸؛تاریخ دمشق ج۳ ص ۳۹۸؛مختصر تاریخ دمشق ج ۲ ص ٤٦؛البدایة والنهایة ج٤ ص ٤٤١؛سبل الهدی ج۱ ص ۹۸؛الخصائص الکبری ج۱ ص ۱۳۰؛المواهب اللدنیة ج۲ ص ۲۳۲)

دمِ (خونِ) نبوی ﷺ کی خوشبو اور برکت

جس طرح انسانی جسم سے برآمد ہونے والا پسینہ، تھوک، بلغم اور سانس بدبودار اور لائقِ نفرت ہوتا ہے اسی طرح انسانی جسم سے خارج ہونے والا خون بھی بدبودار اور لائقِ نفرت ہوتا ہے۔ لیکن قربان جائیں کہ نبی اکرم ﷺ کے جسم اقدس سے نکلا ہوا خون مبارک بھی آپ کے پسینے، تھوک، بلغم اور سانس کی طرح خوشبودار اور بابرکت تھا۔ آئندہ عنوان کے تحت اس سلسلے میں ہم چند احادیث مبارکہ پیش کر رہے ہیں۔

Marfat.com

خونِ نبوی ﷺ نوش کرنے پر احادیث

فصد کرانے (پچھنے لگوانے) سے یا جہاد وغیرہ میں کبھی کبھار جسم نبوی ﷺ سے جو خون مبارک جدا ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے زمین پر گرنے نہ دیا بلکہ از راہِ محبت و تعظیم نوشِ جان کر لیا۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث ہیں، ملاحظہ فرمائیں!

۱۔ حضرت ھنید بن قاسم بن عبدالرحمان بن ماعز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سمعتُ عامرَ بن عبد اللّٰہ بن الزبیر یحدث أن أباہ حدَّثہ أنہ أتی النبيَّ ﷺ وھو یحتجم فلما فرغ قال یا عبدَ اللّٰہ إذھبْ بھذاالدم فأھرِقْہ حیث لایراک أحدٌ، فلما برزتُ عن رسولِ اللّٰہ ﷺ عمدتُ إلی الدم فحسوتُہ، فلما رجعتُ إلی النبيِ ﷺ قال: ما صنعتَ یا عبدَ اللّٰہ؟ قال: جعلتُہ في مکان ظننتُ أنہ خافٍ علی الناس قال: فلعلک شربتَہ، قلتُ: نعم، قال: ومَن أمرک أن تشربَ الدمَ، ویلٌ لک مِنَ الناسِ و ویلٌ للناسِ منکَ.

''میں نے حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہیں ان کے والد گرامی نے بتایا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت پچھنے لگوا رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عبداللہ! باہر جا کر یہ خون گرا دو تا کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔ پس جب میں حضور ﷺ سے اوجھل ہوا تو خون مبارک کو غور سے دیکھا پھر اسے پی لیا، پھر جب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لوٹا تو آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! تم نے کیا کیا؟ عرض کیا: میں نے اُسے ایک جگہ پر رکھ دیا ہے، میں یقین کرتا ہوں کہ لوگوں سے مخفی ہو گیا ہے۔ فرمایا: شاید تم نے اُسے پی لیا ہے۔ عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تجھے کس نے کہا کہ تو خون پی جائے، تجھے لوگوں سے اور لوگوں کو تجھ سے ہلاکت ہوگی''۔

(المستدرك ج۳ ص۶۳۸، وط: ج٤ ص۷۱۷، حدیث ٦٤٠٠)

Marfat.com

بعض احادیث میں ہے:

فیرون أن القوة التي كانت في ابن الزبير من قوة دم النبي ﷺ.

''حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اندر جو قوت تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے نبی اکرم ﷺ کے مبارک خون کی قوت سمجھتے تھے''۔

(السنن الكبرى للبيهقي ج۷ص۱۰۷، حديث۱۳٤۰۷؛ إتحاف الخيرة المهرة ج۷ص۹۱، حديث٦٤٥٣؛ المطالب العالية ج٤ص۲۱، حديث۳۸٤۷، وط: ج۱۵ص۵۷۵، حديث۳۸۲۱)

ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خون مقدس کو نیچے نہ گرانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے بارگاہِ نبوی میں یوں عرض کی:

كرهتُ أن أصيبَ دمَك فقال النبي ﷺ لا تمسك النارُ ومسح على رأسِه.

''میں نے یہ ناپسند کیا کہ آپ کا خون مبارک نیچے گراؤں، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: تجھے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی اور آپ نے ان کے سر پر دستِ اقدس پھیرا''۔

(سنن الدارقطني ج۱ص۲۳٤، حديث۸۷۱)

ایک اور روایت میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے خون مبارک نوش کرنے کی وجہ یہ بیان کی:

إني أحببتُ أن يكونَ من دمِ رسولِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جَوْفي.

''میں نے چاہا کہ میرے جسم میں رسول اللہ ﷺ کا مقدس خون موجود ہو''۔

مختلف الفاظ سے یہ حدیث امام بزار، امام طبرانی، ابن ابی عاصم، حکیم ترمذی، امام بیہقی، امام ابونعیم، قاضی عیاض، امام ابن عساکر، امام ماوردی، امام ضیاء الدین المقدسی، امام قرطبی، حافظ ابن کثیر، امام بوصیری، حافظ ہیثمی، علامہ ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام سیوطی، امام قسطلانی، امام مناوی، علامہ علی متقی الہندی، علامہ حلبی، ملا علی قاری، امام زرقانی، علامہ شہاب الدین خفاجی، علامہ دیار بکری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام نبہانی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمد یوسف کاندھلوی اور مولانا زکریا سہارنپوری نے بھی

Marfat.com

ذکر کی ہے۔

(مسندالبزار ج٦ ص١٦٩، حدیث ٢٢١٠؛ المعجم الکبیر[مفقود]؛ کشف الأستار ج٣ ص ١٤٥، حدیث ٢٤٣٦؛ الآحادوالمثاني ج١ ص ٤١٤، حدیث ٥٧٨؛ نوادرالوصول ص ٤٥؛ السنن الکبریٰ للبیهقي ج٧ ص ٦٧ وط: ج٧ ص ١٠٧، حدیث ١٣٤٠٧؛ حلیة الأولیاء ج ١ ص ٣٣٠؛ الشفاء ج١ ص ٦٤، ٦٥؛ تاریخ دمشق ٢٨ ص ١٦٢، ١٦٤؛ تهذیب تاریخ دمشق ج٧ ص ٤٠١؛ مختصر تاریخ دمشق ج١٢ ص ١٧٣، ١٧٤؛ أعلام النبوة للماوردي ص ١٦٥؛ الأحادیث المختارة ج٩ ص ٣٠٩، حدیث ٢٦٧؛ الجامع لأحکام القرآن ج ٢ ص ١٠٣؛ البدایة والنهایة ج ٨ ص ٣٤٢، ٣٤٣، وط: ج ٩ ص ١١٠، ١١١؛ الفصول في سیرة الرسول ﷺ ص ٣٠٥؛ إتحاف الخیرة المهرة ج٧ ص ٩١، حدیث ٦٤٥٣؛ مجمع الزوائد ج٨ ص ٢٧٠، وط: ج١٨ ص ٢١٩، ٢٢٠، حدیث ١٤٠٢٧؛ تلخیص المستدرك ج٣ ص ٥٥٤؛ سیر أعلام النبلاء ج٣ ص ٣٦٦؛ المطالب العالیة ج٤ ص ٢١، وط: ج١٥ ص ٥٧٥، حدیث ٣٨٢١؛ تلخیص الحبیر ج١ ص ٣٠، ٣١، وط: ج١ ص ٤٤؛ الإصابة ج٢ ص ٣١٠؛ الخصائص الکبریٰ ج١ ص ١١٧ وج٢ ص ٤٤٠، ٤٤١؛ تاریخ الخلفاء ص ٢١٢؛ المواهب اللدنیة ج١ ص ٢٨٤؛ الکواکب الدریة للمناوي ج١ ص ١٧٨؛ کنز العمال ج١٢ ص ٤٦٩، ٤٧٠ وج١٥ ص ٢٧٥؛ إنسان العیون (سیرة حلبي) ج٢ ص ٥١٦؛ شرح الشفاء لعلي القاري ج١ ص ١٦١، ١٦٢؛ زرقاني علی المواهب ج٤ ص ٢٣٠؛ نسیم الریاض ج١ ص ٣٥٩؛ تاریخ الخمیس ج ١ ص ٣٥٤؛ مدارج النبوة ج١ ص ٢٦؛ حجة الله علی العالمین ص ٢٨٦؛ الأنوار المحمدیة ص ٢١٩؛ جواهر البحار ج١ ص ٣٤٧، وط: ج١ ص ٤٨٧؛ نشر الطیب ص ١٦٢؛ حیاة الصحابة للکاندهلوي ج٢ ص ٣٤٩؛ حکایاتِ صحابه ص ١٧٢)

حافظ ہیثمی نے اس حدیث کو طبرانی اور مسند بزار کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام بزار کے راوی صحیح ہیں، ماسوا ھنید بن قاسم کے اور وہ ثقہ ہیں۔ شیخ اعظمی نے بھی "المطالب العالیة" کی تعلیقات

Marfat.com

میں حافظ ہیثمی کے حوالہ سے اسی طرح لکھا ہے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ مسند ابی یعلی کی سند حسن ہے۔

(تعليقات: المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية ج٤ ص٢١)

امام ذہبی نے "تلخيص المستدرک" میں اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے، اور "سير أعلام النبلاء" میں لکھا ہے کہ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(سير أعلام النبلاء للذهبي ج٣ ص٣٦٦)

علامہ علی متقی الہندی نے ابن عساکر کے حوالہ سے روایت کر کے لکھا ہے "ورجاله ثقات" اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(كنز العمال ج١٣ ص٤٦٩)

علامہ خفاجی اور ملا علی قاری علیہما الرحمۃ لکھتے ہیں:

"علامہ حلبی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کو امام بزار، امام حاکم، امام بیہقی، امام بغوی، امام طبرانی اور امام دار قطنی نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے اور وہ متعدد طرق ایک دوسرے کو قوی کرتے ہیں۔ اور علامہ ابن صلاح کے قول پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ اس حدیث کی اصل نہیں "وهو مذكور في هذه الأصول" (حالانکہ یہ حدیث اِن بنیادی کتب میں مذکور ہے)"۔

(نسيم الرياض ج١ ص٣٥٩، شرح الشفاء للقاري ج١ ص١٦١، ١٦٢)

شیخ حسین سلیم اسد دارانی نے لکھا ہے:

هذا إسناد جيد.

"یہ سند عمدہ ہے"۔

(مجمع الزوائد ج١٨ ص٢٢٠)

وَيْلٌ لَّكَ مِنَ النَّاسِ الخ، فرمانے کی حکمت

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''تجھے لوگوں سے اور لوگوں کو تجھ سے ہلاکت ہوگی''۔

اس کا کیا مطلب ہے؟ علامہ ابن حجر عسقلانی، ملا علی قاری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ خفاجی اور امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہم نے اس کا بہترین جواب دیا ہے، ہم اس کا اختصار شیخ زکریا سہارنپوری کے الفاظ میں نقل کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب کہ ہلاکت ہے، علماء نے لکھا ہے کہ سلطنت اور امارت کی طرف اشارہ ہے کہ امارت ہوگی اور لوگ اس میں مزاحم ہوں گے۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیر جب پیدا ہوئے تھے اس وقت بھی حضور ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا تھا کہ ایک مینڈھا ہے، بھیڑیوں کے درمیان ایسے بھیڑیے جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ یزید اور عبدالملک دونوں کے ساتھ حضرت ابن زبیر کی مشہور لڑائی ہوئی اور آخر شہید ہوئے''۔

(حکایات صحابہ ص۱۷۲)

علامہ خفاجی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما نے لکھا ہے کہ یہ حضور ﷺ نے غیب کی خبر بتائی ہے اور یہ آپ کا معجزہ ہے۔

(نسيم الرياض وشرح الشفاء للقاري على هامش النسيم ج۱ ص۳۵۹، ۳۶۰)

اس حدیث کے بقیہ فوائد بیان کرنے سے پہلے ایک اور حدیث کا مطالعہ ضروری ہے۔

۲۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ قال لما كان يوم أحد شج النبي صلى الله عليه وآله وسلم في جبهته فأتاه مالك بن سنان وهو والد أبي سعيد فمسح الدم عن وجه النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثم ازدرده، فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: من سره أن ينظر إلى من خالط دمي دمه فلينظر إلى مالك بن سنان.

Marfat.com

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب جنگِ احد میں نبی ﷺ کی پیشانی میں زخم آیا تو حضرت ابوسعید خدری کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے آکر حضور ﷺ کے چہرۂ اقدس سے خون مبارک کو چوس لیا پھر نگل لیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا ارادہ ہو کہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا ہے اُسے چاہیے کہ وہ مالک بن سنان کو دیکھے''۔

(المستدرك ج٣ص ٦٥٠،وط: ج٤ص ٧٣٤،حديث ٦٤٥٤)

فائدہ:

''جس شخص کا ارادہ ہو کہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا اُسے چاہیے کہ وہ مالک بن سنان کو دیکھے''۔ اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جب میرا خون اس کے خون میں شامل ہو گیا تو وہ عذاب سے محفوظ ہو گیا۔ چنانچہ یہی بات ایک اور حدیث میں یوں ارشاد فرمائی گئی:

من خالط دمه بدمي لا تمسه النار.

''جس شخص کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا اُسے آگ نہیں چھوئے گی''۔

نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جنتی ہے، چنانچہ ایک اور حدیث میں یہ صریح الفاظ بھی آئے ہیں:

من أراد أن ينظر إلى رجل من أهل الجنة فلينظر إلى هذا فاستشهد.

''جس کا ارادہ ہو کہ وہ جنتی مرد کو دیکھے تو وہ اِنہیں دیکھے، پس اس کے بعد وہ شہید ہو گئے''۔

(كتاب السنن لسعيد بن منصور ج٢ص ٢٣٧،وط: ج٢ص ٢٢١،حديث ٢٥٧٣)

بعض روایات میں ہے کہ بعض صحابہ نے مالک بن سنان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ خون نیچے گرا دو، اُنہیں یہ بات ناگوار گزری، فرمایا: خدا کی قسم یہ مقدس خون نیچے نہیں گراؤں گا، یہ کہہ کر نگل لیا۔

مختلف الفاظ سے یہ حدیث امام سعید بن منصور، امام حاکم، امام طبرانی اور امام بیہقی کے علاوہ، امام ابن ہشام، علامہ واقدی، قاضی عیاض، امام ابن عبدالبر، امام ابن سید الناس، امام خیضری، حافظ ہیثمی، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام سیوطی، امام قسطلانی، امام صالحی شامی، علامہ سمہودی، علامہ علی متقی الہندی، علامہ ابن

Marfat.com

اثیر جذری، علامہ حلبی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام نبہانی، شیخ عبداللہ نجدی، اشرف علی تھانوی، مولانا محمد یوسف کاندھلوی اور مولانا زکریا سہارنپوری نے بھی ذکر کی ہے۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج٣ ص٢٦٦؛ المعجم الأوسط ج٩ ص٤٧، حديث ٩٠٩٨؛ مجمع البحرين للهيثمي ج٦ ص١٥٨، ١٥٩، حديث ٣٥٣٢؛ السيرة النبوية ج٣ ص٣٢؛ كتاب المغازي للواقدي ج١ ص٢٤٧؛ الشفاء ج١ ص٦٤؛ الدرر في اختصار المغازي والسير ص ١٠٥؛ عيون الأثر ج٢ ص ٢١؛ اللفظ المكرم ص٣٦٥؛ مجمع الزوائد ج٨ ص٢٧٣؛ الإصابة ج٣ ص٣٤٦؛ تلخيص الحبير ج٣ ص٣١؛ وط: ج١ ص١٧٠؛ الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف ملحق بالكشاف ج٤ ص٣١، وط: ص٥٦؛ الخصائص الكبرىٰ ج٢ ص ٤٤١؛ المواهب اللدنية ج٢ ص٣١٦؛ سبل الهدىٰ ج١٠ ص٤٥٥؛ وفاء الوفاء ج ١ ص ٢٩٠؛ أسد الغابة ج٥ ص٢٨؛ إنسان العيون (سيرة حلبي) ج٢ ص٥١٥؛ مدارج النبوة فارسي ج١ ص٢٦؛ الأنوار المحمدية ص ٢١٩؛ جواهر البحار ج١ ص٤٨٧؛ مختصر سيرة الرسول ﷺ ص٢٢٨، ٢٢٩؛ نشر الطيب ص ١٦٢، تسهيل نشر الطيب ص١٨٢؛ حياة الصحابة ج٢ ص ٣٥٠؛ حكايات صحابه ص ١٧٢)

بعض علماء کرام نے حضرت ابن زبیر اور مالک بن سنان رضی اللہ عنہما کی ان دونوں حدیثوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایک بہت عمدہ بات لکھی ہے۔ وہ یہ کہ ابن زبیر اور ابنِ سنان دونوں کا عمل تو ایک ہے کہ دونوں کو نبی اکرم ﷺ کے خونِ مقدس کے نوش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، مگر حضور ﷺ کا جواب ان دونوں کے لیے الگ الگ نوعیت کا ہے۔ ایسا کیوں؟ امام خفاجی اور امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ یہی سوال حافظ ابن حجر عسقلانی سے کیا گیا۔ اُنہوں نے فرمایا: چونکہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے خون مقدس نوش کرنے کے کچھ دیر بعد شہید ہو جانا تھا اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنتی مرد کو دیکھنا چاہے وہ اِسے دیکھ لے، اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے چونکہ ایک عرصہ تک دنیا میں رہنا تھا اور انہوں نے آپ کا

Marfat.com

خونِ مبارک بھی پی لیا تھا، لہٰذا حضور ﷺ نے اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ میرا خون اس کے جسم میں شامل ہو گیا ہے اس لیے اس سے کسی کی تابعداری نہیں ہو سکے گی اور کسی باطل قوت کو یہ تسلیم نہیں کرے گا۔ جس کا نتیجہ لڑائی بھڑائی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اسی کو حضور ﷺ نے "ویل لک من الناس وویل للناس منک" (تجھے لوگوں سے اور لوگوں کو تجھ سے ہلاکت ہوگی) کے الفاظ میں ارشاد فرمایا"۔

(نسیم الریاض ج۱ ص ۳٦۰؛ شرح الزرقاني علی المواهب ج٥ ص ٥٤٧؛ منتهی السول للحجي ج۳ ص ۱۳۷)

خونِ نبوی ﷺ کی بدولت ابن زبیر رضی اللہ عنہ میں انقلاب اور عزیمتِ امام عالی مقام علیہ السلام

جب حضور اکرم ﷺ کے خون مبارک کے چند قطرات کی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں عظیم انقلاب پیدا ہو گیا کہ وہ ظالم کے ظلم کے سامنے جھکے نہیں بلکہ باطل کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی تو پھر اُن ہستیوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جنہیں میرے آقا ﷺ نے گھٹی دی، اپنی زبان چُسوائی اور خود ان کی تربیت فرمائی، یعنی مولیٰ علی اور حسنین کریمین علیہم السلام، کیا وہ کسی بے قاعدہ بات یا باطل قوت کے سامنے جھک سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، مولیٰ علی علیہ السلام نے اہلِ جمل کے سربراہان (رضی اللہ عنہم) کی بے قاعدہ بات تسلیم نہ فرمائی، صفین کی باغی قوت کو تسلیم نہ کیا اور خوارج کا قلع قمع فرمایا، اور اسی طرح امام عالی مقام علیہ السلام نے بھی باطل قوت کے ساتھ سمجھوتہ نہ کیا۔ رہا امام حسن علیہ السلام کی صلح کا معاملہ تو وہ نہ تو بزدلی اور کمزوری کے باعث تھا اور نہ ہی مدمقابل شخص کی اہلیت ولیاقت کے پیش نظر تھا بلکہ محض اہل اسلام کے تحفظ کی خاطر تھا۔ ملاحظہ ہو:

(تاریخ القضاعي ص ۹۸)

نوٹ: جو لوگ کہتے، لکھتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ شامی فرمانروا کی اہلیت کے پیش نظر تھا وہ کتاب وسنت اور سیدنا

Marfat.com

امام حسن علیہ السلام کی شرائط کی تفصیل سے بے خبر ہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب "شرح كتاب الأربعين في فضائل آل البيت الطاهرين" کی حدیث نمبر سولہ کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

بہر حال تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہی ہوا جو عالمِ ماکان ومایکون نے ارشاد فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزیدی حکومت کو تسلیم کیا نہ عبدالملک بن مروان کی حکومت کو۔ جس کے نتیجے میں ان دونوں سے اُن کی لڑائی ہوئی۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اُن سے نقصان پہنچا اور وہ لوگ آپ پر ظلم کرنے کی وجہ سے دنیا وعقبیٰ کے نقصان وعذاب کے مستحق ہوئے۔ یوں ارشادِ نبوی ﷺ من وعن پورا ہو گیا۔ والحمدللہ۔

۳۔ ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن سفينة قال احتجم النبي صلى الله عليه وسلم ، قال: لي غيب الدم، فذهبت فشربته، ثم جئت، فقال: ما صنعت؟ قلت: غيبته، قال: شربته؟ قلت: نعم، فتبسم.

"حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضور ﷺ نے پچھنے لگوائے (اور) مجھے فرمایا: (اس) خون کو (باہر جا کر) چھپا دو۔ میں گیا اور اُسے پی لیا۔ پھر لوٹ آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی: میں نے اُسے چھپا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے اُسے پی لیا ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں، تو آپ نے تبسم فرمایا"۔

(السنن الكبرىٰ للبيهقي ج۷ ص۶۷، وط: ج۷ ص۱۰۷، حديث۱۳۴۰۸؛ المعجم الكبير ج۷ ص۹۴، ۹۵، حديث۶۴۳۴؛ مسند البزار ج۹ ص۲۸۴، حديث۳۸۳۴؛ كشف الأستار ج۳ ص۱۴۵، حديث۲۴۳۵؛ المطالب العالية ج۴ ص۲۱، حديث۳۸۴۸، وط: ج۱۵ ص۵۷۷، حديث۳۸۲۲؛ تلخيص الحبير ج۱ ص۳۰، وط: ج۱ ص۱۶۹؛ اللفظ المكرم ص۳۶۴؛

Marfat.com

الخصائص الكبرىٰ ج۲ ص ٤٤١؛حياة الصحابة للكاندهلوي ج۲ ص ۳۵۰)

حافظ ہیثمی نے فرمایا ہے:

''یہ حدیث امام بزار اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کی ہے اور طبرانی کے راوی ثقہ ہیں''۔

(مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۷۳)

٤۔ ایسا ایک واقعہ بعض قریشی لڑکوں سے بھی منقول ہے۔ چنانچہ متعدد محدثین کرام لکھتے ہیں:

عن ابن عباس قال حجم النبي ﷺ غلام لبعض قريش فلما فرغ من حجامته أخذ الدم فذهب به فشربه ثم أقبل فنظر في وجهه، فقال: ويحك ما صنعت بالدم؟ قال: يا رسول اللّٰه! نفست على دمك أن أهريقه في الأرض فهو في بطني، فقال: اذهب فقد أحرزت نفسك من النار.

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کسی قریشی کے لڑکے نے حضور ﷺ کو پچھنے لگائے، جب فارغ ہوا تو خون کو لے کر باہر چلا گیا، پھر اُسے پی لیا۔ پھر حضور ﷺ کے سامنے آیا تو آپؐ نے اُس کے چہرے میں غور کر کے فرمایا: تجھ پر رحمت ہو تو نے خون کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے نامناسب سمجھا کہ آپؐ کے مقدس خون کو زمین پر گراؤں، سو وہ میرے پیٹ میں ہے۔ آپ نے فرمایا: جا! تو نے اپنے آپ کو یقیناً نارِ جہنم سے آزاد کر لیا''۔

(الخصائص الكبرىٰ ج۲ ص ٤٤٠؛ تلخيص الحبير ج۱ ص ۳۰، وط: ج۱ ص ۱٦۸؛ شرح الروض الطالب ج۳ ص ۱۰٦؛ اللفظ المكرم ص ۳٦٤؛ البحر الذي زخر شرح الفية الأثر للسيوطي ج۳ ص ۳۱۳، ۳۱٤؛ المواهب اللدنية ج۲ ص ۳۱٦؛ زرقاني على المواهب ج٤ ص ۲۲۹؛ جواهر البحار ج۱ ص ۳٤۸، وط: ج۱ ص ٤۸۷)

۵۔ اسی طرح ایک واقعہ ابوطیبہ حجام کا بھی ہے، اِن کا نام ''دینار'' یا نافع ہے۔ حافظ الدنیا علامہ ابن حجر

Marfat.com

عسقلانی لکھتے ہیں:

إن أبا طيبة الحجام شرب دم رسول الله صلى الله عليه وسلم و لم ينكر عليه.

''حضرت ابوطیبہ حجام رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا خونِ مقدس پی لیا اور آپ نے اس پر اعتراض نہ فرمایا''۔

(تلخيص الحبير ج۱ ص ۳۰ وط: ج۱ ص۱٦۸)

اس حدیث کو امام نووی، امام قسطلانی اور امام زرقانی نے بھی ذکر کیا ہے۔

(الشرح المهذب ج۱ ص ۲۳٤؛ المواهب اللدنية ج۲ ص۳۱۸؛ زرقاني على المواهب ج ٤ ص۲۳۳)

٦۔ اس طرح کا ایک واقعہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ويروى عن علي أنه شرب دم رسول الله صلى الله عليه وسلم.

''مولیٰ علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے بھی نبی ﷺ کا خونِ مبارک نوش کیا تھا''۔

(تلخيص الحبير ج۱ ص۳۱، وط: ج۱ ص۱٦۸)

یہ روایت علامہ حلبی، علامہ عینی اور علامہ شُمُنی نے بھی ذکر کی ہے۔

(إنسان العيون ج۲ ص۵۱٦؛ عمدة القاري ج۳ ص۳۵؛ حاشية الشفاء للشُمُنِّي ج ۱ ص٦٤)

شُربِ دم کی احادیث پر تھانوی صاحب کا تبصرہ

اس باب کے آخر میں ہم مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا ایک تبصرہ نقل کر رہے ہیں۔ تھانوی صاحب کفار کے ایک اعتراض (کہ رسول اللہ ﷺ کا اشاعتِ اسلام سے مقصود اپنی تعظیم تھا) کے جواب میں لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کا مقصود اشاعتِ اسلام سے اپنی تعظیم کرانا (نہ) تھا کیونکہ جو شخص بڑا بننا چاہتا ہے، وہ تو خود اس کی کوشش کرتا ہے کہ لوگ میرے سامنے جھکیں،

Marfat.com

مگر حضور (ﷺ) کی یہ حالت ہے کہ لوگ از خود آپ کو سجدہ کرنا چاہتے تھے اور آپ نے ان کو اس سے منع کیا، اور صرف منع ہی نہیں کیا بلکہ اپنا فانی ہونا ان پر ظاہر کر دیا۔ مگر پھر بھی بعض جہلاءِ کفر کا حضور ﷺ پر یہ اعتراض ہے کہ آپ نعوذ باللہ بڑا بننا چاہتے تھے۔ اور دلیل میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ حضور (ﷺ) نے حج کے موقع پر ایک صحابی کو اپنے موئے (بال) مبارک دیئے تھے کہ مسلمانوں میں ان کو تقسیم کر دو۔ اس پر وہ جاہل لکھتا ہے کہ دیکھئے حضور (ﷺ) نے اپنے بال اس لیے تقسیم کرائے تا کہ لوگ ان کو تبرک سمجھ کر تعظیم کریں۔ تو گویا آپ نے بڑا بننا چاہا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ یہ آجکل کی فہم و عقل ہے۔ افسوس اس شخص کو عبادت و محبت کے مقتضی میں بھی فرق معلوم نہیں۔

واقعی کفار کو محبت و عشق کا چرکا نہیں لگا۔ اسی واسطے وہ ایسے واقعات کی حقیقت نہیں سمجھتے۔ جی تو یہ چاہتا ہے کہ ان لوگوں کو جواب بھی نہ دیا جائے اور یہ کہہ دیا جائے ؎

با مدعی مگوئید اسرارِ عشق و مستی
بگذار تا بمیرد در رنج و خود پرستی

(ڈینگیں مارنے والے اور لاف زنی کرنے والے کو عشق اور مستی کے رازوں سے آگاہ نہ کرو، اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دو تا کہ وہ رنج اور خود پرستی کی حالت میں مر جائے۔ فیضی)

مگر تبرعاً میں اس کا جواب دیتا ہوں تا کہ کسی مسلمان کو اگر اس اعتراض سے شبہ پڑ گیا ہو تو وہ اس جواب سے تسلی حاصل کر سکے۔ بات یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ حضور ﷺ نے بال کن لوگوں میں تقسیم کرائے تھے۔ آپ نے ان لوگوں میں اپنے بال تقسیم کرائے تھے، جن کی محبت کی یہ حالت تھی کہ جب آپ وضو کرتے تھے تو وضو (کے پانی) کا ایک قطرہ زمین پر نہ گرنے دیتے تھے۔ بلکہ آپ کا تھوک اور سارا وضو کا پانی اپنے ہاتھوں میں لیتے تھے، منہ کو ملتے، آنکھوں سے لگاتے تھے اور ہر

Marfat.com

شخص اس کی کوشش کرتا تھا کہ سب سے پہلے آپ کے وضو کا پانی اور آپ کا تھوک میرے ہاتھوں میں آئے۔ چنانچہ اس کوشش میں ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا اور ان کی محبت کا یہ حال تھا کہ ایک بار حضور ﷺ نے پچھنے لگوائے اور اس کا خون ایک صحابی کو دیا کہ اس کو کسی جگہ احتیاط سے دفن کر دو۔ صحابی کی محبت نے گوارا نہ کیا کہ حضور ﷺ کا خون زمین میں دفن کیا جائے۔ انہوں نے الگ جا کر اسے خود پی لیا۔ اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ نعوذ باللہ صحابی بہت ہی بے حس تھے کہ ان کو تھوک ملتے ہوئے اور خون پیتے ہوئے گھن نہ آتی تھی۔ بات یہ ہے کہ ان اُمور کا تعلق عشق و محبت سے ہے اور اس کی حقیقت عاشق ہی سمجھ سکتا ہے، جس کا مذاق (ذوق) یہ ہوتا ہے ؎

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیثِ تو شنیدن ندہم

(میری غیرت تو یہ چاہتی ہے کہ تیرا چہرہ بھی کسی کو نہ دیکھنے دوں، بلکہ کسی کان تک تیری آواز بھی نہ پہنچنے دوں۔ فیضی)

صاحبو! اگر آپ کو بھی کسی سے عشق ہوا ہو تو آپ کو معلوم ہوگا کہ عاشق بعض دفعہ محبوب کی زبان اپنے منہ میں لے کر چوستا ہے۔ اور عشاق لعاب دہن محبوب کی مدح میں دفتر کے دفتر اشعار میں لکھ گئے ہیں تو کیا یہ بے حس ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر یہ بے حس ہیں تو یوں سمجھئے کہ ساری دنیا بے حس ہے۔ کیونکہ محبت میں ہر شخص یہی کرتا ہے۔ کوئی عاشق اس سے بچا ہوا نہیں۔ اسی طرح اگر کسی کے محبوب کے بدن میں خون بہنے لگے تو عشاق اس جگہ منہ لگا کر خون چوستے ہیں تا کہ محبوب کو زخم کی تکلیف کا احساس نہ ہو یا کم ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ محبوب کا خون چوسنا بھی گھن کی چیز نہیں۔ عاشق کو اس سے جو حظ (لذت، چسس اور مزہ) ہوتا ہے اُس کے دل سے پوچھنا چاہیئے۔ پھر جب ادنیٰ ادنیٰ محبوب کا لعاب دہن اور خون گھن کی چیز نہیں تو حضور ﷺ کا تھوک اور پسینہ اور

Marfat.com

خون کیونکر گھن کی چیز ہوسکتا ہے، کیونکہ حضور (ﷺ) کی یہ حالت تھی کہ قدرتی طور پر آپ کا تمام بدن خوشبودار تھا۔ آپ کے پسینہ میں اس قدر خوشبو تھی کہ عطر کی خوشبو اس کے سامنے بے حقیقت چیز تھی۔ آپ کا لعاب دہن نہایت خوشبودار اور شیریں تھا اور یہی حال آپ کے خون کا تھا تو ایسی چیز سے کون شخص گھن کرسکتا ہے، مگر کفار کو ان اُمور کی کیا خبر''۔

(أشرف الجواب منتخب از خطبات ص۳۶،۳۷،۳۸)

ما شاء اللّٰہ لا قوۃ إلا باللّٰہ ،علامہ تھانوی صاحب کا یہ سارا تبصرہ عشقِ نبوی ﷺ سے لبریز نظر آتا ہے۔

اب تک رقم شدہ تحریر سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا پسینہ، تھوک، بلغم، سانس اور خون مبارک سب خوشبودار تھے۔ سو جب جسم نبوی ﷺ سے خارج ہونے والی یہ پانچ چیزیں (پسینہ، تھوک، بلغم، سانس اور خون مبارک) خوشبودار تھیں تو لامحالہ باقی فضلات یعنی بول [Urine] و براز [Stool] بھی خوشبودار ہوں گے، کیونکہ وہ بھی اسی نفیس، لطیف اور نورانی جسم سے خارج ہوتے تھے۔ چنانچہ ہم آئندہ سطور میں بولِ نبوی ﷺ کی خوشبو اور برکات پر گفتگو کر رہے ہیں۔

Marfat.com

بول [Urine] مبارک کا بیان

جس طرح أَنْفَسُ، (سب سے بڑھ کر نفیس) أَلْطَف (سب سے بڑھ کر لطیف) اور أَنْوَرُ (سب سے بڑھ کر نورانی) ہونے کے باعث جسم نبوی ﷺ سے برآمد ہونے والی مذکورہ بالا پانچ چیزیں خوشبودار اور متبرک ہیں اسی طرح اس جسم اقدس سے برآمد ہونے والا بول [Urine] مبارک بھی خوشبودار اور متبرک ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے نبی ﷺ کا بول مبارک پی لیا اور انہیں احساس تک نہ ہوا۔ چنانچہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عن أم أيمن رضي الله عنها قالت: قام النبي صلى الله عليه وآله وسلم من الليل إلى فخارة من جانب البيت فبال فيها، فقمت من الليل وأنا عطشى فشربت ما في الفخارة وأنا لا أشعر، فلما أصبح النبي صلى الله عليه وآله وسلم، قال: ياأم أيمن قومي إلى تلك الفخارة فأهريقي ما فيها، قلت: قد والله شربت ما فيها، قال: فضحك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى بدت نواجذه، ثم قال: أما إنك لا يفجع بطنكِ بعده أبداً.

''سیدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ رات کے وقت اُٹھے اور گھر کے کونہ میں رکھے ہوئے ایک پیالہ میں پیشاب کیا۔ رات کو میری آنکھ کھلی اور مجھے پیاس لگی تھی تو جو کچھ اس پیالہ میں تھا میں نے اُسے پی لیا اور میں نہ جان سکی (کہ وہ پیشاب ہے) جب حضور ﷺ صبح کو اٹھے تو فرمایا: اُم ایمن اُٹھو! اور جو کچھ اس پیالہ میں ہے اسے گرادو۔ میں نے عرض کی: اللہ کی قسم جو کچھ اس پیالہ میں تھا میں نے اُسے

Marfat.com

پی لیا۔ فرمایا: اِس پر نبی کریم ﷺ ہنس پڑے، حتیٰ کہ آپ کی نواجذ (آخری ڈاڑھیں) مبارک نظر آنے لگیں۔ پھر فرمایا: بیشک تیرے پیٹ میں کبھی تکلیف نہ ہوگی"۔

(المستدرك ج٤ ص٧١ ،وط: ج٥ ص٨٥،٨٦،حديث٦٩٩٦)

امام حاکم کے علاوہ یہ حدیث امام طبرانی، امام ابونعیم، امام ابوسعد الخرکوشی نیشاپوری، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن اثیر جذری، علامہ شمس الدین ذھبی، حافظ ابن کثیر، امام بوصیری، حافظ ہیثمی، امام خیضری، امام سیوطی، امام صالحی شامی، علامہ حلبی، قاضی عیاض، امام قسطلانی، علامہ علی القاری، علامہ علی متقی الہندی، علامہ زبیدی، علامہ عراقی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام نبھانی، اشرف علی تھانوی اور مقبل بن ھادی الوادعی نے بھی ذکر کی ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني ج٢٥ ص٨٩،٩٠،حديث٢٣٠،وط: ج١٠ ص٤٤١،حديث ٢٠٧٤٠؛حلية الأولياء ج٢ ص٦٧،وط: ج٢ ص٨٠،حديث١٥٣٢؛دلائل النبوة لأبي نُعيم ج ٢ ص٤٤٤؛معرفة الصحابة لأبي نعيم ج٥ ص٣٢٢؛شرف المصطفىٰ لأبي سعد الخركوشي ج٢ ص١١٢؛الإصابة ج٤ ص٤٣٣، وط: ج٨ص٣٦٠؛المطالب العالية ج٤ ص٢١،وط: ج ١٥ ص٥٨١،حديث٣٨٢٣؛تلخيص الحبير ج١ ص٣١ ،وط: ج١ ص١٧١؛أسد الغابة ج٥ ص٥٦٧،وط: ج٧ص٣٢٥؛التلخيص بذيل المستدرك ج٤ ص ٦٣، ٦٤؛ البداية والنهاية ج٥ص٥٦٦وج٧ص٤٦؛كنز العمال ج١١ ص٤٧٨؛إتحاف الخيرة المهرة ج٧ص٩٢؛ مجمع الزوائد ج٨ص٢٧٤؛اللفظ المكرم ص٣٦٥؛الخصائص الكبرىٰ ج١ ص١٢٢وج٢ ص ٤٤١؛رفعُ شان الحبشان للسيوطي ص١٦٩؛سبل الهدىٰ ج١٠ ص٤٥٥؛إنسان العيون (سيرة حلبي) ج٢ ص٥١٥؛الشفاء ج١ ص٦٥ ،وط: ج١ ص٥٩،وط: ج١ ص٩٠؛المواهب اللدنية ج٢ ص٣١٧؛جمع الوسائل ج٢ ص٣؛إتحاف السادة المتقين ج٧ص١١١،وط: ج ٨ص٢٢٥؛ المغني بذيل إحياء علوم الدين ج٢ ص٣٩٧؛ مدارج النبوة فارسي ج١ ص ٣١ ؛ اشعة اللمعات ج١ ص٢٠٧؛أنوار المحمدية ص٢١٩؛جواهر البحار ج١ ص٣٤٨وج٢ ص

Marfat.com

۳٦۲ ؛حجة الله على العالمين ص٦٨٨؛وسائل الوصول ص ١٦٢؛نشر الطيب ص ١٦٢؛ الصحيح المسندمن دلائل النبوة ص ٢٦٠، وط: ص ٢١٤)

امام حاکم اور نقادِ حدیث علامہ ذہبی نے اس حدیث کو نقل کر کے اس پر سکوت اختیار کیا ہے، مگر حافظ ہیثمی نے لکھا ہے "و فيه أبو مالك النخعي وهو ضعيف" (اس کو امام طبرانی نے ذکر کیا ہے اور اس کے رواۃ (راویوں) میں ایک شخص ابو مالک نخعی ہے اور وہ ضعیف ہے)۔ اس پر "المطالب العالية" کے معلّق شیخ حبیب اللہ اعظمی دیوبندی لکھتے ہیں:

قلت: إسناد أبي يعلى ليس فيه أبو مالك.

"میں کہتا ہوں: امام ابو یعلی کی سند میں ابو مالک نہیں ہے"۔

(تعليقات: المطالب العالية ج ٤ ص ٢١)

لہٰذا یہ حدیث ہرگز ضعیف نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے دار قطنی کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کر کے کہا ہے کہ امام دار قطنی نے امام بخاری اور امام مسلم پر اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور انہوں نے اس کو اپنی اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔ نیز شارح صحیح مسلم امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(المجموع شرح المهذب للنووي ج١ ص ٢٣٤)

نیز اوپر مقبل بن ھادی الوداعی کی کتاب کا حوالہ بھی آ چکا ہے، انہوں نے اپنی کتاب کے آغاز میں تصریح کی ہے کہ وہ فقط صحیح احادیث درج کریں گے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی کتاب کا نام بھی "الصحيح المسند" رکھا ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک بھی یہ حدیث بلاشک وشبہ صحیح ہے۔

اُم ایمن کے "أَنَا لَا أَشْعُرُ" کہنے سے ایک اشکال

بعض کا قول ہے کہ اس حدیث سے طہارتِ فضلاتِ نبویہ کی دلیل اخذ کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "وَأَنَا لَا أَشْعُرُ" یعنی میں نے پیشاب پی لیا لیکن مجھے علم نہیں تھا کہ وہ پیشاب ہے۔ ان لوگوں کو حدیث شریف کا یہ کلمہ تو نظر آ گیا مگر یہ نظر نہ آیا کہ جب انہوں نے پیشاب

Marfat.com

پی لیا تو حضور ﷺ نے اُن کو کیا فرمایا؟ اگر اُن مخصوص الفاظِ نبویہ میں غور کیا جاتا تو اعتراض کی نوبت ہی نہ آتی۔ امام برھان الدین حلبیؒ نے وہ تمام الفاظ جمع فرمائے ہیں، ذرا غور سے ملاحظہ فرمایئے!

فضحک النبي ﷺ حتی بدت نواجذه، ثم قال: لا یجفر بطنک بعده أبدًا، وفي روایة: لا تلج النار بطنک، وفي أخری: لاتشتکي بطنک.

''پس نبی کریم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی نواجذ (آخری ڈاڑھیں) مبارک ظاہر ہوگئیں۔ پھر فرمایا: اس کے بعد تجھے پیٹ کی بیماری نہیں ہوگی۔ ایک اور روایت میں ہے: تیرے پیٹ میں آگ داخل نہیں ہوگی، اور ایک روایت میں ہے: تجھے پیٹ کی شکایت نہیں ہوگی''۔

(إنسان العیون ج۲ ص۵۱۵)

علامہ خفاجی حنفی ''لَنْ تَشْتَکِيَ'' الفاظ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

أي لا یصیب بطنک وجع بعد الیوم لبرکة ما دخل في جوفها.

''یعنی اُس چیز کی برکت سے جو تمہارے پیٹ میں داخل ہوگئی آج کے بعد تمہارے پیٹ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی''۔

(نسیم الریاض ج۱ ص۳۶۰)

فکر اپنی اپنی اور فہم اپنی اپنی، معترض کی فکر و فہم یہ ہے کہ وہ ''أنا لا أشعر'' وغیرہ الفاظ سے ٹھوکر کھا گیا اور طہارتِ فضلات کی نفی کر دی، اور ائمہ اہلِ سنت کی فہم کیا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں، امام زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اُم ایمن کے قول کی تشریح میں لکھتے ہیں:

أنا لا أشعر أنه بول لطیب رائحته.

''اس کی پاکیزہ خوشبو کی وجہ سے میں نہ جان سکی کہ وہ پیشاب ہے''۔

(زرقاني علی المواهب ج٤ ص۲۳۱)

Marfat.com

امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:

(وأنا لا أعلم) لأنه لبيان طيبه وإنها لم تجد له ريحا وطعما كغيره فلا ينافي قولها أنه كان له قدح يضعه تحت سريره إلى آخره. فتأمل!

"أنا لا أعلم" کے الفاظ حضور ﷺ کے بول مبارک کی خوشبو کے بیان کے لیے ہیں، کیونکہ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ کے پیشاب مبارک میں ایسی کوئی بو اور ذائقہ نہ پایا جیسی بو اور ذائقہ دوسروں کے پیشاب کا ہوتا ہے۔ پس یہ اس قول کے منافی نہیں کہ حضور ﷺ کا ایک پیالہ تھا اور اس کو چارپائی کے نیچے رکھتے تھے۔ الخ، پس تم غور کرو! "۔

(نسيم الرياض في شرح الشفاء للقاضي عياض ج١ ص٣٦٢)

علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اِدھر تو یہی خاتون خود فرما رہی ہیں کہ حضور ﷺ ایک پیالہ میں پیشاب فرماتے تھے اور اس کو چارپائی کے نیچے رکھ دیتے تھے، پھر وہ اسی پیالہ کو اُٹھا کر پی گئیں اور یہ بھی کہہ دیا کہ "أنا لا أعلم" میں نے نہ جانا۔ امام خفاجی فرماتے ہیں: ان کا "لا أعلم" کہنا پیشاب کو جاننے کی نفی کے لیے نہیں بلکہ پیشاب کی بدبو کی نفی کے لیے ہے۔ یعنی پیشاب اتنا خوشبودار تھا کہ میں نے نہ جانا کہ وہ پیشاب ہے۔ اسی بات کو سمجھنے کے لیے امام خفاجی نے آخر میں لکھا ہے: "فَتَأَمَّلْ" (پس آپ غور فرمائیں!)

لیکن یہ تقریر اس صورت پر درست ہوگی کہ حدیث اُم ایمن اور درج ذیل حدیث شریف کو ایک ہی واقعہ پر محمول کیا جائے۔ جیسا کہ علامہ برھان الدین حلبی نے سمجھا ہے اور یہ تحقیق کے خلاف ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ اب آپ درجِ ذیل حدیث شریف کو غور سے پڑھیں۔ امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں:

عن حكيمة بنت أميمة بنت رقيقة (عن أمها أنها) قالت كان النبي ﷺ يبول في قدح عيدان ثم يرفع (يضع) تحت سريره فبال فيها ثم

Marfat.com

جاء فأراده فإذا القدح ليس فيه شيء،فقال لإمرأة يقال لها بركة كانت تخدم أم حبيبة جاءت(معها) من أرض الحبشة، أين البول الذي كان فى القدح؟ قالت شربته،فقال:لقد احتظرت من النار بحظار.

''حضرت حکیمۃ بنت امیمہ اپنی ماں امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ لکڑی کے ایک پیالہ میں پیشاب کرتے تھے۔، پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیتے تھے۔ایک مرتبہ آپ نے اس میں پیشاب کیا، پھر آ کر دیکھا تو پیالہ میں کچھ نہ تھا۔آپ نے ایک برکۃ نامی خاتون ''جو کہ حضرت اُم حبیبہ کی خادمہ تھی اور حبشہ سے اُن کے ساتھ آئی تھی'' سے پوچھا: وہ پیشاب کہاں ہے جو اس پیالہ میں تھا؟ اس نے عرض کی: میں نے اسے پی لیا۔حضور ﷺ نے اسے فرمایا: تو نے اپنے آپ کو آگ سے محفوظ کرلیا''۔

(المعجم الكبير ج٢٤ ص١٨٩، ٢٠٥، حديث ٤٧٧، ٥٢٧، وط: ج١٠ ص٢٤٨، ٢٤٩، حديث١٩٩٤٨)

بعض احادیث میں ہے کہ جب اُس خاتون نے عرض کیا کہ میں نے وہ پی لیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

صحّة يا أم يوسف،وكانت تكني أم يوسف، فما مرضتُ قط حتى ماتتْ.

''اے اُم یوسف! اُم یوسف اس کی کنیت تھی ،تو نے صحت حاصل کر لی۔ پھر وہ تا حیات کبھی بھی بیمار نہ ہوئیں''۔

یہ حدیث امام طبرانی اور امام عبدالرزاق کے علاوہ امام بیہقی ،امام ابن ابی عاصم، امام ابونعیم، قاضی عیاض، علامہ ابن اثیر، امام مزی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن عبدالبر مالکی، حافظ ابن کثیر،

Marfat.com

ابن ناصرالدین دمشقی، امام سیوطی، ملاعلی القاری، علامہ خفاجی حنفی، حافظ ہیثمی، علامہ حلبی، امام قسطلانی، امام صالحی شامی، امام زرقانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام نبھانی، اشرف علی تھانوی، مولانا عنایت احمد کاکوروی، شیخ عبداللہ التلیدی، مولانا محمد یوسف کاندھلوی اور مولانا زکریا سہارنپوری نے بھی لکھی ہے۔

(السنن الكبرىٰ للبيهقي ج٧ص٦٧،وط: ج٧ص١٠٦،حديث ١٣٤٠٦؛ الأحاد والمثاني لابن أبي عاصم ج٦ص١٢١،حديث٣٣٤٢؛معرفةالصحابةلأبي نعيم ج٥ص١٨٩؛الشفاء ج١ص٦٥؛أسد الغابة ج٥ص٤٠٣،٤٠٨،وط: ج٧ص٣١؛تهذيب الكمال ج٣٥ ص ١٥٦؛سير أعلام النبلاء ج٩ص ٤٥٠؛تلخيص الحبير ج١ص٣١، ٣٢،وط: ج١ ص١٧١؛ الإصابة ج٤ص ٢٥٠،وط: ج٨ص٤٧؛الاستيعاب على هامش الإصابة ج٤ ص٢٥١، وط: ج٤ص٣٥٧؛البداية والنهاية ج٥ص٤٦٥؛الفصول في سيرة الرسول ص٣٠٦؛جامع الآثار ج٧ص٤٦٨،٤٦٩؛الخصائص الكبرىٰ ج١ص١٢٢وج٢ ص ٤٤١؛ حاشية النسائي ج ١ ص١٤،وط: ج١ص٣٥،حديث٣٢؛جمع الوسائل ج٢ ص ٢،٣؛وشرح الشفاء لعلي القاري ج ١ ص ١٦٣،١٦٤؛نسيم الرياض ج١ص٣٦٣؛مجمع الزوائد ج٨ص٢٧٣، ٢٧٤؛إنسان العيون ج٢ص٥١٥؛ المواهب اللدنية ج٢ص٣١٧؛سبل الهدى ج ١٠ ص ٤٥٥؛زرقاني على المواهب ج٤ص٢٣٢،٢٣٣،وط: ج٥ص٥٤٩؛مدارج النبوة فارسي ج ١ص ٣١؛ حجةالله على العالمين ص٦٨٨؛جواهر البحار ج١ص٣٤٨؛نشر الطيب في ذكر النبي الحبيب ص١٦٢؛تواريخ حبيب اله ص ١٦٠؛تهذيب الخصائص الكبرىٰ ص٦٢؛ تعليقات بذل المجهود ج ١ ص٦٦؛حياةالصحابة للكاندهلوي ج٢ص ٣٥٠،٣٥١)

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں ماسوا عبداللہ بن احمد اور حکیمۃ کے اور وہ دونوں ثقہ ہیں''۔

(مجمع الزوائد ج٨ص٤٨٤،حديث١٤٠١٤)

Marfat.com

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ابن دحیہ کے حوالہ سے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام سیوطی نے بھی فرمایا ہے کہ یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔

(رفع شان الحبشان للسیوطي ص ۱۷۴، ۱۷۵)

امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں "حدیث شرب المرءة البول صحیح" (عورت کے پیشاب پینے کے واقعہ والی حدیث صحیح ہے)۔

(شرح المهذب ج۱ ص ۲۳۴)

مجمع الزوائد کے محقق شیخ حسین سلیم اسد نے لکھا ہے:

هذا إسناد صحیح۔

"یہ سند صحیح ہے"۔

(مجمع الزوائد ج۱۸ ص ۲۲۲، حدیث ۱۴۰۳۱)

یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس خاتون نے عمداً نبی اکرم ﷺ کا پیشاب مبارک پیا تھا۔ کیونکہ اس حدیث کے الفاظ ہیں "کان یبول في قدح عیدان" مضارع پر لفظ "کَانَ" لگایا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ (کھجور کی لکڑی کے پیالہ میں پیشاب کرتے تھے) یعنی یہ حضور ﷺ کا معمول تھا اور کسی شخص کے معمول کو گھر کے تمام افراد جانتے ہیں جبکہ حضور ﷺ محض فرد نہیں بلکہ گھر کے سربراہ تھے اور یہ خاتون گھر کے افراد میں شامل تھی۔ اگر یہ عورت اجنبی ہوتی تو کہا جاتا کہ کسی اجنبی عورت سے ایسا ہو گیا مگر ایسا نہیں کہا گیا بلکہ اس کا نام بتایا گیا ہے۔

پھر یہ بھی غور طلب بات ہے کہ حضور ﷺ نے کتنا صاف اور واضح الفاظ میں اس سے استفسار فرمایا "أین البول الذي کان في القدح؟" (وہ پیشاب کہاں ہے جو اس پیالہ میں تھا؟) اس خاتون سے غلطی ہوئی ہوتی تو معذرت کرتی، شرم کے مارے سر جھکا لیتی اور کچھ بول نہ سکتی۔ لیکن اس نے تو صاف لفظوں میں عرض کی "شَرِبْتُهُ" (میں اسے پی گئی)۔ "لا أعلم" اور "لا أشعر" کے الفاظ نہیں کہے اور حضور ﷺ نے اس کا جواب سن کر اسے زجر و توبیخ نہیں کی اور نہ ہی بطور فہمائش کوئی اور کلمہ فرمایا بلکہ آپ

Marfat.com

نے فوراً بشارت سُنائی "لقد احتظرت من النار بحظار" (یقیناً تو آگ سے محفوظ ہوگئی) یا یہ فرمایا: "صحة یاأم یوسف!" (اے اُم یوسف! تو نے تندرستی حاصل کرلی) کیا پیشاب پینے والے کو بھی خوشخبری دی جاتی ہے؟

ذرا مزید تأمل اور غور کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت اُم ایمن نے بھی قصداً ایسا کیا ہے۔ کیونکہ وہ حضور ﷺ کی خادمۂ خاص ہیں، وہ آپ کو آپ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے وراثتاً ملی تھیں، آپ کی ولادتِ باسعادت بھی ان کی موجودگی میں ہوئی اور انہیں حضور ﷺ کی "حاضنة" (گود میں لینے والی) کا شرف بھی حاصل ہوا تھا۔ وہ آپ کی ولادت باسعادت سے لیکر آخر تک آپ کے ساتھ رہیں۔ لہٰذا یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ آپ کے معمولات سے بے خبر ہوں۔ رہا یہ کہ انہوں نے کہا "أنا لا أشعر" (مجھے معلوم نہیں ہوا)۔ تو اس کا مطلب وہی ہے جو امام زرقانی اور امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا کہ بول مبارک کی پاکیزہ خوشبو کی وجہ سے اُنہیں شعور واحساس نہ ہوا کہ وہ پیشاب ہے، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سُنّتِ تقریری

صحیح سند کے ساتھ یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ حضور ﷺ نے اپنے خون یا پیشاب پینے والوں میں سے کسی کو زجر وتوبیخ کی ہو، روکا ہو، منہ دھونے یا کلی کرنے کا حکم دیا ہو، یا کہا ہو کہ آئندہ ایسا نہ کرنا، بلکہ آپ نے ان کے عمل کو مقرر رکھا، اور اللہ کا نبی کسی شخص کو اُس کے عمل پر روکے ٹوکے نہیں تو اسے سنتِ تقریری کہا جاتا ہے۔ چنانچہ علماء کرام لفظ "السنة" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

المضافة إلى النبي ﷺ قولاً له أو فعلاً له أو تقريرً اله.

"نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب قول یا فعل یا تقریر (سکوت وعدم ممانعت) کو سنت کہتے ہیں"۔

(فتح المغیث شرح ألفیة الحدیث ج۱ ص۲۵؛ شرح التلویح علی التوضیح ج۲ ص۳)

اسی طرح جب لفظِ حدیث مطلقاً استعمال ہو تو وہ بھی تمام سنتوں کو شامل ہوتا ہے، چنانچہ امام سخاوی اور ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہما لکھتے ہیں:

Marfat.com

والحديث لغةً: ضد القديم ،واصطلاحاًما أضيف إلى النبي ﷺ قولًا له، أوفعلاً له، أو تقريراً أوصفة حتى الحركات والسكنات فى اليقظة والمنام.

''لغوی طور پر حدیث قدیم کی ضد کو کہتے ہیں اور محدثین کرام کی زبان میں جو بات نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کی جائے خواہ وہ آپ کا قول ہو یا فعل، تقریر ہو یا صفت حتی کہ بیداری اور نیند کی حالت کی تمام حرکات وسکنات کو حدیث کہا جاتا ہے''۔

(فتح المغيث ج۱ ص۲۱؛شرحُ شرحِ نخبة الفكر للقاري ص۱۵۳؛علم زوائد الحديث، لعلوّش ص۳۰)

امام علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شُمُنِّي سے سنت کی تعریف میں فقط حضور ﷺ کے قول اور فعل کو ذکر کیا تو اس پر امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بطورِ وضاحت لکھا:

ينبغي زيادة ((أوتقريره)) إلا أنه داخل فى الفعل لأنه عدم النهي عما يقع بين يديه عليه الصلاةوالسلام ،يعني أنه كف ،والكف فعل من أفعال النفس .

''أوتقريره'' کا اضافہ کرنا چاہیے تھا، مگر یہ کہ وہ فعل میں داخل ہو، اس لیے کہ حضور ﷺ کے روبرو واقع ہونے کے باوجود آپ کا نہ روکنا افعالِ نفس میں سے ایک فعل ہے''۔

(ردالمحتار لابن عابدين الشامي ج۱ ص۱۹۸)

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا جائے اور آپ اُس سے ممانعت نہ فرمائیں تو وہ عمل آپ کی سُنتِ تقریری کہلاتا ہے تو آیئے اب یہ دیکھتے ہیں کہ آیا اِس عمل سے حدیث پاک میں کہیں ممانعت آئی ہے؟ باخبر علماء کرام فرماتے ہیں:

ولم يأمرْ وَاحدًا منهم بغسل فمه ولا نهاه عن عودة.

Marfat.com

''اور حضور ﷺ نے ان میں سے کسی کو منہ دھونے کا حکم فرمایا اور نہ آئندہ ایسا کرنے سے روکا''۔

(الشفاء ج۱ ص٦٥؛ زرقاني على المواهب ج٤ ص٢٣٣؛ إنسان العيون[سيرة حلبي] ج ٢ ص٥١٥؛ جواهر البحار ج١ ص١٧؛ وسائل الوصول للنبهاني ص١٦٢؛ منتهى السول للحُجي ج٣ ص١٣٨)

اس عدمِ ممانعت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ ایک یہ کہ نگاہِ نبوت میں یہ ایک جائز عمل تھا،

۲۔ دوسری یہ کہ حضور ﷺ کے بول و براز اور تمام فضلات طاہر ہیں، اگر غیر طاہر ہوتے تو انہیں پینا حرام ہوتا اور پینے کے بعد منہ وغیرہ دھونا واجب ہوتا۔

امام خفاجی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولو كان نجسا حرم تناوله ووجب تطهير محله.

''اگر آپ ﷺ کا بول (وغیرہ) نجس ہوتا تو اس کا استعمال کرنا حرام ہوتا اور اس جگہ (یعنی منہ) کا دھونا واجب ہوتا''۔

(نسيم الرياض ج١ ص٣٦١)

کیا استعمالِ فضلاتِ نبوی کی ممانعت ثابت ہے؟

بعض کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فضلات شریفہ طاہر نہیں تھے کیونکہ آپ نے آئندہ ایسا کرنے سے منع فرما دیا تھا، لیکن یہ ممانعت ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ برھان الدین حلبی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ولم ينقل أنه ﷺ أمر هذا الذي امتص دمه بغسل فمه ولا أنه غسل فمه من ذلك، كما لم ينقل أنه أمر حاضنته أم أيمن بركة الحبشية رضي الله عنها بغسل فمها ولا هي غسلته من ذلك لما شربت بوله ﷺ.

''اور یہ منقول نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے اس شخص کو منہ دھونے کا حکم کیا ہو جس

Marfat.com

نے آپ کا خون مقدس پیا تھا یا از خود اس نے اپنا منہ دھویا ہو، جیسا کہ یہ بھی منقول نہیں ہے کہ آپ نے اپنی حاضنۃ (گود میں اُٹھانے والی) برکۃ حبشیہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو منہ دھونے کا حکم دیا ہو، یا انہوں نے از خود اپنا منہ دھویا ہو، کیونکہ انہوں نے آپ کا بول مبارک پیا تھا''۔

(إنسان العيون [السيرة الحلبية] ج۲ ص ۵۱۵)

نیز امام حلبی لکھتے ہیں:

''اور وہ جو ''الإستيعاب'' میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص سالم حجام نے آپ کا خون مبارک پیا تھا تو آپ نے اسے فرمایا تھا: کیا تم نہیں جانتے کہ خون حرام ہوتا ہے، یعنی اس کا پینا صحیح نہیں۔ اس پر بعض علماء کرام نے فرمایا ہے: اس حدیث کی کوئی سند نہیں ہے اور یہ مذکور الصدر احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی''۔

(السيرة الحلبية ج۲ ص ۵۱۶)

حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام خیضری فرماتے ہیں:

''اس حدیث کے رواۃ (راویوں) میں ایک شخص ابوالحجاف ہے، اور اس میں قیل وقال ہے''۔

(تلخيص الحبير ج۱ ص ۳۰، وط: ج۱ ص ۱۶۹؛ اللفظ المكرم ص ۳۶۴)

شرب بول کا واقعہ کتنی مرتبہ ہوا؟

یاد رکھنا چاہیئے کہ مذکورہ بالا دو حدیثوں میں مذکورہ دو قصّے الگ الگ دو خواتین کے ہیں۔ بعض علماء کرام نے ان دونوں قصّوں کو ایک ہی خاتون کا واقعہ سمجھا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ دراصل یہ مغالطہ اس لیے پیدا ہوا کہ جن دو خواتین نے بول مبارک پیا ہے، وہ آپس میں نام شریک ہیں، دونوں کا نام برکۃ ہے مگر ان میں فرق کرنا مشکل نہیں، اس لیے کہ ان کی کنیت الگ الگ ہے۔ ایک کی کنیت اُم ایمن ہے اور دوسری کی اُم یوسف، اور اُم یوسف ہی برکۃ حبشیہ ہیں نہ کہ اُم ایمن۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے دو ہجرتیں کی ہیں، ایک مدینہ کی طرف اور ایک حبشہ کی طرف، اس لیے وہی برکۃ

Marfat.com

حبشیہ ہیں مگر یہ دلیل غلط ہے، کیونکہ اُم ایمن نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی۔

امام زرقانی لکھتے ہیں:

''اُم ایمن اوران کا خاوند حضرت زید رضی اللہ عنہما دونوں حضور ﷺ کے غلام ہیں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی (تو ان کی زوجہ نے تن تنہا کس طرح ہجرت کر لی) بلکہ نبی اکرم ﷺ کے کسی غلام نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی۔امام زرقانی فرماتے ہیں: جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تم پر ظاہر ہو گیا کہ برکۃ حبشیہ اُم ایمن کے علاوہ دوسری عورت ہے''۔

(ملخصاً زرقاني على المواهب ج٤ ص ٢٣٣ وط: ج٥ ص ٥٥٠، ٥٥١)

حافظ ابن دحیہ، شیخ الاسلام بلقینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہم کی تحقیق بھی یہی ہے، اور یہی حق ہے اوراس کی تائید میں یہ حدیث ہے۔امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تو کچھ عرصہ بعد اپنی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فیملی کو مکہ سے مدینہ میں منگوایا اور ہم اونٹوں پر سوار ہو کر مدینہ مقدسہ میں پہنچے۔اس قافلہ میں حضرت زید اور اُم ایمن رضی اللہ عنہما بھی تھے''۔

(ملخصًا المستدرك ج٤ ص ٥، ٦)

اگر حضرت اُم ایمن نے ہجرتِ حبشہ کی ہوتی تو اس وقت وہ مکۃ المکرّمۃ موجود نہ ہوتیں۔کیونکہ جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ حبشہ سے ہی مدینہ چلے گئے تھے۔لہٰذا اُم ایمن برکۃ حبشیہ نہیں بلکہ برکۃ حبشیہ اُم یوسف ہے۔امام سیوطی، ملا علی قاری اور علامہ خفاجی حنفی وغیرھم نے بھی لکھا ہے کہ یہ دو قصّے دو عورتوں کے ہیں۔برکۃ اُم یوسف اور ہے اور برکۃ اُم ایمن اور۔

پیالہ میں پیشاب کرنے کی وجہ؟

اس سلسلے میں امام زرقانی مالکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اس لیے کہ آپ رات کو گھر سے باہر نکلنا بہتر نہیں سمجھتے تھے۔ نیز وہ جگہ آپ کے نوافل پڑھنے کے لیے تھی اور وہاں ملائکہ کی حاضری اور وحی کا نزول ہوتا تھا۔ پس یہ درست نہیں تھا کہ اس جگہ کے ظاہر و باطن کو فضلات میں سے کوئی چیز مس کرے، اور زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ آپ ﷺ ربّ العالمین کی عبادت کی عظمت اور ادب کے پیشِ نظر ایسا کرتے تھے اور اس پیشاب کو زیادہ دیر تک وہاں نہیں رہنے دیتے تھے''۔

(شرح الزرقاني على المواهب ج٥ ص٥٤٩)

شیخ الحدیث زکریا سہارنپوری لکھتے ہیں کہ علامہ ابن ارسلان نے کہا:

وفيه دليل على أن السرير لويفرش على النجس تصح الصلوٰة.

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ اگر چارپائی نجاست پر بچھائی گئی ہو تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے''۔

شیخ زکریا اس دلیل کو مسترد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت: لكن فضلاته صلى الله عليه وسلم طاهر، فكيف الاستدلال ؟

''میں کہتا ہوں: نبی ﷺ کے تمام فضلات شریفہ طاہر ہیں، پھر یہ استدلال کیسا؟

پھر شیخ زکریا خود ہی اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

والجواب عليه الصلوٰة والسلام كان يعامل مع نفسه في هذه الأمور كمعاملة أحاد الأمة لأجل التعليم.

''اور اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ ایسے امور میں نبی اکرم ﷺ اُمت کی تعلیم کے پیش نظر اپنی ذات سے اس طرح کا معاملہ کرتے تھے جس طرح ایک عام امتی کا معاملہ ہوتا ہے''۔

(تعليقات: بذل المجهود ج١ ص٦٦)

نبی اکرم ﷺ کی کرم گستریوں پر قربان، کس قدر اُمت پر شفقت و رأفت ہے کہ ہر عمل کے وقت

Marfat.com

امت کی سہولت مدنظر رہی، جی چاہتا ہے کہ یوں عرض کروں ؎

ہم غریبوں کے آقا پہ بیحد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَکَاشِفِ الْغُمَّۃِ
وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

Marfat.com

براز [Stool] مبارک کی خوشبو

اس باب میں سب سے پہلے وہ حدیث نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس کی سند کے بعض راویوں پر کلام ہے، تاکہ اس پر بحث کے ضمن میں اس کے دیگر طرق بھی زیر بحث آجائیں اور یہ مسئلہ مدلل طور پر ثابت ہو جائے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا:

إذا دخل الغائط دخلتُ في إثره فلا أرى شيأً إلا أني كنت أشم رائحة الطيب، فذكرت ذلک له، فقال: يا عائشة أما علمت أن أجسادنا تنبت علىٰ أرواح أهل الجنة فما خرج منها من شيء ابتلعته الأرض.

''نبی اکرم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے اور میں آپ کے بعد جا کر دیکھتی تو مجھے وہاں کچھ نظر نہ آتا مگر مجھے ایک پاکیزہ خوشبو محسوس ہوتی۔ یہ بات میں نے آپ ﷺ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نہیں جانتیں کہ ہمارے اجسام اہل جنت کی روحوں کی مانند ہیں؟ پس اُن سے جو خارج ہوتا ہے زمین اُسے نگل جاتی ہے''۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج٦ ص ٧٠)

ذکر براز پر مشتمل حدیث کی سند پر کلام

امام بیہقی کے علاوہ یہ حدیث امام ابنِ جوزی، خطیب بغدادی، امام سیوطی، امام قسطلانی، علامہ علی متقی الہندی، امام نبہانی اور علامہ محمد یوسف بنوری دیوبندی نے بھی نقل کی ہے۔

(الوفا ج ٢ ص ٤٨٨؛ تاريخ بغداد ج ٨ ص ٦٢؛ الخصائص الكبرىٰ ج ١ ص ١٢٠؛ المواهب

Marfat.com

اللدنية ج٢ ص ٣١٥؛ كنز العمال ج١١ ص ٤٧٧؛ حجة الله على العلمين ص ٤٩٠؛ معارف السنن ج١ ص ٩٧)

اس حدیث کے دیگر متعدد طرق

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فهذا من موضوعات الحسين بن علوان .

''یہ حدیث حسین بن علوان کی موضوع احادیث میں سے ہے''۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج٦ ص ٧٠)

دوسرے محدثین نے بھی امام بیہقی کے اس قول کو تسلیم کیا ہے مگر کہا ہے کہ یہ حدیث ابن علوان کی سند کے علاوہ دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔ چنانچہ امام قسطلانی اور امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

لكن للحديث طرق غير طريق ابن علوان فلا ينبغي دعوىٰ وضعه مع وجودها.

''لیکن یہ حدیث ابن علوان کے طریقہ کے علاوہ بھی متعدد طرق (سندوں) سے مروی ہے، لہٰذا اُن طرق (سندوں) کی موجودگی میں اس حدیث کے موضوع ہونے کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیئے''۔

(المواهب اللدنية ج٢ ص ٣٢٥؛ شرح الزرقاني على المواهب ج٤ ص ٢٢٩، وط: ج٥ ص ٥٤٣، ٥٤٤)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

إن الحكم عليه بالوضع خاص بتلك الطريق دون بقية الطرق أو على أنه لم يطلع على تلك الطرق، وهذا أظهر.

''اس حدیث پر موضوع ہونے کا حکم خصوصاً اسی طریق (سند) کی وجہ سے ہے باقی تمام طرق (سندیں) اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، یا امام بیہقی کو اُن طرق پر اطلاع نہیں

Marfat.com

ہوئی اور یہی زیادہ ظاہر ہے"۔

(جمع الوسائل في شرح الشمائل ج۲ ص۲)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بلکہ قولِ معین ہی یہی ہے کہ امام بیہقی کو دوسرے طرق پر اطلاع نہیں ہوئی۔

(شرح الزرقاني على المواهب ج٥ ص٥٤٤)

علامہ محمد یوسف بنوری لکھتے ہیں:

وقد روي هذا من عدة طرق عند ابن سعد والبيهقي وأبي نعيم والدارقطني فى الأفراد والحاكم فى المستدرک والحكيم الترمذي مرسلاً وغيرها، وأقوى طرقها طريق الدار قطني وسنده ثابت كما قاله (ابن)دحية.

"یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے، اس کو ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ دارقطنی نے "کتاب الأفراد" میں، امام حاکم نے المستدرک میں اور حکیم ترمذی نے مرسلاً روایت کیا ہے اور سب سے قوی ترین سند امام دارقطنی کی ہے اور وہ سند ثابت ہے جیسا کہ امام ابنِ دحیہ نے کہا ہے"۔

(معارف السنن ج۱ ص۹۷، ۹۸)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "قلت: كلا ليس كماقال "میں کہتا ہوں: جیسا امام بیہقی نے کہا ہے ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اس حدیث کی اور بھی کئی سندیں موجود ہیں۔ پھر اُنہوں نے اس کی اور چھ سندیں ذکر کی ہیں۔ ہم اپنے قارئین کرام کی خدمت میں وہ چھ اور اُن کے علاوہ چند دوسری سندیں بھی پیش کر رہے ہیں۔

اس حدیث کی دوسری سند

امام ابن سعد حضرت اُم سعد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں

Marfat.com

نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ!

تأتی الخلاء فلا یری منک شيء من الأذی، فقال: أوَما علمتِ یاعائشة أن الأرض تبتلع ما یخرج من الأنبیاء فلا یری منه شيء.

''آپ جائے ضرورت میں تشریف لے جاتے ہیں تو (وہاں) آپ کی کوئی ناپسندیدہ چیز نظر نہیں آتی؟ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو کچھ خارج ہوتا ہے زمین اُسے نگل جاتی ہے تو کچھ نظر نہیں آتا''۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ج۱ ص۸۱، وط: ج۱ ص۱٤٤، وط: ج۱ ص۱۳۵؛ دلائل النبوة لأبي نُعَیم ج۲ ص٤٤٣، ٤٤٤؛ تاریخ أصبهان لأبي نعیم ج۱ ص۲۱۱)

یہ حدیث امام دیلمی، امام سیوطی اور امام نبہانی نے بھی نقل کی ہے۔

(الفردوس بمأثور الخطاب للدیلمي ج۱ ص۵۳، ۵٤، حدیث۱٤۳؛ فردوس الأخبار ج۱ ص۸۷، حدیث۱٤٦؛ الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۲۱؛ حجة اللّٰه علی العالمین ص٤۹۰)

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا: ہر چند کہ یہ حدیث مشہور نہیں لیکن علماء کی ایک جماعت نے اس سے فضلاتِ نبویہ کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔ اس پر امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال ابن دحیة سنده ثابت وهو أقوی ما في هذا الباب، فلذا نفی المصنف عنه الشهرة دون الصحة، فلا وجه للاعتراض علیه بأنه لا یلزم من نفي الشهرة نفي الصحة.

''امام ابن دحیہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند ثابت ہے اور یہ اس باب میں بہت قوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف نے شہرت کی نفی کی ہے صحت کی نہیں۔ پس اس پر اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ شہرت کی نفی صحت کی نفی کو لازم نہیں''۔

(نسیم الریاض ج۱ ص۳۵۳)

Marfat.com

اس حدیث کے باقی طرق

۳۔ امام حاکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت لیلیٰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ!

إنک تدخل الخلاء فإذا خرجتَ دخلتُ في إثرک فما أری شیاءً إلا إني أجد رائحة المسک، قال: إنا معاشر الأنبیاء تنبت أجسادنا علی أرواح أهل الجنة، فما خرج منها من شيء ابتلعته الأرض.

''آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں پھر جب باہر آتے ہیں تو آپ کے بعد میں داخل ہوتی ہوں تو میں وہاں کوئی چیز نہیں پاتی بجز مشک کی خوشبو کے۔ آپ نے فرمایا: ہم انبیاء (علیہم السلام) ہیں ہمارے جسم اہلِ جنت کی روحوں کی مثل ہیں، جو کچھ اُن سے نکلتا ہے زمین اُسے نگل جاتی ہے''۔

(المستدرك للحاكم ج٤ ص ٧١ وط: ج٥ ص ٩٧، حديث ٧٠٣٣)

یہ حدیث علامہ ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابنِ اثیر جذری، امام سیوطی، علامہ علی متقی الہندی اور امام نبہانی نے بھی ذکر فرمائی ہے۔

(تلخيص المستدرك بذيله ج٤ ص ٧٢؛ الإصابة ج٤ ص ٤٠٣؛ أسد الغابة ج٧ ص ٢٧٩؛ الخصائص الكبرىٰ ج١ ص ١٢١؛ كنز العمال ج١١ ص ٤٧٧، حديث ٣٢٢٥٢؛ حجة الله علی العلمين ص ٤٩٠)

اس حدیث کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں کہ ہمارے اجسام اہلِ جنت کی روحوں کی مانند ہیں، یعنی ہمارے ابدان ایسے لطیف ہیں جیسے اہلِ جنت کی ارواح۔ یہاں تھانوی صاحب کا کلام پیش کر رہا ہوں جس سے اس حدیث کا یہ جملہ قریب الفہم ہو جائے گا۔ تھانوی صاحب اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے (کہ اتنی تھوڑی سی دیر میں سفر معراج کس طرح طے ہو گیا) لکھتے ہیں:

Marfat.com

تن او کہ صافی تر از جان ماست

اگر آمد او شد بیک دم رواست

''آنحضرت ﷺ کا بدن اطہر ہماری روح سے بھی زیادہ لطیف ہے، اگر ایک لمحہ میں بھی آپ کی آمد ورفت ہو، جائز ہے''۔

یعنی یہ بات سب کو معلوم ہے کہ خیالِ انسانی ذرا سی دیر میں بہت دور پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ آپ اسی وقت عرش کا تصور کیجئے تو ایک منٹ سے بھی کم میں عرش پر خیال پہنچ جائے گا۔ خیال کی حرکت بہت سریع ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خیال روح کی ایک قوت ہے اور روح نہایت لطیف چیز ہے۔ وہ مادیات کی طرح کثیف نہیں۔ اس لیے اس کی سیر میں کوئی حاجب و مانع نہیں ہوتا، تو مولانا نظامی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا جسم اطہر زمین سے آسمان تک اور وہاں سے عرش ذرا سی دیر میں ہو آئے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟

(اشرف الجواب ص ۴۳، ۴۴)

امید ہے کہ تھانوی صاحب کے کلام سے مذکورہ حدیث شریف سمجھ آ گئی ہوگی، تاہم تھانوی صاحب نے جو حضور ﷺ کے تنِ اطہر کو خیال سے تشبیہ دی ہے، وہ درست نہیں، کیونکہ مولانا نظامی کے شعر میں جان کا لفظ ہے، خیال کا نہیں اور لفظ جان کا معنی روح ہے خیال نہیں۔

(قائد اللغات اردو ص ۴۰۱)

یہ معنی حدیث کے الفاظ کے بھی خلاف ہے، کیونکہ حدیث پاک میں انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو اہلِ جنت کی ارواح کی مانند کہا گیا ہے، خیال کی مانند نہیں۔ مزید یہ کہ خیال تو ہے ہی روح کا محتاج، اگر روح نہ ہو تو خیال کا وجود بھی ممکن نہیں۔ بہر حال اس سے یہ عقدہ کھل گیا کہ جس ذات پاک کا جسم جنتیوں کی روح سے بھی زیادہ لطیف ہو اس کے فضلات سوائے خوشبو کے اور کیا ہو سکتے ہیں؟

۴۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

Marfat.com

''ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! آپ بیت الخلاء تشریف لیجاتے ہیں لیکن وہاں آپ کے فضلات کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ماسوا ایک پاکیزہ اور عمدہ خوشبو کے۔ آپ نے فرمایا:

یا عائشة أما علمت أنا معاشر الأنبياء تنبت أجسامنا على أجساد أهل الجنة فما خرج منا من شيء ابتلعته الأرض.

اے عائشہ کیا تم نہیں جانتیں کہ ہم انبیاء کرام (علیهم السلام) کی جماعت ہیں، ہمارے اجسام اہل جنت کے جسموں کی مانند ہیں، لہٰذا ہم سے جو کچھ خارج ہوتا ہے زمین اسے نگل جاتی ہے''۔

(لسان المنيران ج۲ ص ۳۰۰)

الفاظ کے لحاظ سے یہ حدیث سابقہ احادیث سے کچھ مختلف ہے، کیونکہ اِس میں اجسامِ انبیاء کو اہلِ جنت کے اجسام کی مانند کہا گیا ہے، جبکہ سابقہ احادیث میں روح کی مانند کہا گیا ہے۔ تاہم اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اجسامِ انبیاء کرام علیہم السلام کی دنیا میں وہ شان ہے جو جنت میں اہلِ جنت کے اجسام کی ہوگی۔ اہلِ جنت کی جنت میں کیا شان ہوگی؟ اسے تقریباً تمام اہل علم جانتے ہیں، تاہم یہاں ایک حدیث پیشِ خدمت ہے۔

امام ترمذی، امام نسائی، امام دیلمی، امام ابوداؤد الطیالسی اور علامہ محمد بن محمد بن سلیمان نے ایک حدیث لکھی ہے کہ اہلِ جنت خوب کھائیں پئیں گے مگر پیشاب و پاخانہ اور بلغم وتھوک وغیرہ ان کے نہ ہوں گے اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ اس پر علامہ عبدالرحمان مبارکپوری لکھتے ہیں:

''اس لیے کہ جنت پاکیزہ مقام ہے اور پاک لوگوں کے لیے ہے، لہٰذا اس میں کسی قسم کی مکروہ اور نجس چیز قطعاً نہیں ہوگی''۔

(تحفة الأحوذي ج۳ ص ۳۲۷)

خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں اہلِ جنت کے جسموں کی جو شان ہوگی انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں

Marfat.com

کو وہ دنیا میں حاصل ہے۔ فرق یہ ہے کہ جنتیوں کا بلغم اور تھوک نہیں ہوگا اور حضور ﷺ کا لعاب اور بلغم مبارک تھے مگر اس لیے کہ اس سے کھاری کنویں شیریں ہو جائیں، ٹوٹے بازو جڑ جائیں، دکھتی آنکھیں شفاء یاب ہو جائیں، گلے سڑے جسم تندرست و معطر ہو جائیں اور تبرکاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے چہروں اور جسم پر ملیں۔

(بخاری؛ الخصائص الکبری ج۱ ص۱۰۵؛ المواهب اللدنية ج۲ ص۲۳۵ وص۵۷۹، واقعة علي ج۱ ص۴۱۳، ۴۱۸، ۴۲۲)

کوئی چیز حضور ﷺ کی مزید طہارت کا سبب نہیں ہو سکتی

آپ کے فضلات بھی تھے مگر اس لیے کہ زمین معطر ہو یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے تبرک ہو۔ جیسا کہ آگے تفصیلاً آ رہا ہے۔

جنت کی طہارت کا یہ مقام ہے کہ کسی شخص کو اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا جب تک کہ اس کے ظاہر و باطن کو پاک و مزکی نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ اکثر مفسرین کرام نے سورۃ الزمر کی آیت نمبر (۷۳) کے تحت یہ حدیث لکھی ہے:

> ''جب جنتیوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا تو وہ جنت کے قریب دروازۂ جنت کے باہر ایک درخت پائیں گے، جس کے نیچے سے دو چشمے جاری ہوں گے۔ ایک چشمہ سے وہ پئیں گے تو ان کے باطن سے ہر قذورت اور دناست و نجاست صاف ہو جائے گی، اور دوسرے سے غسل کریں گے تو ان کا ظاہر مکمل طور پر صاف ہو جائے گا''۔

(زادالمسير ج۷ ص۲۹؛ تفسير مظهري ج۸ ص۲۳۶؛ تفسير ابن كثير ج٤ ص٦٢؛ تفسير البغوي ج٥ ص٣١؛ خزائن العرفان)

مگر میرے آقا ﷺ کی طہارت کے مقام کو کوئی جانے تو کیا جانے؟ آپ کی طہارت و نفاست کا یہ عالم ہے کہ کائنات کی کوئی چیز آپ کے لیے مزید طہارت کا سبب نہیں بن سکتی! کائناتِ پست و بالا کی ہر چیز اپنی مزید نفاست و طہارت کے لیے پانی کی محتاج ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کی شان اس سے بلند ہے۔

Marfat.com

بلاشبہ پانی کی بڑی عظمت ہے اور کائنات کی کوئی چیز عظمت کے لحاظ سے پانی کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس لیے کہ ہر باعظمت چیز اپنی تمامتر عظمتوں کے باوجود پانی کی محتاج ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ﴾ (ہم نے ہر شے کی زندگی پانی سے بنائی ہے) لیکن حضور ﷺ پانی یا کائنات کی کسی چیز کے محتاج نہیں بلکہ ساری کائنات آپ کی محتاج ہے، جیسا کہ ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ عالمین کی ضرورت ہیں اور پانی بھی عالمین میں شامل اور اپنے وجود میں رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ کا محتاج ہے، لہٰذا کوئی پانی حضور ﷺ کی مزید طہارت کا سبب نہیں ہوسکتا، بلکہ جو پانی حضور ﷺ کے استعمال میں آجائے اس کی پاکیزگی اور شان دوبالا ہوجاتی ہے اور پھر اس کے حصول میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر جلدی کرتے ہیں "كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ" (کہ وہ قریب بہ جنگ ہوجاتے ہیں) معلوم ہوا کہ ہر چیز مزید طہارت ونفاست کے لیے پانی کی محتاج ہے لیکن میرے آقا ﷺ کی عظمت اس سے وراء ہے۔ اسی لیے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ جو پانی آپ کے جسمِ اطہر سے نکلا وہ دوسرے تمام پانیوں سے افضل ہے۔ چنانچہ امام ابنِ حجر مکی ایک بحث میں فرماتے ہیں کہ ماءِ کوثر سے آبِ زم زم افضل ہے، پھر اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں:

لأنه به غسل صدر رسول الله ﷺ ولا يكون يغسل إلا بأفضل المياه، لكن تقدم أن أفضل المياه من بين أصابعه ﷺ .

"اس لیے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کا سینۂ اقدس دھویا گیا اور آپ کا صَدرِ اقدس نہیں دھویا گیا مگر افضل پانی سے ہی، لیکن تمام پانیوں سے افضل پانی وہ ہے جو خود نبی کریم ﷺ کی مقدس انگلیوں کے درمیان سے جاری ہوا"۔

(تحفة المحتاج ج۱ ص۷۷)

امام فاسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

قال البلقيني: إن ماء زمزم أفضل من ماء الكوثر لغسل قلبه ﷺ به فكيف بما خرج من ذاته ﷺ.

Marfat.com

''امام بلقینی نے فرمایا کہ آبِ زم زم آبِ کوثر سے افضل ہے۔اس لیے کہ اس سے صاحبِ معراج ﷺ کا قلبِ اقدس دُھویا گیا۔پھر اُس پانی کا کیا مرتبہ ہوگا جو خود آپ کی ذاتِ اقدس سے خارج ہوا؟''

(مطالع المسرات ص ۲٤۲،وط:ص۲٤۸)

مولانا زکریا سہارنپوری نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(لامع الدراري على جامع البخاري ج۲ ص۲۰٦)

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی:

إني أراک تدخل الخلا ثم يجيء الذي بعدک فلايرىٰ لما يخرج منک أثرًا، فقال: يا عائشة أماعلمتِ إن الله أمر الأرض أن تبتلع ما يخرج من الأنبياء.

''بیشک میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہیں، پھر آپ کے بعد والا آتا ہے تو اسے وہ اثر نظر نہیں آتا جو آپ سے خارج ہوا۔آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا ہے کہ وہ انبیاء کرام **عليهم السلام** سے خارج شدہ چیز کو نگل جائے''۔

(الخصائص الكبرىٰ ج۱ ص۱۲۱)

امام سیوطی کے علاوہ یہ حدیث امام دیلمی، علامہ ابنِ جوزی، علامہ ذہبی، ابن ناصرالدین دمشقی، علامہ علی متقی الہندی، امام قسطلانی، ملا علی قاری، امام نبھانی اور علامہ انور شاہ کشمیری نے بھی لکھی ہے۔

(الفردوس بمأثور الخطاب ج۵ ص٤۲۷؛ الوفا لابن الجوزي ج۲ ص٤۸۸ ؛ ميزان الاعتدال ج۳ ص۵۱۲؛ جامع الآثار ج٤ ص٤۹۳؛ كنز العمال ج۱۱ ص٤۷۷، حديث ۳۲۲۵۳؛ المواهب اللدنية ج۲ ص۳۱۵؛ شرح الشفاء للقاري ج۱ ص۱٦۰؛ حجة الله على العٰلمين ص ٦۸۸؛ فيض الباري ج۱ ص۲۵۰)

Marfat.com

امام سیوطی، امام قسطلانی اور امام زرقانی نے لکھا ہے:

''یہ طریق (سند) تمام طرق (سندوں) سے قوی ترین ہے۔ ابنِ دحیہ نے اپنی ''خصائص'' میں کہا ہے کہ اس کی سند ثابت ہے۔ اس میں ایک راوی محمد بن حسان ثقہ اور صالح ہے اور دوسرا راوی، عبدۃ امام بخاری اور امام مسلم کے رجال سے ہے''۔

(زرقاني على المواهب ج٤ ص٢٢٩)

علامہ انور شاہ کشمیری نے کہا ہے کہ اس حدیث کی تمام اسناد مضبوط ہیں اور امام ابنِ جوزی نے ''الوفا'' میں اس پر سکوت اختیار فرمایا ہے۔

مذکور الصدر محدثین کے نزدیک اس حدیث کا ایک راوی ''محمد بن حسان'' ثقہ (لائقِ اعتماد) ہے اور دوسرا راوی ''عبدۃ بن سلیمان'' شیخین (بخاری و مسلم) کا راوی ہے، مگر امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی پرواز اس سے بلند ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

غريب من حديث هشام تفرد به محمد بن حسان الأموي عن عبدة بن سليمان، ولم نكتبه إلا عن شيخنا أبي جعفر محمد بن سليمان النعماني، وكان من الثقات.

''یہ حدیث ہشام سے غریب السند ہے، اس سے روایت کرنے میں محمد بن حسان اموی عن عبدۃ بن سلیمان متفرد (تنہا) ہے، اور ہم نے یہ حدیث نہیں لکھی مگر اپنے شیخ ابو جعفر محمد بن سلیمان نعمانی سے اور وہ ثقات (قابلِ اعتبار) محدثین میں سے تھے''۔

(أطراف الغرائب والأفراد للدارقطني ج٢ ص٤٧٢، حديث ٦٣٠٤)

علم اصول حدیث کے ماہر ابن ناصر الدین دمشقی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(جامع الآثار ج٤ ص٤٩٣)

٦۔ امام سیوطی لکھتے ہیں: حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أن رسول الله ﷺ لم يكن يرى له ظل في شمس ولا في قمر ولا

Marfat.com

أثر قضاء حاجته.

''بیشک رسول اللہ ﷺ کا سورج کی دھوپ میں اور چاند کی چاندنی میں سایہ نہ تھا اور نہ آپ کی قضائے حاجت کا اثر تھا''۔

(الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۲۲، حجۃاللہ علی العلمین ص۶۸۸)

جس ذات پاک ﷺ کا سایہ تک نہ ہو اس کے فضلات کیا ہوں گے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ سراپا نور ہونے کے باوجود فضلات کا ہونا بھی ایک معجزہ ہے۔

۷۔ امام ابنِ جوزی، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

لم يحدث رسول الله ﷺ في موضع قط إلا ابتلعته الأرض.

''جہاں بھی نبی اکرم ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی، زمین نے اُسے نگل لیا''۔

(الوفا لابن الجوزي ج۲ ص۴۸۸)

۸۔ علامہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

ان أجساد الأنبياء نابته على أجساد الملائكة، وإسناده ضعيف.

''انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ملائکہ کے اجسام کی طرح نشو ونما پاتے ہیں، اور یہ حدیث ضعیف ہے''۔

ضعیف حدیث چونکہ فضائل میں معتبر ہوتی ہے، اس لیے ہمیں یہ ضعف مضر نہیں ہے۔ پھر اس حدیث کی تائید خود قرآن کریم اور متعدد احادیث سے ہوتی ہے، لہٰذا یہ حدیث لائق حجت ہے۔

کشمیری صاحب نے بھی اسی اصول کے پیشِ نظر اس حدیث سے استدلال کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

ومراده أن حال الأنبياء عليهم السلام في حياتهم كحال الملائكة بخلاف عامة الناس فإن ذلك حالهم في الجنة فلا تكون فضلاتهم غير رشحات عرق.

''اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات میں ان کا حال

Marfat.com

فرشتوں کے حال کی طرح ہوتا ہے، بخلاف عامۃ الناس کے کہ ان کی یہ حالت جنت میں ہوگی۔ پس ان کے فضلات پسینہ کے چند قطروں کے سوا کچھ نہیں ہوں گے"۔

(فيض الباري شرح بخاري ج۱ ص۲۵۱)

نبی کھانے پینے کا محتاج نہیں ہوتا

مندرجہ بالا احادیث کے مطالعہ سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام دنیا میں اہل جنت کی روحوں کی مانند ہیں تو وہ کھاتے پیتے کیوں تھے؟ کیونکہ روح تو کھانے پینے کی محتاج نہیں ہوتی، کھانا پینا محض جسم کی ضرورت ہے۔ نیز ابھی ابھی جو حدیث گذری ہے اس میں تو صراحت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ملائکہ (فرشتوں) کے اجسام کی مانند ہوتے ہیں اور فرشتے قطعی طور پر کھانے پینے کے محتاج نہیں ہیں۔

جواب: بلاشبہ جس طرح اہل جنت، جنت میں قضائے حاجت سے منزہ ہوں گے اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام بھی دنیا میں قضائے حاجت کے پابند نہیں تھے، اور چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم اہلِ جنت کی ارواح اور فرشتوں کے اجسام کی مثل تھے اس لیے وہ کھانے پینے کے بھی محتاج نہیں تھے۔ حضور ﷺ کا اختیاری فاقہ اور آپ کے صیام وصال اس بات پر شاہدِ عدل ہیں، بلکہ بعض احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام دنیا میں خواص اولیاء کرام کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

سئل عن طعام المؤمنين في زمن الدجال؟ قال: طعام الملائكة، قالوا: وما طعام الملائكة؟ قال: طعامهم منطقهم بالتسبيح والتقديس، فمن كان منطقه يومئذ التسبيح والتقديس أذهب الله عنه الجوع.

"نبی کریم ﷺ سے زمانۂ دجال کے مومنین کے طعام کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ان کا طعام ملائکہ کے طعام کی طرح ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی: ملائکہ کا کیا طعام ہے؟ فرمایا: تسبیح وتقدیس، پس اُس زمانہ میں جو شخص تسبیح وتقدیس

Marfat.com

کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی بھوک ختم کر دے گا''۔

(المستدرك للحاكم ج٤ ص٥٥٧، وط: ج٥ ص٧١٦، حديث٨٦٠٨؛ كنز العمال ج١٤ ص ٣٠٠، حديث٣٨٧٥٥؛ الحديقة الندية ج١ ص ٢٤٠؛ فضائل ذكر ص١٦٧)

امام حاکم نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور امام نابلسی نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے:

وفي هذ الحديث دليل لما ذكرناه من أن الله تعالىٰ قد يهب حالة شريفة لبعض عباده تغنيه عن الطعام والشراب وإن هذه الحالة تكون في فتنة الدجال لكافة المؤمنين.

''اس حدیث میں اُس بات کی دلیل ہے جو ہم نے ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو ایسی معزز حالت سے سرفراز فرماتا ہے جو انہیں کھانے پینے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ بیشک یہ مقام دجال کے زمانے میں تمام مومنین کو حاصل ہوگا''۔

(الحديقة الندية ج١ ص٢٣٩، ٢٤٠)

مولانا زکریا سہارنپوری لکھتے ہیں:

''دنیا میں بغیر کھائے پیئے صرف اللہ کے ذکر پر گزارہ ممکن ہوسکتا ہے اور دجال کے زمانہ میں عام مومنین کو یہ دولت حاصل ہوگی تو اِس زمانہ میں خواص کو اس حالت کا میسر ہو جانا کچھ مشکل نہیں۔ اس لیے جن بزرگوں سے اس قسم کے واقعات بکثرت منقول ہیں کہ معمولی غذا پر یا بلا غذا کے وہ کئی کئی دن گزار دیتے تھے ان میں کوئی وجہ انکار یا تکذیب کی نہیں۔''

(فضائل ذكر ص١٦٧، ١٦٨)

سلسلۂ سہروردیہ کے امام شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: بعض اولیاء کرام

Marfat.com

چالیس چالیس دن یا اس سے بھی زیادہ بغیر کچھ کھائے پیئے گزارتے ہیں۔اس کی کیا وجہ ہے،ان کی بھوک کہاں چلی جاتی ہے؟

قال:يطفئه النور، وقد سألت بعض الصالحين عن ذلک فذکر لي کلاماً بعبارة دلت علی أنه يجد فرحاً بربه ينطفئ معه لهب الجوع، وهذا فی الخلق واقع إن الشخص يطرقه فرح وقدکان جائعاً فيذهب عنه الجوع وهکذا في طرق الخوف يقع ذلک.

''انہوں نے فرمایا: ان کی بھوک کونور بجھا دیتا ہے۔امام سہروردی فرماتے ہیں: میں نے یہی سوال بعض صالحین سے کیا تو انہوں نے فرمایا: جب اللہ کا ولی اللہ تعالیٰ سے فرحت پاتا ہے تو اس کی بھوک کی حرارت بجھ جاتی ہے،اور یہ عام لوگوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی خوشی پہنچے اور وہ بھوکا ہو تو اس کی بھوک چلی جاتی ہے اور اسی طرح خوف کے عالم میں بھی ہوتا ہے''۔

(عوارف المعارف ملحق بإحياء علوم الدين للغزالي ج٥ ص ١٧٠)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

اجی جس کے ہو دِل میں دردِ الفت
اسے کب ہوئے خواب و خور کی فرصت
اُٹھا چھاتی میں دردِ عشق جس کی
اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی؟

(لامع الدراري علی جامع البخاري ج٢ ص ٢٥٢)

جب اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی یہ شان ہے کہ وہ خورد ونوش سے بے نیاز ہو جاتے ہیں تو اس ذات کے مرتبہ کا کیا پوچھنا جو قابِ قوسین او ادنیٰ کی تخت نشین ہے اور جس کی مثل کوئی نہیں ہے۔صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم ہماری اتباع میں صومِ وصال (بغیر سحر وافطار کے مسلسل کئی دنوں کا روزہ) رکھنے کی کوشش مت

Marfat.com

کرو، اس لیے کہ:

إني لست كهيئتكم ،إني يطعمني ربي ويسقينِ.

''میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں، بیشک میں اپنے ربّ کے ہاں وقت گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے''۔

(بخاري ص ٢٦١ ،حديث؛مسلم ص ٤٩٢ ،حديث ١١٠٥)

رہا یہ سوال کہ پھر حضور ﷺ کیوں کھاتے پیتے تھے؟ جواباً عرض ہے: محض اس لیے کہ اُمت کے لیے شریعت وسُنت بن جائے۔ چنانچہ امام قسطلانی اور امام زرقانی علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں:

فكان عليه الصلوٰة والسلام بشر لظاهر ملكوتي الباطن وكان عليه السلام لا يأتي إلى شيء من أحوال البشرية إلا تأنيساً لأمته وتشريعًا لها (ليقتدى به،زرقاني)لا أنه محتاج إلى شيء من ذلك.

''رسول اللہ ﷺ بظاہر بشر تھے اور بباطن نور، اور آپ کسی چیز کو بتقاضائے بشریت نہیں اپناتے تھے مگر اُمّت کے ساتھ اُنس اور شریعت کو وجود عطا کرنے کی خاطر اپناتے تھے تاکہ آپ کی اتباع کی جائے۔ آپ دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کے محتاج نہ تھے''۔

(المواهب اللدنية ج٢ ص٤٧٨؛زرقاني على المواهب ج٥ ص٦٠)

شیخ عبدالکریم یمنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فإن بشريته معدومة لا أثر لها بخلاف غيره من الأنبياء والأولياء، فإنهم وإن زالت عنهم البشرية فإنما زوالها عبارة عن انستارها كما تنستر النجوم عند ظهور الشمس.

''حضور ﷺ کی بشریت معدوم تھی آپ کی ذات میں اس کا کوئی اثر نہیں تھا۔ بخلاف دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے۔ اگرچہ ان کی بشریت

Marfat.com

بھی زائل ہوتی ہے مگر اس کا زائل ہونا ایسا ہے جیسا کہ سورج کے ظہور کے وقت ستاروں کا چھپ جانا''۔

(جواہر البحار ج ۱ ص ۲۵۰)

امام عبدالکریم شافعی علیہ الرحمۃ کے اِس کلام سے اُس حدیث کا مفہوم پوری طرح سمجھ آ جاتا ہے جو علامہ انور شاہ کشمیری صاحب نے لکھی ہے، یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ملائکہ کے اجسام کی مانند ہیں۔ فی الجملہ یہ کہ اس ساری بحث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ کا بدنِ اطہر ملائکہ کے بدن کی مثل ہے

۲۔ حضور ﷺ کی بشریت معدوم تھی

۳۔ آپ تمام حوائج بشریت سے بے نیاز تھے

۴۔ آپ کے تمام فضلات اہلِ جنت کے پسینہ کی طرح خوشبودار تھے

۵۔ اور آپ ہماری مثل نہیں تھے۔

ان تمام اُمور کو مدّ نظر رکھ کر ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم میں اور نبی کریم ﷺ میں کس قدر عظیم فرق ہے؟ اور اسی کے ساتھ یہ بھی یقین کر لینا چاہیئے کہ آپ کے فضلات شریفہ میں اور ہمارے فضلات میں بھی ایک عظیم فرق ہے۔ فَتَدَبَّرْ!

۹۔ امام ابن الملقن، امام قسطلانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے امام ابن سبع کی ''الشفاء'' سے ایک صحابی کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے کہا:

''ایک سفر میں مَیں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، جب آپ نے قضائے حاجت کا ارادہ فرمایا تو میں غور سے دیکھتا رہا، آپ ایک مقام میں تشریف لے گئے اور اپنی ضرورت پوری فرمائی، پھر میں اس مقام میں داخل ہوا:

فلم أرله أثر غائط ولا بول، ورأيت في ذلک الموضع ثلثة أحُجار فأخذتهن في كفي فتعلقت رائحتهن رائحة طيب وعطر.

Marfat.com

''تو میں نے وہاں پاخانہ و پیشاب کا کوئی اثر نہ دیکھا اور اس مقام میں تین پتھر دیکھے، ان کو میں نے اُٹھالیا، اور اپنی جیب میں ڈال لیا پس میں نے ان میں عمدہ اور پاکیزہ خوشبو پائی''۔

(غاية السول في خصائص الرسول ﷺ ص ۳۰۰؛ المواهب اللدنية ج۲ ص ۳۱٤؛ مدارج النبوة فارسي ج۱ ص ۲۵، وارد و ج۱ ص ٤۹)

امام قسطلانی اور شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے یہ واقعہ اتنا لکھا ہے، ملا علی قاری اور امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہما اس سے آگے لکھتے ہیں کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا:

فأخذ تهن فإذا بهن يفوح منهن روائح المسك، فكنت إذا جئت يوم الجمعة المسجد أخذتهن في كمي فتغلب رائحتهن روائح من تطيب وتعطر.

''میں نے ان پتھروں کو اٹھایا تو ان سے مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔ پس جب میں جمعہ کے دن مسجد میں آتا تو انہیں اپنی جیب میں رکھ کر آتا، سو ان پتھروں کی خوشبو دیگر تمام عطروں اور خوشبوؤں پر غالب آجاتی''۔

(شرح الشفاء للقاري ج۱ ص ۱٦۲؛ شرح الزرقاني على المواهب ج۵ ص ۵٤۲)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ صحابی رضی اللہ عنہ کے الفاظ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

فالمعنى وجدتهن عطراً أي كالعطر مبالغة كأن عينهن انقلبت من الحجرية إلى العطرية.

''معنی یہ ہے کہ میں نے ان پتھروں کو ایسا خوشبودار پایا جیسا کہ عطر، مبالغۃً یوں کہا جاسکتا ہے کہ گویا پتھر اپنی ماہیت بدل کر عطر کی ماہیت اختیار کر چکے تھے''۔

(زرقاني على المواهب ج٤ ص ۲۲۸، وط: ج۵ ص ۵٤۲)

چونکہ سرورِ عالم ﷺ کے فضلات شریفہ طاہر ہیں اس لیے استنجا کے ان ڈھیلوں کو جیب میں ڈالنا

Marfat.com

اُمت کے حق میں جائز ہے اور اس پر کوئی اشکال نہیں۔

۱۰۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک مرتبہ ایک صحرا میں مَیں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے قضائے حاجت کا ارادہ فرمایا اور مجھے فرمایا: کھجور کے ان دو درختوں سے کہو کہ جمع ہو جائیں۔ پس متفرق مقام پر کھڑے ہوئے وہ دو درخت یوں جمع ہو گئے گویا وہ ایک ہی جگہ سے نکلے ہیں۔ پھر آپ نے واپس آ کر وضو فرمایا اور میں نے آپ کے اعضاء شریفہ پر پانی ڈالا اور میں بہت جلدی کر رہا تھا اور دِل میں کہہ رہا تھا کہ آج جا کر دیکھتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس چیز پر مطلع کر دے۔'' **ما خرج من جوفه فآ كله، فرأيت الأرض بيضاء**'' (جو آپ کے شکمِ اطہر سے خارج ہوئی تا کہ میں اسے کھالوں، پس میں نے دیکھا کہ زمین بالکل سفید تھی)۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ضرورت پوری نہیں فرمائی؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن ہم جماعت انبیاء ہیں (علیہم السلام) زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے جسم سے جو پاخانہ و پیشاب نکلے وہ اسے چھپا دے''۔

(الخصائص الکبریٰ ج۲ ص ۵۰)

یہ واقعہ امام احمد رضا حنفی قدس سرہ العزیز سے بھی ''الملفوظ'' میں منقول ہے۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص۳۵۶، ۳۵۷)

اس سلسلے میں چند علماء کرام کے اقوال بھی پیشِ خدمت ہیں۔ قاضی عیاض اور دوسرے علماء کرام فرماتے ہیں:

كان إذا أراد أن يتغوط انشقت الأرض فابتلعت غائطه وبوله و فاحت لذلك رائحة طيبة ﷺ.

''جب آنسرور ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور

Marfat.com

آپ کے بول و براز کو نگل جاتی اور وہاں سے پاکیزہ خوشبو مہکتی''۔

(الشفاء ج۱ ص۵۷ ،وط: ج۱ ص۸۸؛ المواهب اللدنية ج۲ ص۳۱٤؛ كشف الغمة ج ۲ ص ۵۱؛ مدارج النبوة فارسي ج۱ ص۲۵؛ زرقاني على المواهب ج٤ ص ۲۲۷، وط: ج ۵ ص ۵٤۰؛ تفسير فتح العزيز فارسي پاره عم ص ۲۱۹؛ أسعاف الراغبين ص۷۱؛ الأنوار المحمدية ص۲۱۸؛ وسائل الوصول ص۱٦۱؛ جواهر البحار ج ۲ ص۳٦۳؛ نشر الطيب ص ۱٦۲؛ منتهى السول ج ۳ ص ۱۳۱ ، ۱۳۲)

تنبیہ:

ان تمام احادیث اور اقوالِ ائمہ وعلماء کو پڑھتے ہوئے ناظرین کرام کو چاہیئے کہ وہ اپنی توجہ نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ پاک کی طرف اور آپ کے جسمِ اقدس کی نفاست ولطافت کی طرف مرکوز رکھیں تا کہ انہیں یہ تمام احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ علماء سمجھ آسکیں۔ اگر انہوں نے اپنی توجہ اپنے عام جسم اور اس کی کثافت وکدورت کی طرف مرکوز رکھی اور حضور ﷺ کے جسمِ اقدس کو اپنے جسموں پر قیاس کرلیا تو انہیں یہ احادیث سمجھ نہیں آئیں گی اور وہ اِن احادیث کی تکذیب کے درپے ہوجائیں گے، اور یہی وہ مقام ہے جہاں اکثر عقلیں پھسل جاتی ہیں۔ (نعوذ باللہ) اگر تمام لوگ انبیاء کرام علیھم السلام کے فضائل وخصائص کا مطالعہ کرتے ہوئے اپنی توجہ کو اپنے بجائے انبیاء کرام علیھم السلام کی ذواتِ مقدسہ کی طرف مبذول رکھیں تو اُنہیں انبیاء کرام علیھم السلام کے کمالات کو تسلیم کرنے میں کسی قسم کا کوئی تأمل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ہر معاملہ میں فرقِ مراتب قائم رکھنے کی صلاحیت عطا فرمائے، بلند ذہنیت سے نوازے اور ہر طرح کی سطحی سوچ سے محفوظ فرمائے، آمین۔

Marfat.com

اسماءِ نبویہ کی روشنی میں لطافتِ جسدِ مصطفیٰ ﷺ

اس باب میں سیدِ عالم ﷺ کے اسماء مبارکہ کے حوالہ سے آپ کی حسی و معنوی لطافت اور آپ کے فضلات شریفہ کی طہارت کا بیان ہوگا۔ ویسے تو آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ ہزاروں سے بھی متجاوز ہیں، مگر یہاں صرف اُن اسماء شریفہ کا ذکر کیا جائے گا جو ہمارے موضوع پر صریح دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً ''مُحَمَّدٌ، طَاهِرٌ، مُطَهِّرٌ، مُطَهَّرٌ، طَيِّبٌ، كَامِلٌ'' وغیرہ ﷺ۔

اس سے یہ راز بھی معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا کوئی نام کیوں اور کس وجہ سے رکھا اور اس نام کے رکھنے میں حکمت کیا ہے؟ کیونکہ ''فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ'' (دانا کا کوئی کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا) یوں تو مخلوق بھی اچھے نام رکھتی ہے، مگر اُس نام کی معنویت کا اثر مسمی (نام والی چیز) میں نہیں ہوتا۔ إلّا ما شاء الله. مثلاً کسی کا نام رکھا جاتا ہے ''بہادر خاں'' جب کہ وہ بزدل واقع ہوتا ہے، کسی کا نام رکھا جاتا ہے ''روشن ضمیر'' جبکہ وہ ''بے ضمیر'' واقع ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ پائے گئے جن کا نام سلطان تھا لیکن چوکیدار یا بھکاری پائے گئے۔

ان مثالوں سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ مخلوق کے رکھے ہوئے نام کا، نام والے میں کوئی اثر نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے رکھے ہوئے ناموں میں جہاں بھرپور معنویت ہوتی ہے وہاں اس نام کا اثر بھی مسمیٰ میں کامل طور پر پایا جاتا ہے۔ اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب ﷺ کے رکھے ہوئے ناموں کے اسم بامسمیٰ ہونے پر تفصیلی گفتگو تو ہماری تصنیف ''أنوار العرفان في أسماء القرآن'' میں ملاحظہ فرمائیں، یہاں بطور مثال ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

Marfat.com

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا اسم با مسمیٰ ہونا

حضرت سعید بن جمہان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا، پھر فرمایا: البتہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا ہے۔ میں نے کہا: آپ کا نام سفینہ کیوں رکھا؟ فرمایا: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سفر پر نکلے تو اُن کا سامان اُن پر بھاری ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اپنی چادر بچھادو! میں نے بچھادی تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنا سامان اس میں رکھا پھر مجھ پر لاد دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' احمل فإنما أنت سفينة'' (اُٹھاؤ! بیشک تم سفینہ [کشتی] ہو) پس اس روز سے میں ایک سے سات اونٹوں کا بوجھ بھی اٹھالوں تو وہ مجھ پر بھاری نہیں ہوتا''۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج٦ ص٤٧؛ مسند أحمد ج٥ ص٢٢١ وج٧ ص٣٢٦، حديث ٢٢٢٧٤؛ المستدرك للحاكم ج٣ ص٦٠٥، وط: ج٤ ص٧٩٤، حديث ٦٦٠٧؛ المعجم الكبير ج٧ ص٩٧؛ شرف المصطفى لأبي سعد الخركوشي ج٣ ص٥٠٤؛ أسد الغابة ج٢ ص٤٨١؛ مجمع الزوائد ج٩ ص٦١١، حديث ١٥٩٧٠؛ سبل الهدى والرشاد ج٧ ص٣٢٦؛ تلقيح فهوم أهل الأثر لابن الجوزي ص١٠٧)

عجیبہ:

نام اگر بہت اچھا ہو اور کام اس کے برعکس ہو تو بڑا عجیب لگتا ہے۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ ایک مرتبہ مدرسہ عزیز العلوم اوچ شریف (بہاولپور) میں سلطان الاولیاء حضرت خواجہ سلطان بالا دین اویسی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ اُن دنوں چینی کی بڑی قلت تھی اور خواجہ صاحب کا ایک مرید راشن ڈپو پر افسر مقرر تھا، اور اُس وقت وہ مجلس میں موجود تھا۔ بعض خدام نے عرض کیا: حضرت! آپ اپنے اِس مرید (اُس کا نام سیف

Marfat.com

اللہ تھا) کو حکم فرمائیں کہ یہ قیمتاً مدرسہ کے لیے چینی مہیا کرے۔ آپ خاموش رہے لیکن کچھ دیر کے بعد اس کی طرف رخ مبارک کرتے ہوئے اُسے حکم فرمایا کہ ''میاں! پیسے لے لینا اور چینی مہیا کر دینا''۔ بدقسمتی سے اُس سے غفلت ہوگئی، دوسرے کسی موقعہ پر خواجہ صاحب کو اُس کی غفلت کے متعلق بتایا گیا تو جلال میں آکر برجستہ سرائیکی زبان میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ''ناں تاں ہس سیف اللہ، تے کم پھر گل جتناوی نی کر سگدا؟'' (یعنی نام تو اس کا سیف اللہ [اللہ کی تلوار] ہے اور کام بلا دستہ کند چاقو یا چھری کے برابر بھی نہیں کر سکتا؟) بس یہ فرمانا تھا کہ (معاذ اللہ!) اس کے بعد وہ شخص زوال پذیر ہوتا چلا گیا۔

محمد ﷺ

اِس سے اندازہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جو نام دیئے ہیں یا قرآن وسنت سے جس قدر آپ کے صفاتی اسماء مبارکہ ماخوذ ہیں وہ کس قدر بامعنی ہوں گے؟ میں نے اپنی بساط کے مطابق غور وخوض کیا تو سید عالم ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے مجھے کوئی نام بھی ایسا نہیں ملا جس کا معنوی اثر حضور ﷺ کی شخصیت مبارکہ میں نہ پایا جاتا ہو۔

مثلاً آپ کے اسم ذات لفظِ ''محمد'' (ﷺ) کو لیجئے۔ اس لفظ کا معنٰی ہے بہت ہی زیادہ اور بار بار تعریف کیا ہوا، اور عمدہ خصلتوں والا، یا یوں کہئے کہ حقیقی معنوں میں ''محمد'' (ﷺ) اس ہستی کو کہا جا سکتا ہے جس میں خوبیاں سب ہوں اور عیب کوئی بھی نہ ہو۔ اس معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا کوئی ذی عقل، مُنصِف مزاج اہل علم بتلا سکتا ہے کہ آپ کی شخصیت میں فلاں عیب تھا؟ ہرگز نہیں۔

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

''ایک دن سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غور کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھا تو ہنس پڑیں۔ آپ نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو اُنہوں نے عرض کیا: گویا ابوکبیر الھذلی نے اپنے کلام میں آپ کو مراد لیا ہے۔

مُبَـــرَّأٌ مِـــنْ كُـــلِّ غُبَّـــرٍ حَيْـــضَةٍ
وَفَسَـــادِ مُـــرْضِـــعَةٍ وَدَاءٍ مُّـــغِيـــلِ

Marfat.com

آپ ہر حیض کی آلودگی سے مبرا، دودھ پلانے والی کے فساد اور حمل والی کے مرض سے منزہ پیدا کیے گئے"۔

(روضة المحبين ونزهة المشتاقين لابن القيم ص ١٩٠؛ مختصر تاريخ دمشق ج٢ ص ٧٤)

اسی حقیقت کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یوں ادا فرمایا ہے۔

خُلِقْتَ مبرأً من كل عيبٍ.

"یارسول اللہ! (ﷺ) آپ ہر عیب سے مبرأ پیدا کیے گئے"۔

(ديوان حسانِ بن ثابت ص١٣)

معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو جیسا نام دیا ویسا مقام بھی دیا۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ انسان کے اندر یہ بڑا عیب ہے کہ وہ دنیا میں نہایت لذیذ، عمدہ اور خوشبودار اشیاء کھاتا پیتا ہے لیکن یہی اشیاء اس کے پیٹ میں پہنچنے کے بعد نہایت متعفن اور بدبودار ہو جاتی ہیں، مگر یہ عیب صرف دنیا تک محدود ہے، جنت میں انسان ان عیوب سے منزہ اور پاک ہوگا۔ وہاں اسے بول (پیشاب) اور براز (پاخانہ) کی حاجت نہیں ہوگی، اسے صرف پسینہ آئے گا اور وہ بھی خوشبودار ہوگا۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ لغوی معنی کے لحاظ سے "محمد" (ﷺ) وہ ہوتا ہے جس میں عیب تو کوئی نہ ہو مگر خوبیاں تمام موجود ہوں۔ چنانچہ اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں جتنی خوبیاں رکھی ہیں وہ اور ان کے علاوہ سب کی سب خوبیاں اپنے محبوب ﷺ میں جمع فرما دی ہیں، بلکہ جملہ مخلوق کو تمام خوبیاں حضور ﷺ کے طفیل عطا ہوئیں۔

لیکن کسی مخلوق کا کوئی عیب بھی حضور ﷺ کی ذاتِ مقدس میں نہیں رکھا گیا۔ یہ حق ہے کہ حضور ﷺ بشر اور انسان بھی ہیں مگر جنسِ انسانیت میں جتنے عیوب ہوتے ہیں ان میں سے کوئی ایک عیب بھی آپ ﷺ کی شخصیت میں ماننا آپ کے "محمد" (ﷺ) ہونے اور رب تبارک وتعالیٰ کے قادر ہونے کے منافی ہے۔

انسان میں یہ کتنا بڑا عیب ہے کہ وہ بہترین نعمتیں کھاتا ہے، مگر وہی نعمتیں جو پہلے عمدہ اور خوشبودار

Marfat.com

ہوتی ہیں جب کچھ وقت اس کے جسم میں رہ کر خارج ہوتی ہیں تو اس قدر بدبودار ہو چکی ہوتی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ذات جسے محمد (سراپا حمد) ﷺ فرمایا گیا، کیا اُس ہستی میں بھی یہ عیب ہو سکتا ہے؟ حاشا وکلا (ہرگز نہیں) لہٰذا جو شخص حضور ﷺ کو خود پر قیاس کرتے ہوئے آپ ﷺ کی ذات میں اس عیب کا تصور کرے تو وہ فحش غلطی کا مرتکب ہے۔

کیا خالقِ کائنات جل جلالہ اس بات پر قادر نہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہر لحاظ سے عام انسانوں سے منفرد و ممتاز بنا دے؟ اُس کی کاریگری کا یہ عالم ہے کہ اس نے ایک زمین سے مختلف درخت اور پودے پیدا کر دیئے۔ کوئی میٹھا، کوئی کڑوا، کوئی خوشبودار تو کوئی بدبودار۔ علیٰ ھٰذا القیاس ذرا سوچئے تو سہی کہ زمین ایک، پانی ایک اور فضا ایک مگر درختوں کے مزاج میں اس قدر فرق کیوں؟ اس حقیقت میں غور و فکر کرنے کے لیے سورۃ النحل آیت نمبر ۱۰ تا ۱۳ کا مطالعہ فرمائیں)

اسی طرح یہ بھی اس کی قدرت کا نمونہ ہے کہ جانوروں کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان سے سفید اور مزیدار خالص دودھ نکالتا ہے۔ (سورۃ النحل ٦٦)

اور یہ بھی اس قادر کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ ایک چھوٹی سی مکھی کے پیٹ سے نہایت لذیذ اور میٹھا شہد نکالتا ہے۔ (سورۃ النحل ٦٨، ٦٩)

اسی طرح یہ بھی اسی کی کاریگری ہے کہ وہ ایک جنگلی ہرن کے نافے میں مشک جیسی قیمتی خوشبو پیدا کرتا ہے جو ایک جنتی خوشبو ہے، جس کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے:

والمسک أطیب الطیب

''مشک تمام خوشبوؤں سے بہتر خوشبو ہے''۔

(صحیح مسلم ص ۱۰۷۱، حدیث ۲۲۵۲)

علامہ قزوینی، علامہ دمیری اور ابن فضل اللہ العمری رحمۃ اللہ علیہم نے ''غزال المسک'' یعنی مشک والے ہرن کا مفصل ذکر کیا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے جسم میں یہ خوشبو کس طرح پیدا ہوتی ہے، اور وہ کب اور کیسے اس مشک کو باہر نکالتا ہے اور اس کو حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ تفصیل ان کتب میں

Marfat.com

دیکھئے۔

(عجائب المخلوقات ملحق به حیوٰة الحیوان ص ۲۵۰، ۲۵۱؛حیاة الحیوان ج۲ ص٦، وط: ج۳ ص۵۸؛مسالك الأبصار)

الغرض جس قادر رب جل جلالہ نے اپنی ادنیٰ مخلوق میں اس قدر خوبیاں رکھی ہیں، اس کے سامنے کیا یہ بعید اور مشکل ہے کہ وہ مصطفیٰ ﷺ کے فضلات شریفہ کو طاہر اور خوشبودار بنادے؟

ہرن کے جسم میں مشک پیدا ہونے کی وجہ

علماء کرام لکھتے ہیں:

''جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو اُنہوں نے اپنے جسم شریف کو انجیر کے پتوں سے چھپایا ہوا تھا، وہ اس وقت بہت اداس تھے، اللہ تعالیٰ نے کچھ جنگلی ہرنوں کو اُن کی طرف بھیج دیا جو اُن کے اردگرد منڈلانے لگے۔ وہ ان سے مانوس ہوئے اور کچھ انجیر کے پتے انہیں کھلا دیئے۔ جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم میں مشک پیدا کردی اور ان کو ظاہری حسن و جمال بھی عطا فرمایا۔ جب یہ ہرن اس خوشبو اور حسن و جمال کے ساتھ واپس جنگل میں پہنچے تو جنگل کے دوسرے ہرن یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور وہ بھی دل میں طمع لے کر اگلے روز اُن کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے ان کو بھی چند پتے کھلا دیئے مگر ان کے جسم میں خوشبو پیدا نہ ہوئی، البتہ ظاہری حسن و جمال اُنہیں بھی مل گیا۔ یہ فرق کیوں؟ علماء کرام اس کی توضیح میں لکھتے ہیں:

لأن الأولیٰ جاء ت إلی آدم لأجله لا لأجل الطمع ،والطائفة الأخریٰ جاء ت إلیه ظاهراً وللطمع باطنًا، فلاجرم غیَّر الظاهر دون الباطن.

''اس لیے کہ ہرنوں کا پہلا ٹولہ فقط حضرت آدم علیہ السلام کے لیے آیا تھا انہیں اپنی

Marfat.com

کوئی غرض اور لالچ نہ تھی اور دوسرا ٹولہ ظاہراً تو حضرت آدم علیہ السلام کے لیے آیا تھا، مگر ان کے باطن میں لالچ تھی، سوان کا ظاہر تبدیل ہوا باطن نہیں"۔

(التفسیر الکبیر ج ۳۲ ص ۱۰؛ غرائب القرآن ج ٦ ص ٥٢٥؛ حیاۃ الحیوان ج ۲ ص ۱۰، وط: ج ۳ ص ٦٥)

بتلایئے ہرن کے جسم میں خوشبو کیونکر پیدا ہوئی؟ کیا یہ انجیر کے درخت کے پتوں کی تاثیر تھی؟ نہیں! بلکہ اس کے جسم میں خوشبو پیدا ہونے کی وجہ حضرت آدم علیہ السلام کے معطر ہاتھوں کا پھرنا ہے، ورنہ انجیر کے پتے تو اب بھی موجود ہیں۔

خوشبوئے نبوی ﷺ کا متعدی ہونا

اگر ایک ہرن کے وجود میں قربِ آدم علیہ السلام اور پتے کھلانے کی وجہ سے مشک جیسی خوشبو پیدا ہوگئی تو اندازہ فرمائیں کہ قربِ رب کی وجہ سے کسی جسم میں کتنی خوشبو پیدا ہوگی؟ اور قرب بھی وہ کہ "قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" پھر یہ قرب ایک مرتبہ کا نہیں بلکہ فرمایا "أَبِيتُ عِنْدَ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيُسْقِينِي" (میں اپنے رب کے ہاں رات گذارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے) خود رب تعالیٰ جس کو اپنے قریب بٹھا کر کھلاتا پلاتا ہے، حق یہ ہے کہ اس ہستی کی خوشبو کی شان کما حقہ زبان وقلم سے بیان نہیں کی جاسکتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی تو آخر یہی کہا ہے کہ: ہم نے کسی مشک وعنبر وغیرہ کو حضور ﷺ کی خوشبو کی مانند نہیں پایا۔

آپ کی مقدس ومطہر خوشبو کا ذکر تو پچھلے صفحات میں آچکا ہے، یہاں ہم آپ کی خوشبو کے متعدی ہونے پر چند احادیث اور واقعات نقل کرتے ہیں۔ سیرت واحادیث کی متعدد کتب میں ہے کہ حضور ﷺ جس بچے کے سر پر فقط ہاتھ مبارک پھیر دیتے تو وہ بچہ دوسرے تمام بچوں سے منفرد وممتاز ہو جاتا اور خوشبو کی وجہ سے پہچان لیا جاتا۔

(نور الیقین في سیرت سید المرسلین ﷺ، مکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، بمصر ۱۹٦۷ء)

کوئی بچہ تو کیا میرے آقا نے تو جس چیز کو بھی چھوا وہ ہمیشہ کے لیے معطر ہوگئی، اور جہاں آپ ٹھہرے وہ مقام معطر ہوگیا اور وہاں دل آویز مہک آج تک موجود ہے۔ پروردگارِ عالم جل جلالہ نے جن خوش

Marfat.com

نصیبوں کو خصوصی قوت شامہ عطاً فرمائی ہے وہ آج تک اس دل آویز خوشبو سے تسکین وقرار پاتے ہیں۔

مدینہ شریف کو طابہ، طَیبہ، طِیّبہ، طابِبہ اور مُطیبہ کہنے کی وجہ

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے اسماء کی بحث میں لکھتے ہیں کہ اس شہر مقدس کا نام طابہ، طَیبہ، طِیّبہ، طابِبہ اور مُطیبہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''یہ اسماء تورات میں مذکور ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إن اللّٰه تعالیٰ سمی المدینة طابة.

''اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے''۔

(صحیح مسلم ص ۵۸۰، حدیث ۳۳۵۷)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واللّٰه إن في کتاب یعنی التوراة طابة وطیبة ونقل عن التوراة تسمیتها بالمطیبة أیضًا و کذا بطابة والطیبة.

''خدا کی قسم تورات میں مدینہ کا نام طیبہ، طابۃ، مطیبہ اور طیبہ لکھا ہوا ہے''۔

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ ان اسماء کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مدینہ شریف کے یہ اسماء یا تو اس کی طہارت کی وجہ سے ہیں کیونکہ یہ شہر شرک کی نجاستوں سے پاک ہے۔ یا اس لیے ہیں کہ اس کی ہوا طبیعتوں کے لیے موافق ہے، یا اس لیے ہیں کہ اس میں طیب ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ (لہٰذا اس طیب ﷺ کی وجہ سے یہ شہر بھی طیبہ کہلایا۔ آپ کے نام طیب کی تشریح آگے آرہی ہے) یا پھر یہ نام اس شہر کی ''طِیْب'' (خوشبو) کی وجہ سے رکھے گئے ہیں۔ اس لیے کہ اس کے تمام امور پاکیزہ اور خوشبودار ہیں اور اس میں خوشبو پائی جاتی ہے۔ علامہ ابن بطال نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس شہر میں رہتا ہے وہ اس کی در و دیوار اور کوچہ و بازار سے حسین خوشبو محسوس کرتا ہے۔ علامہ اشبیلی نے فرمایا ہے کہ مدینہ شریف کی مٹی میں ایک خاص

Marfat.com

خوشبو پائی جاتی ہے۔ایسی خوشبو کسی چیز میں نہیں ہے اور یہ بہت ہی عجیب بات ہے''۔

(وفاء الوفا ج۱ ص۱۶، ۱۷)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

در حقیقت ہیچ عجب نیست در جائیکہ انفاس حبیب
خدا ﷺ رسیدہ باشد مشك وعنبر چہ باشد بیت ؎
دراں زمین کہ نسیمے وزد طرۂ دوست
چہ جائے دم زدن نافہائے تاتاریست

''اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ جہاں حبیب خدا ﷺ کی پاکیزہ سانسوں کی ہوا پہنچی ہو وہاں مشک وعنبر کی کیا مجال؟
جہاں محبوب کی زلفوں کی خوشبو پہنچی ہو وہاں نافہائے تاتاری کی کیا حقیقت ہے؟

(جذب القلوب فارسي ص۹، ۱۰، مطبع نامي منشي نول كشور لكهنؤ ۱۲۸۶ھ)

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال ياقوت: من خصائصها طيب ريحها وللمطر فيها رائحة لا توجد في غيرها، وما أحسن قول أبي عبد الله العطار رحمة الله عليه: بطيب رسول الله ﷺ طاب نسيمها فما المسك ما لكافور ماالصندل الرطب؟

''علامہ یاقوت فرماتے ہیں: مدینہ شریف کی پاکیزہ وعمدہ خوشبو اس کی خصوصیات میں سے ہے اور وہاں کی بارش میں ایسی عمدہ خوشبو ہوتی ہے جو کسی چیز میں نہیں پائی جاتی۔ابوعبداللہ عطار نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خوشبو کی وجہ سے مدینہ منورہ میں ایسی عمدہ خوشبو موجود ہے کہ اُس کے سامنے مشک وکافور اور تازہ صندل وغیرہ کی کیا حقیقت ہے؟''۔

(وفاء الوفا ج۱ ص۱۶، ۱۷)

Marfat.com

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زنسیم جان فزایت تن مردہ زندہ گردد زکدام
باغے ای گل کہ چنین خوش است بویت۔

''تیری جاں فزا مہک سے مردے بھی زندہ ہو جاتے ہیں، آخر تو کس گلشن کا گلاب ہے کہ تیری خوشبو میں اس قدر تاثیر ہے؟''

(جذب القلوب ص۹، ۱۰ مطبع نامي منشي نول كشورلكهنؤ ۱۲۸٦ھ)

شیخ محقق نے جو سوال فرمایا ''زکدام باغے ای گل'' (تو کس گلشن کا گلاب ہے؟) امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اِس سوال کا جواب موجود ہے۔ وہ فرماتے ہیں ؎

اُنہیں کی بو مایۂ سمن ہے، انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
اُنہیں سے گلشن مہک رہے ہیں، اُنہیں کی رنگت گلاب میں ہے
وہ گل ہیں لبہائے نازک ان کے، جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل، یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

مدینہ طیبہ میں زخم مندمل ہونے میں تاخیر کیوں؟

عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفرنامہ (رحلة الحجازية) میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں ہم ایک خاص دوست (سید عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے گھر دعوت میں شریک تھے۔ شرکاءِ محفل میں بہت دلچسپ علمی اور ادبی مذاکرات ہوئے، دورانِ گفتگو مدینہ منورہ کی خوشبو کا ذکر چھڑ گیا:

فذكروا لنا أن الجراحة إذا حصلت للإنسان فى المدينة المنورة يعسر برؤها واندمالها من جهة أن الطيب كرائحة المسك وغيره من الروائح الطيبة فائحة هناك فى المدينة المنورة، ولهذا سميت طيبة، فتفوح روائح الطيب المختلفه من ترابها وأراضيها وأماكنها

Marfat.com

وبيوتها وجدرانها وازقتها يجد هذالمقبل عليها إذا جاء ها من بعيد وهبت عليه نسائمها،خصوصًا في وقت السحر، وربما يخفى ذلك على الساكن فيها، فإن كثرة شم الرائحة يقتضي خفاء إدراكها وعدم الشعور بها، كالعطار من كثرة شمه روائح العطر لا يكاد يشم عطراً.

''تو انہوں نے ذکر کیا کہ مدینہ منورہ میں انسان کو زخم لگ جائے تو بڑی مشکل سے درست ہوتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کی خوشبو مشک وغیرہ کی طرح ہے اور دیگر مختلف قدرتی خوشبوئیں بھی مہکتی رہتی ہیں۔اسی وجہ سے تو اِس شہرِ مقدس کا نام طیبہ ہے۔پس یہ طرح طرح کی خوشبوئیں مدینہ منورہ کی مٹی، زمین، مکانات، گھروں، دیواروں اور یہاں کے ذروں سے لحہ بہ لحہ نئے سے نئے انداز میں مہکتی رہتی ہیں۔ بالخصوص یہ خوشبو اس شخص کو بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے جو دور دراز سے سفر کر کے یہاں پہنچے، جبکہ یہاں کے باشندہ پر یہ خوشبو مخفی رہتی ہے۔اس لیے کہ وہ ہر وقت اس خوشبو میں رہتا ہے۔لہٰذا بکثرت خوشبو کی وجہ سے وہ اس خوشبو کا ادراک نہیں کر سکتا جیسا کہ عطر فروش ہر وقت خوشبو میں رہنے کی وجہ سے عطر کو سونگھ نہیں سکتا''۔

(جواهر البحار ج ٤ ص ٨٣،وط: ج ٤ ص ١٠٥، ١٠٦،وط: ج ٤ ص ١٣٦٣)

وقتِ سحر مدینہ طیبہ کی خوشبو میں اضافہ اس لیے ہوگا کہ اس خاص وقت میں کسی محبت کے روگی کو شاید حضور ﷺ کی بیداری یا خواب میں زیارت نصیب ہوتی ہو،اور طیب و معطر محبوب کی آمد کا خوشبو میں اضافہ کا باعث ہونا لازم ہے۔کیونکہ اسی محبوب ﷺ کی وجہ سے ہی پہلی خوشبو ہے اور اسی محبوب کے قدوم میمنت لزوم کے باعث یہ شہر ''یثرب'' (بیماریوں کا مرکز، تکالیف کا منبع) سے ''طیبہ'' ہوا۔

طیبہ کی خوشبو محسوس کیوں نہیں ہوتی؟

امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طیبہ کی خوشبو مقامی حضرات پر مخفی رہتی ہے،اور ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان فرمادی، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ خوشبو ہم ایسے باہر سے آنے والوں کو بھی تو محسوس

Marfat.com

نہیں ہوتی؟ اس کی توجیہ بھی علماء کرام نے بیان فرمائی ہے، علامہ رصاع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''پس جب کثرت سے آپ کا ذکر کیا جائے اور صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے تو آپ کی خوشبو کی وجہ سے مجلس بھی خوشبو سے مہک جاتی ہے، اور وہ اولیاء کرام جن کو کرامات حاصل ہیں اور جو خدا کی مملکتوں کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، وہ اپنی روحانیت کے سبب اکثر اس پاکیزہ خوشبو کو پالیتے ہیں، جیسا کہ ملائکہ مطہرین اس خوشبو کو پالیتے ہیں۔ بعض صالحین ایسے بھی ہیں کہ جب وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے سینہ سے مشک وعنبر سے بھی زیادہ پاکیزہ خوشبو نکلتی ہے، اور بعض ایسے خوش نصیب بھی ہیں کہ وقتِ سحر انہیں جنت کی خوشبو آتی ہے تو وہ اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں: صبح صادق ہوگئی۔ اگر ہماری بصیرت سے پردہ اور دلوں سے حجاب اٹھ جائے تو ضرور ہم بھی ان حالات کا مشاہدہ وادراک کرلیں (لیکن ہم تو مریض ہیں) اور مریض پر جب بیماری اور پریشانی نازل ہوتی ہے تو اس کی قوت ذائقہ یکسر بدل جاتی ہے۔ لیکن ہر وہ کڑواہٹ جو اُسے محسوس ہوتی ہے وہ خود اس کے منہ میں ہوتی ہے نہ کہ پانی میں۔ حضورِ اقدس ﷺ کے اسمِ پاک کی خوشبو حاصل کرنے میں بھی اسی طرح رکاوٹیں ہیں (جس طرح وہاں پانی کا نہیں بلکہ اپنا ہی قصور تھا) یہاں بھی اپنا ہی قصور ہے اور تمہاری طرف سے حجاب ہے، ورنہ وہ خوشبو تو ہر وقت مہک رہی ہے کہ اُسے زوال نہیں ہے، اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کا تھوک شکر سے بھی زیادہ میٹھا ہوجاتا ہے۔ جب قرأۃ منقطع کی جائے تو یہ حلاوت بھی ختم ہوجاتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے کرے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی حلاوت اور اس کے حبیب ﷺ کے اسمِ مبارک کی خوشبو کو پالیتے ہیں، یہ بات یاد رکھیئے کہ یہ نعمت تصفیۂ قلب، پروردگار کی بارگاہ میں رجوع، سچی محبت، خالص توبہ اور تمام روحانی امراض کے خاتمہ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ تم نہیں دیکھتے

Marfat.com

کہ زکام والا شخص عمدہ خوشبو سے محروم ہوتا ہے اور اندھا انسان چمکتے سورج کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ قصور خوشبو اور سورج کا نہیں بلکہ زکام والے اور اندھے کا ہے۔ فَافْهَم".

(سعادۃ الدارین ص ۱۴۳، ۱۴۴)

حُسن اور خوشبو

اربابِ ذوق پر مخفی نہیں کہ حسین چیز خوشبو کی حامل ہوتی ہے، اور حسین انسان خوشبودار ہوتا ہے، بشرطیکہ اس نے اپنے حسن کو محفوظ رکھا ہو۔ قرآن وسنت میں حسین مگر عفت مآب لوگوں کی خوشبو کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عن جرير بن عبد الله قال: عرضتُ بين يدي عمر بن الخطاب فألقى جرير رداءه ومشى في إزار، فقال له خذ ردائک، فقال عمر: للقوم ما رأيت رجلاً أحسن صورة من جرير إلا ما بلغنا من صورة يوسف عليه السلام.

"حضرت جریر بن عبداللہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (بغرض فوجی معائنہ) پیش کیا گیا۔ انہوں نے اوپر کی چادر اُتار کر صرف تہبند میں چل کر اپنا امتحان کرایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی چادر لے لو! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں نے کسی مرد کو بھی جریر سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا بجز حضرت یوسف علیہ السلام کے، جیسا کہ اُن کے حسن کا شہرہ ہم تک پہنچا"۔

(الشمائل المحمدية للترمذي ص ۱۸۲، حديث ۲۲۳)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حسن کا استثناء نہیں کیا۔ اس لیے کہ آپ کا حسن بے نظیر ہونے میں اس قدر معروف ہے کہ استثنیٰ کی ضرورت ہی نہیں، البتہ حسنِ یوسف علیہ السلام کے تصور سے کسی ذہن میں شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ کیا حضرت جریر رضی اللہ عنہ حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی زیادہ حسین ہیں؟ تو اس اشکال کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رفع فرما دیا اور نبی اکرم ﷺ کے حسن کو مستثنیٰ نہ کر کے اس طرف تلمیح (باریک اشارہ)

Marfat.com

فرما گئے کہ آپ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تفاضل وتقابل درست ہی نہیں، اسی حقیقت کو ایک حدیث شریف میں یوں بیان فرمایا گیا:

''حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہر نبی کو ربِّ ذوالعطاء جل جلالہ نے حسین چہرہ اور حسین آواز عطا فرمائی:

وكان نبيكم ﷺ أحسنهم وجهاً وأحسنهم صوتاً

''اور تمہارے نبی ﷺ ان سب سے بڑھ کر حسین اور سب سے بڑھ کر خوش آواز ہیں''۔

(سبل الهدى ج٨ص٥٠١؛دليل الفالحين ج٦ص٤٨٨)

الغرض سید الاولین والآخرین ﷺ ہر خوبی میں اپنی مثال آپ ہیں، امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

''سید عالم ﷺ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں، آپ کا جوہرِ حسن تقسیم شدہ نہیں ہے''۔

(القصيدة البردة ص ٥٠ ،وملحق بدلائل الخيرات ص ١٧١)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق

اس اشکال کے جواب کے بعد ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں اور وہ ہے حضور ﷺ کے حسن کے حوالہ سے آپ کی خوشبو کا بیان۔ یہ بیانِ خوشبو بھی ہم ایک اشکال سے شروع کر رہے ہیں، اور وہ یہ ہے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جریر والی یہ روایت باب کے عنوان کے مناسب نہیں لکھی، باب کا عنوان ہے ''باب ما جاء في تعطر رسول الله ﷺ''(حضور ﷺ کے خوشبو لگانے کے بیان میں باب) مگر اس حدیث میں خوشبو کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر امام ترمذی نے یہاں یہ حدیث کیوں لکھی ہے؟ اس کا ایک جواب تو علماء نے یہ دیا ہے کہ امام ترمذی سے بھول ہوگئی، لیکن یہ جواب عدم تدبر کا نتیجہ ہے، اور اس کا صحیح جواب وہ ہے جو ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

ووجه مناسبة هذا الباب أن طيب الصورة يلزمه غالباً طيب ريحها ففيه إيماء إلى التعطر .

''اور اِس حدیث شریف کی بابِ ھٰذا سے مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ اکثر حسین صورت عمدہ خوشبو کی حامل ہوتی ہے، پس اس میں خوشبو کی طرف اشارہ ہے''۔

(أشرف الوسائل إلى فهم الشمائل ص ۳۰۱؛ جمع الوسائل ج۲ ص۸؛ شرح الشمائل للمناوي على هامش جمع الوسائل ج۲ ص۷؛ المواهب المحمدية للجمل ج۲ ص۶۸)

مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری لکھتے ہیں:

''دوسرا اشکال یہ ہے کہ اس حدیث کو باب سے بھی کچھ مناسبت نہیں ہے۔ اس کے جوابات میں ایک توجیہ یہ بھی کی جاتی ہے کہ خوبصورتی کو خوشبو لازم ہوتی ہے۔ جو شخص جس درجہ کا حسین ہوتا ہے ویسی ہی مستانہ خوشبو اس کے بدن ولباس سے مہکا کرتی ہے۔ حضور ﷺ کا اجمل المخلوقات اور بدر البدور (چودھویں کے چاندوں کا چاند) ہونا مُسلَّم ہے اس لیے اس کو طبعی خوشبو لازم ہے''۔

(خصائل نبوی شرح شمائل ترمذي ص۱۱۸، مطبوعة مكتبة الشيخ بهادر آباد كراچی ۱۴۰۹ھ، وط: ص ۱۶۵)

شیخ حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں:

''(اس حدیث کو) باب تعطر سے مناسبت یہ ہے کہ حسین آدمی سے خوشبو آتی ہے۔ جب ان (یوسف علیہ السلام) کا بدن خوشبودار تھا تو آپ کا بطریق اولیٰ خوشبو دار ہوگا''۔

(تقرير ترمذي مع شمائل ترمذي ص ۸۴۴، كتب خانه مجيديه ملتان، طبع اول ۱۹۸۵ء)

علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس میں وجہ مناسبت یہ ہے کہ حسن کو خوشبو ضروری

Marfat.com

ہے، اگرچہ کسی ایک پر ظاہر نہ ہو، مگر ہاں وہ لوگ جو کہ اپنے حواس کو کدورات سے پاک وصاف کر چکے ہیں، وہ اس خوشبو کا ادراک کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے جناب یوسف علیہ السلام کے وجود کی خوشبو کو انتہائی دور مسافت سے سونگھ لیا (اور فرمایا:) "اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ" یقیناً میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ پس یہ حدیث حضور ﷺ کے تعطر کو بیان کر رہی ہے۔ کیونکہ حسن و ملاحت میں حضور ﷺ کے برابر کوئی نہ تھا اور آپ انتہائی تیز خوشبو کے مالک تھے اور یہ ذاتی خوشبو ہے۔ پس اے مخاطب! اس حقیقت کو خوب سمجھ لے"۔

(انوار غوثیه شرح شمائل ترمذي ص ۲۹۲، ۲۹۳، اداره تصنيفات إمام أحمد رضا كراچی ۱۹۸٦ء)

اس سے معلوم ہوا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لطیف ذوق کے مالک تھے۔

خوشبوئے یوسف علیہ السلام

مذکورہ بالا حدیث اور شارحین کے کلام سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو شخص جتنا حسین ہوگا، اتنا ہی اس کے جسم سے حسین خوشبو آئے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن تو اس قدر مشہور ہے کہ انکار کی جرأت ہی نہیں ہوتی۔ رہا آپ کی خوشبو کا ذکر تو اس کو قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ أَبُوْهُمْ إِنِّيْ لَأَ جِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُوْنِ.

"اور جب قافلہ (مصر سے کنعان کی طرف) روانہ ہوا (کنعان میں) ان کے باپ (یعقوب علیہ السلام) نے کہا: بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں، اگر تم مجھے بیوقوف تصور نہ کرو"۔

(یوسف: ۹٤)

مفسرین کرام نے لکھا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی وہ خوشبو سونگھائی جو

Marfat.com

ان کی قمیص سے مہکی تھی، اور اُنہیں یہ خوشبو آٹھ یا دس دن کی طویل مسافت سے پہنچی تھی''۔

(تفسیر عبدالرزاق ج۲ ص۲۲٤؛ تفسیر ابن أبي حاتم ج۷ ص۲۱۹۷؛ الدر المنثور ج۸ ص۳۲٦؛ روح المعاني ج۱۳ ص٤۸؛ فتح القدیر للشوکاني ج۳ ص٦٦)

خوشبوئے خلیل علیہ السلام

ایک اور پیکرِ حسن کی خوشبو کا ذکر سنئے! امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دیکھنے اور ملنے آئے مگر اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر سے باہر گئے ہوئے تھے، فقط آپ کی اہلیہ محترمہ موجود تھیں۔ انہوں نے خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمت کی اور تواضع بجا لائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بہو کو چند ضروری باتیں سمجھائیں اور اسماعیل علیہ السلام کے لیے چند پیغام چھوڑے اور واپس روانہ ہو گئے۔

فلما جاء إسماعيل وجد ريح أبيه، فقال لإمرأته: هل جاء ک أحد؟ فقالت: نعم، شيخ أحسن وجهاً وأطيبه ريحاً.

''پھر جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام آئے تو انہیں اپنے والد گرامی کی خوشبو آئی۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بی بی صاحبہ نے عرض کی: جی حضور، ایک نہایت حسین چہرے والے اور بہت عمدہ خوشبو والے بزرگ تشریف لائے تھے''۔

(جامع البیان للطبري ج۱۳ ص۲۳۱ وط: ۱۳ ص٦۹۳؛ تاریخ الطبري ج۱ ص۲۵۸)

خوشبوئے مصطفوی ﷺ

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بقدرِ حسن حسینوں کے جسم میں خوشبو پائی جاتی ہے۔ جس کا جس قدر حسن

Marfat.com

زیادہ ہوگا اسی قدر اس کے جسم سے خوشبو زیادہ آئے گی۔ چونکہ حضور ﷺ کے حسن و جمال کی کوئی حد نہیں ہے اس لیے آپ کی خوشبو کی بھی کوئی حد نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی خوشبو زمان و مکاں کی قیود سے ماوراء ہے۔ یہ حق ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا یوسف علیہ السلام کی خوشبو بڑی دیرپا اور دور رس تھی مگر اس محبوب کی خوشبو کا کیا پوچھنا:

- جس کی خواب میں زیارت نصیب ہو جائے تو پورا گھر خوشبو سے مہک جائے
- جس کا ذکر کیا جائے تو محفل معطر ہو جائے
- جس پر درود پڑھا جائے تو محفل معطر ہو جائے
- جس کا کسی پر خواب میں کرم ہو جائے تو وہ ہمیشہ کے لیے معطر ہو جائے
- اور مزید کرم ہو جائے تو قبر بھی معطر ہو جائے۔

چونکہ نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات کی متعدی اور غیر متعدی خوشبو کا ذکر ہو چکا ہے، اس لیے اب ہم آپ کے وصال مبارک کے بعد کی متعدی خوشبو کا ذکر کر رہے ہیں۔

صدیوں بعد غلاموں سے خوشبوئے مصطفوی ﷺ

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت محمد بن سعید بن مطرف الخیّاط جو نیک لوگوں میں ایک بزرگ تھے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدارِ معیّن درود شریف کی پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات کو میں بالا خانہ پر اپنا معمول پورا کر کے سو گیا تو حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی، میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ بالا خانہ کے دروازہ سے اندر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ لا اُس منہ کو لا جس سے تو کثرت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو چوموں گا، مجھے اس سے شرم آئی کہ میں دہن مبارک کی طرف منہ کروں تو میں نے ادھر سے اپنے منہ کو پھیر لیا تو حضور اقدس ﷺ نے میرے رخسار پر پیار کیا، میری گھبرا کر ایک دم آنکھ

Marfat.com

کھل گئی۔ میری گھبراہٹ سے میری بیوی جو میرے پاس پڑی ہوئی تھی اس کی بھی ایک دم آنکھ کھل گئی

وإذا لبيت يفوح مسكا من رائحته وبقيت رائحة المسك في خدي ثمانية أيام.

''تو سارا بالا خانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور مشک کی خوشبو میرے رخسار میں سے آٹھ دن تک آتی رہی''۔

(القول البديع ص ۳۸۱؛ مطالع المسرات ص ۶۱؛ الدر المنضود ص ۱۴۰؛ سعادة الدارين ص ۱۴۲، ۱۴۳؛ فضائل درود شریف ص ۱۷۲، ۱۷۳)

علامہ ابن قیم حنبلی لکھتے ہیں:

''امام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ جو قراء عشرہ میں سے اوّل ہیں، جب آپ قرآن پڑھتے یا بات کرتے تو منہ سے مشک اور کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ کسی نے دریافت کیا کہ اے ابو عبد اللہ! جب آپ لوگوں کو پڑھانے کے لیے بیٹھتے ہیں تو کیا خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں؟ فرمایا: خوشبو کا استعمال تو کیا کرتا، میں اس کے قریب بھی نہیں جاتا:

لكن رأيت النبي ﷺ في المنام وهو يقرأ في فمي فمن ذلك الوقت يشم من في هذه الرائحة.

''لیکن بات یہ ہے کہ میں نے خواب میں نبی ﷺ کو دیکھا کہ میرے منہ سے منہ (مبارک) ملا کر قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، اسی وقت سے میرے منہ سے یہ خوشبو آتی ہے''۔

(كتاب الروح لابن القيم ص ۱۸۲؛ معرفة القراء الكبار للذهبي ص ۱۰۸؛ كشف النظر شرح اردو: النشر لقراءات العشر ج ۲ ص ۱۰۴)

امام محمد مہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو علی، شیخ ابو عمران البردعی اور شیخ ابو القاسم کے والد کی باہمی

Marfat.com

دوستی کے واقعات میں لکھتے ہیں:

''شیخ ابوعبداللہ ساحلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھے شیخ ابوالقاسم المرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جب شیخ ابوعمران البردعی ''مالقہ'' میں تشریف لائے تو اُن کی ملاقات شیخ ابوعلی خراز سے ہوئی، شیخ ابوالقاسم فرماتے ہیں: پھر میرے گھر پر ہم تینوں جمع ہوئے، میرے والد ماجد بھی موجود تھے اور دائمی زکام نے انہیں حسِ شامہ (سونگھنے کی قوت) سے محروم کر رکھا تھا۔ شیخ ابوعمران نے شیخ ابوعلی سے کہا: آپ کو آٹھ سال ہو گئے، درود شریف پڑھنے کا تمہارے اندر کوئی اثر نہیں ہوا۔ انہوں نے عرض کیا: حضور مجھے فلاں فلاں فائدہ حاصل ہوا ہے۔ شیخ ابوعمران نے فرمایا: یہ فوائد تو بچوں کو بھی حاصل ہو جاتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا ذکر یوں نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا: آپ شیخ ابوالقاسم کے والد کی ہتھیلی میں پھونک ماریں۔ انہوں نے میرے والد کی ہتھیلی میں پھونک ماری تو کستوری کی خوشبو آئی مگر ہلکی سی۔ پھر شیخ ابوعمران نے میرے والد کی ہتھیلی میں پھونک ماری تو اللہ کی قسم میرے والد کے نتھنوں سے خون جاری ہو گیا اور مشک کی خوشبو نہ صرف ہمارے گھر میں بلکہ پڑوسیوں کے گھر میں بھی پھیل گئی۔ پھر شیخ ابوعمران نے فرمایا: کیا حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ خیال مبارک ہے کہ فقط وہی آقا سے فیضیاب ہوئے ہیں؟ نہیں! خدا کی قسم ہم ان کا مقابلہ کریں گے حتیٰ کہ اُنہیں معلوم ہو جائے کہ اُنہوں نے اپنے پیچھے ایسے مرد چھوڑے ہیں جو اپنے آقا ﷺ پر درود بھیجنا جانتے ہیں''۔

(مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات ص ٦٣، ٦٤)

نیز امام محمد مھدی الفاسی اور مولانا زکریا سہارنپوری لکھتے ہیں:

وثبت أن رائحة المسک توجد من قبره من کثرة صلاته علی النبي ﷺ.

Marfat.com

''[یہ بات ثابت شدہ ہے] کہ مؤلف ''دلائل الخیرات'' کی قبر سے خوشبو مشک وعنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی (کثرت کی) ہے''۔

(مطالع المسرات ص٤ وص٦٢، وط: ص٥ وص٦٤؛ جامع كرامات الأولياء ج١ ص٢٢٥؛ فضائل درود شريف للزكريا سهارنپوري ص١٥٣)

ایسے واقعات بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حسینوں کے حسین نبی ﷺ کی خوشبو فقط آپ تک محدود نہیں بلکہ غلاموں کو بھی حاصل ہوتی ہے، اور یہ خوشبو زمان ومکاں کی قیود سے آزاد ہے۔

سرورِ عالم ﷺ کے اسمِ ذات (محمد ﷺ) کے ذکر اور اس کی برکات حاصل کرنے کے بعد اب ہم دوسرے نمبر پر درجِ ذیل اسم مبارک کا ذکر کر رہے ہیں۔

۲۔ الضحوک (ﷺ)

یہ اسم شریف توراۃ سے لیا گیا ہے، اس کو علامہ ابن جوزی، امام سیوطی، علامہ سخاوی، امام قسطلانی اور امام صالحی شامی وغیرھم نے ذکر کیا ہے۔

(الوفا لابن الجوزي ج١ ص١٠٤؛ القول البديع للسخاوي ص٨٢، وط: ١٧٧؛ المواهب اللدنية ج١ ص ١٨)

علماء کرام اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

إسمه في التوراة وذلك أنه كان طيب النفس فكهاً.

نبی اکرم ﷺ کا یہ نام مبارک توراۃ میں مذکور ہے اور یہ نام آپ کے نفس کی پاکیزگی اور عمدہ خوشبو کی وجہ سے ہے''۔

(الوفا لابن الجوزي ج١ ص١٠٤؛ الرياض الأنيقة في شرح أسماء خير الخليقة للسيوطي ص ٢٠٢؛ شرح الزرقاني على المواهب ج٤ ص٢٠٢)

یعنی توراۃ شریف میں آپ کے صفاتی اسم ''الضحوک'' سے بتایا گیا ہے کہ آخر الزمان نبی بہت عمدہ خوشبو والا اور دلآویز نکہت والا ہوگا، یہاں تک کہ آپ کو تلاش کرنے والا آپ کی خوشبو کے ذریعے

Marfat.com

آپ کو پالے گا۔ گویا آپ کی خوشبو بھٹکے ہوؤں کے لیے رہبر ثابت ہوگی۔

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

۳۔ الطَّاہِرُ (ﷺ)

اس اسم مبارک کی تشریح میں شیخ ابوعبداللہ محمد بن قاسم الرصّاع متوفیٰ ۸۹۴ھ لکھتے ہیں:

''طاہر: طہارۃ سے مشتق (نکلا ہوا) ہے اور یہ نزاہت کے معنیٰ میں ہے، یعنی جمیع وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں پیدا فرمائیں جسم، روح، صورت، نشو و نما، ہیئت اور نفس سب کو اُس سبحانہ وتعالیٰ نے منزہ پیدا فرمایا ہے، کیونکہ آپ کی تخلیق ایسی اکمل ترین صورت میں ہوئی ہے جس کی طرف تمام پاکیزہ نفوس اور حسی و معنوی طور پر منزہ طبائعِ سلیمہ مائل ہوں، اور میرے نزدیک یہ اسم شریف تمام حسی اور معنوی تنزیہ کو شامل ہے اور جو چیز مقام نبوت کے خلاف، مرتبۂ رسالت کے منافی، انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں محال اور ان کی عصمت کے عدم ثبوت پر دلالت کرے، یہ اسم ان سب کو مانع ہے، کیونکہ عصمت ان کی جناب کے لیے واجب ہے۔

ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں:

اور اسی طرح آنسرور علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی حسی طہارت کا کمال تھا اور اسی طرح جمیع انبیاء کرام علیہم السلام جسمانی نظافت، عمدہ خوشبو اور پسینہ کی شان رکھتے تھے، اور یونہی سرورِ عالم ﷺ تمام پلیدیوں اور جسم کے تمام ظاہری اور باطنی عیوب سے پاک تھے بلکہ آپ کے دستِ کریم کی یہ شان تھی گویا ابھی عطار کے بکس سے نکلا ہے۔ علماء کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے ہے، خواہ آپ خوشبو کو مس کرتے یا نہ کرتے بلکہ آپ کی خوشبو ہر خوشبو پر فائق تھی اور آپ کا پسینہ مبارک خوشبوؤں کی خوشبو تھا، جیسا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کے

Marfat.com

پسینے کو جمع کرنے پر عرض کیا تھا کہ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملائیں گے، یہ ہمارے نزدیک خوشبوؤں کی خوشبو ہے۔

اور آپ کی خصوصیات میں سے ہے کہ جہاں سے آپ گزر جاتے وہ راہ آپ کی خوشبو کی وجہ سے پہچانی جاتی اور لوگ جان لیتے کہ اللہ کے نبی ﷺ یہاں سے گذرے ہیں، اور علماء کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے جسم اقدس سے نکلنے والی ہر چیز کی طہارت کا قول کیا ہے، کیونکہ آپ کی خوشبو پاکیزہ تھی، اور اس لیے کہ ہمارے نبی ﷺ کے اندر کوئی چیز مکروہ (ناپسندیدہ) نہیں تھی بلکہ وہ چیز تھی جو دیکھنے والے کی محبت میں مزید اضافہ کرتی تھی، اور بیشک برکۃ نامی خاتون نے آپ کا بول (پیشاب) مبارک پی لیا تھا اور وہ پیشاب اور عمدہ ترین پانی کے مابین فرق نہیں کرسکی تھیں، پھر نبی کریم ﷺ نے بھی ان کے عمل کو مقرر رکھا تھا اور انہیں خوشخبری سنائی تھی کہ ان کا پیٹ امراض سے محفوظ ہوگیا پھر ان کے پیٹ کو کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور ان تمام مندرجات پر بکثرت احادیث منقول ہیں اور اس پورے مضمون میں کوئی غرابت نہیں ہے۔

بعض عشاق نے فرمایا ہے: چونکہ رب العزت نے ہمارے نبی ﷺ کو پیدا فرما کر اپنا حبیب بنانا تھا اس لیے آپ کی خلقت کو ہمہ پہلو کامل بنایا تاکہ اہل علم پر آپ کو پیش کیا جائے تو وہ آپ کو قبول کریں اور تحسین کریں، اور آپ کے اندر ایسی کوئی چیز نہیں رکھی جو انکار اور نفرت کا باعث ہو۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی محبت کی آماجگاہ بنایا اور پوری مخلوق میں سے آپ کو اپنے لیے منتخب فرمایا؟''

(تذكرة المحبين شرح أسماء سيدالمرسلين ص۱۱۷،۱۱۸)

امام قسطلانی اور امام زرقانی لکھتے ہیں:

وأما الطاهر، أي النقي من النقائص والأدناس الحسية والمعنوية، حتىٰ قال قوم بطهارة فضلاته وهو المعتمد.

Marfat.com

"طاهر: یعنی تمام نقائص سے پاک اور حسّی و معنوی پلیدیوں سے منزہ، یہاں تک کہ فقہاء کرام کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کے تمام فضلات شریفہ کو طاہر کہا ہے اور یہی معتمد مذہب ہے"۔

(زرقاني على المواهب ج٣ ص١٧٠ وط: ج٤ ص٢٦٧)

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی لکھتے ہیں:

"اور آپ ﷺ کا اسم "طاهر" حسی اور معنوی نقائص سے پاک ہونے کی وجہ سے ہے، حتیٰ کہ فقہائے شافعیہ نے آپ کے فضلات شریفہ مثلاً پاخانہ، پیشاب اور خون کو طاہر کہا ہے، اور امام سبکی اور امام بلقینی نے اسی قول کو ترجیح دی اور اسی پر ان کا فتویٰ ہے، جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ کا بول مبارک پی لیا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ کے جسم شریف سے جدا شدہ خون مبارک کو پی لیا تھا اور آپ ﷺ نے ان پر نکیر نہیں فرمائی تھی"۔

(نسيم الرياض ج٢ ص٤٠٠)

۴۔ طاب طاب (ﷺ)

علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں:

"اس کا معنی ہے "طیب طیب"۔ نیز فرمایا: "طاب" کے معنی لذیذ اور مزیدار کے بھی ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کا ذکر جس قوم میں بھی کیا گیا اس نے پسند کیا"۔

(الرياض الأنيقة ص٢٠٤؛ شرح الزرقاني على المواهب ج٤ ص٢٠٣)

چونکہ اسمِ "طاب طاب" کا معنی طیب طیب بھی ہے اس لیے اس کی مزید تشریح اسم طیب کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

۵۔ اَلطَّیِّبُ (ﷺ)

عبدالحفیظ بلیاوی نے اس کا ترجمہ کیا ہے:

''پاکیزہ، حلال اور اچھا''۔ (مصباح اللغات)

امام صالحی شامی اور امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

''طیب، سید کے وزن پر ہے، اس کا معنی طاھر ہے، یا اس کا معنی ہے ''اَزْکی''

سب سے بڑھ کر پاکیزہ: لأنه لا أطيب منه قلبًا وقالبًا.

''اس لیے کہ قلب اور قالب (دل اور جسم) کے لحاظ سے آپ سے زیادہ کوئی پاکیزہ نہیں ہے''۔

(سبل الهدیٰ ج۱ ص۴۸۵، زرقاني على المواهب ج٤ ص٢٠٣)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ اسم امام نسفی، امام عزفی، امام ابن دحیہ اور امام ابن سید الناس نے ذکر کیا ہے۔ عزفی نے فرمایا: اس لیے کہ آپ سے زیادہ کوئی طیب نہیں ہے، بایں وجہ کہ آپ خبثِ قلبی سے پاک ہیں کیونکہ آپ سے علقہ زائل کر دیا گیا تھا، اور آپ خبثِ قولی سے پاک ہیں کیونکہ آپ صادق اور مصدوق (بالاتفاق تسلیم شدہ سچے) ہیں، اور آپ خبثِ عملی سے پاک ہیں، کیونکہ آپ سراپا طاعت ہیں۔ امام ترمذی نے ''الشمائل'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے کبھی کسی مشک اور عطر کو نہیں سونگھا جو نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

اور امام مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی نماز پڑھی، پھر آپ اپنے گھر والوں کی طرف تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا، کچھ بچے آپ کے سامنے آئے تو آپ نے ایک ایک بچے کے رخسار پر ہاتھ پھیرا۔ فرماتے ہیں: آپ نے

Marfat.com

میرے رخسار پر بھی ہاتھ مبارک پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو کو ایسا پایا گویا کہ آپ نے عطار کے بیگ سے ہاتھ نکالا ہے۔

اور امام احمد نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا، پس جب آپ کی روح مبارک نے پرواز فرمائی تو میں نے آپ کی خوشبو سے زیادہ عمدہ خوشبو نہ پائی''۔

(الریاض الأنیقة ص ۲۰۵)

امام محمد بن قاسم الرصّاع رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے، نیز فرمایا:

''آپ کسی خوشبو کو مس کرتے یا نہ کرتے برابر آپ سے یہ خوشبو آتی رہتی، آپ سے جو شخص مصافحہ کرتا تو سارا دن خوشبو میں بسا رہتا اور آپ جس بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو وہ آپ کی خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔ اس حقیقت کے بیان میں بکثرت احادیثِ متواترہ آئی ہیں، اور بیشک مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو کی مانند کوئی کستوری اور کوئی خوشبو نہیں تھی۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے حسنِ صورت، جمال اور دلکش منظر میں آپ کو اکمل اور اعلیٰ بنایا تھا اسی طرح آپ کی خوشبو اور پسینہ ہر خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھا، اس بات کی شہادت ہر مخالف اور موافق نے دی''۔

(تذکرة المحبین شرح أسماء سید المرسلین ص ٤٣٦)

امام محمد مہدی الفاسی اور شیخ سلیمان الجمل رحمۃ اللہ علیہما نے اس سے بھی زیادہ تفصیل فرمائی ہے، اور اس تفصیل میں آپ کے فضلات شریفہ کی طہارت بھی بیان فرمائی ہے۔

(مطالع المسرات ص ۹۱، وط: ص ۹۳؛ جواهر البحار ج ۲ ص ٤٦٩)

حلال، طیب اور طاہر میں فرق

امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ ''طَیِّبُ'' کی تشریح میں نفیس گفتگو فرمائی ہے، اُن سے کسی نے پوچھا:

Marfat.com

''کُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلَالًا طَیِّبًا'' میں ''طیبًا'' کی قید کیسی ہے؟ کیونکہ ہر حلال طیب (ہی) ہے۔ ارشاد فرمایا: جو چیز حلال ہو اور طیب ہو اُسے کھاؤ۔ آیت کے یہ معنی ہیں۔ (پھر فرمایا) ہر طیب حلال ہے لیکن ہر حلال طیب نہیں ہے۔ جو چیزیں مکروہ ہیں وہ طیبات سے خارج ہیں۔ پھر پوچھا: آدمیوں کی ہڈی طیب ہے؟ فرمایا: طاہر ہے طیب نہیں۔ طاہر کے معنی پاک کے ہیں۔ اگر نماز میں پاس ہو تو حرج نہیں، اور طیب کے معنی پاک جائز الاستعمال (کے ہیں) جس میں کسی جہت سے نقصان نہ ہو۔ ناقص چیز کو خبیث کہا جاتا ہے۔ طاہر عام ہے، حلال اُس سے خاص ہے، طیب اُس سے بھی خاص ہے''۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۳۵۷، ۳۵۸)

امام احمد رضا حنفی علیہ الرحمۃ کی اس تشریح سے لفظ طیب کا معنی پوری طرح واضح ہو گیا کہ طاہر عام ہے، حلال اُس سے خاص ہے اور طیب اُس سے بھی خاص ہے۔ اس توضیح کے بعد یہ بات خوب ذہن نشین فرما لیجئے کہ حضور اکرم ﷺ کے لیے اِس نام کا اطلاق فقط آپ کے کسی جزو پر نہیں ہے بلکہ مکمل سراپا پر ہے، سر سے لے کر قدمین شریفین تک آپ طیب ہیں۔ یہ نہیں کہ جسم شریف کا ایک حصّہ طیب اور دوسرا غیر طیب، معاذ اللہ! بلکہ آپ کا ہر ہر عضو اور جسم شریف میں موجود ہر ہر ذرہ طیب ہے۔

مَاذٌ مَّاذٌ، مُوْذٌ مُّوْذٌ، مِیْذٌ مِیْذ

چونکہ یہ اسم شریف ''طَیِّبٌ'' کے معنی میں ہے اس لیے اسمِ ''طَیِّبٌ'' کے بعد اس کا درج کرنا مناسب ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ان میں سے پہلا اسم قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ گذشتہ کتب میں مذکور ہے اور اس کا معنی ہے ''طَیِّب طَیِّبٌ'' اور ہمارے شیخ امام شُمُنِّي نے اس کا تلفظ میم کی فتحہ، الف غیر مہموز اور ''ذ'' کے ساتھ ضبط فرمایا ہے۔ دوسرا اسم امام عزفی نے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ صحفِ ابراہیمی میں مذکور ہے، اور انہوں

Marfat.com

نے تیسرے اسم کے متعلق فرمایا کہ یہ تورات شریف میں مذکور ہے"۔

(الرياض الأنيقة في شرح أسماء خير الخليقة ص ٢٥٨)

قیاسِ غالب ہے کہ یہ ایک ہی اسم ہے لیکن مختلف قوموں میں اس کی ادائیگی کے انداز کے باعث تین شکلوں میں لکھا اور پڑھا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر سیرت نگار حضرات نے فقط پہلے تلفظ (مَـاذٌمَّـاذٌ) کے ساتھ ہی یہ اسم ذکر کیا ہے۔ تمام اہل لغت نے اس لفظ کا معنی طیب طیب کیا ہے، لفظی تکرار کی مناسبت سے معنی میں بھی تکرار ملحوظ رکھا گیا ہے۔ امام ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

والـماذ: الحسن الخُلُقِ، الفكه النفس، الطيب الكلام، الماذي: العسل الأبيض.

"ماذ کا معنی ہے حسنِ خلق، شیریں نفس اور شیریں کلام، حرف "ی" کے اضافہ سے ایک لفظ "الماذِي" کا معنی ہے سفید شہد"۔

(لسان العرب ج١٣ ص ٢٢٠)

صاحبِ معجم الوسیط لکھتے ہیں:

الماذ: الطيب، الماذي العسل الجيد.

"الماذ کے معنی خوشبو اور "الماذي" کے معنی عمدہ اور خالص شہد"۔

(المعجم الوسيط ج٢ ص ٨٩١)

لوئیس معلوف الیسوعی اور عبدالحفیظ بلیاوی لکھتے ہیں:

الماذي: العسل الأبيض أو جيده.

"الماذي: سفید یا عمدہ شہد کو کہتے ہیں"۔

(المنجد في اللغة ص ٧٧٩؛ مصباح اللغات ص ٨٤٢)

امام زرقانی لکھتے ہیں:

وقـول التـلـمساني: أنـه مـأخـوذ مـن الـمـاذ وهو العسل الأبيض

Marfat.com

لحلاوته في ذاته وصفاته.

''اورامام تِلمسانی کا قول ہے کہ یہ لفظ الماذ سے ماخوذ ہے اوراس کا معنی ہے سفید شہد، نبی ﷺ کو آپ کی ذاتی اور صفاتی حلاوت کی وجہ سے ماذ ماذ کہا جاتا ہے''۔

(زرقاني على المواهب ج٤ ص٢٦٧)

جسم نبوی ﷺ کی مٹھاس

نبی کریم ﷺ کے اخلاق حمیدہ کو تو ہر شخص شہد سے بھی زیادہ میٹھا سمجھتا ہے، کفار بھی آپ کے اخلاقِ حسنہ کے قائل ہیں، لیکن اس کو معنوی مٹھاس کہا جاتا ہے اور یہاں ہم حضور ﷺ کی معنوی نہیں بلکہ حسی اور جسمانی مٹھاس کی بات کر رہے ہیں۔

مشہور مقولہ ہے: ''كل إناء ينضح بما فيه'' (ہر برتن وہی نکالتا ہے جو اُس میں ہو)۔

(مفيد الطالبين ص٦)

اس قاعدہ کو سامنے رکھتے ہوئے آیئے دیکھتے ہیں کہ اس لفظ کے لغوی معنی کی تاثیر حضور ﷺ کی ذات بابرکات میں تھی یا نہیں؟ درج ذیل احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جسمانی طور پر بھی شہد سے زیادہ میٹھے تھے۔ چنانچہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ نے جو آنحضرت ﷺ کے جسمِ اقدس سے نکلا ہوا خون پیا، وہ کیسا تھا؟ فرمایا:

أما الطعم فطعم العسل وأما الرائحة فرائحة المسك.

''ذائقہ شہد کی طرح میٹھا اور خوشبو مشک کی طرح''۔

(شرح الشفاء لعلي القاري ج١ ص١٦٢)

گذشتہ صفحات میں متعدد حوالہ جات کے ساتھ لکھا جا چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کنویں میں کلی فرمائی تو اس سے مشک کی خوشبو مہکنے لگی اور وہ مدینہ مقدسہ کے تمام کنووں سے زیادہ میٹھا ہو گیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ فقط معنیً ہی میٹھے نہیں تھے بلکہ جسماً بھی میٹھے تھے، اور سراپا ''ماذ ماذ'' تھے۔

امام قسطلانی اور امام محمد مہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہما ''ماذ ماذ'' کے معنی میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اس کا معنی ہے ''طَیِّب طَیِّبٌ'' اور بلاشبہ نبی کریم ﷺ تمام طیبین سے بڑھ کر طیب ہیں، اور تمہارے لیے اتنی دلیل کافی ہے کہ آپ کا پسینہ بطورِ خوشبو لیا جاتا تھا، پس آپ ہی وہ ہستی ہیں جن سے پھیلنے والی ہوا کو اللہ تعالیٰ نے موجودات کے لیے طیب بنایا، پس کائنات نے آپ سے خوشبو اخذ کی تو رفعت کو پہنچی، اور دلوں نے آپ سے روحانی غذا پائی تو طیب ہو گئے اور روحوں نے آپ سے فیض لیا تو ثمر آور ہوئیں''۔

(المواهب اللدنية ج۲ ص۳۸، ۳۹؛ مطالع المسرات ص۹۱ وط:۹٤)

طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا

طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا، یہ ایک اثر (قولِ صحابی) ہے، جو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے اُس وقت بیساختہ صادر ہوا جب اُنہوں نے بعد از وصالِ نبوی ﷺ لطافت، نفاست اور خوشبو پائی۔ چونکہ اِس اثر (قولِ صحابی) کی اسم ''الطَّیِّبُ'' کے ساتھ لفظی اور معنوی مطابقت ہے اس لیے ہم اس اثر پر کچھ روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔

عام مشاہدہ ہے کہ نفاست پسند انسان دنیا میں جب تک جسمانی اور مالی طور پر خود مختار ہوتا ہے تو ایسی کوئی چیز اُس کے قریب ہی نہیں آسکتی جو اُس کے اپنے مزاج کے خلاف ہو اور دوسرے لوگ بھی اس سے گھن محسوس کریں۔ مزید برآں وہ طرح طرح کی قیمتی خوشبوئیں بھی استعمال میں لاتا ہے لیکن یہی نفاست پسند جب جسمانی طور پر دوسروں کا مرہونِ منت ہو جاتا ہے تو سابقہ ساری نفاستیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ مال و دولت کا مالک وہ اُس وقت بھی ہوتا ہے لیکن بے سود۔ ایسی حالت میں اور تو اور خود اُس کی اپنی اولاد بھی اس سے بیزار ہو جاتی ہے۔ آخری سانسوں تک ماحول کو خوشگوار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر جب اس کی روح نکل جاتی ہے اور جسم ڈھیلا ہو جاتا ہے تو بدبو مزید تیز ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اُمراء لوگ اس وقت پرفیوم وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں، لیکن کیا مجال کہ حقیقی اولیاء کرام کو یہ حالت پیش آئے، پھر انبیاء کرام علیہم السلام کا تو مقام ہی بہت ارفع ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ بوقتِ وصال ہمارے نبی کریم ﷺ کی کیا شان تھی؟ اُم المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

Marfat.com

مات النبي صلى الله عليه [وآله] وسلم، فلما خرجت نفسه ما شَمَمْتُ رائحةً قط أَطْيَبَ منها.

''نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک ہوا، پس جب آپ کی روح مبارک نے رفیقِ اعلیٰ کی طرف پرواز فرمائی تو میں نے ایسی خوشبو پائی جو کبھی نہیں پائی''۔

(مختصر زوائد البزار للعسقلاني ج۲ ص۲۷۹، حديث ۱۸۶۳؛ كشف الأستار للهيثمي ج۱ ص۴۰۱، حديث ۸۵۱؛ مجمع الزوائد ج۸ ص۶۱۴، وط: ج۱۷ ص۴۵۹، حديث ۱۴۲۸۲؛ دلائل النبوة للبيهقي ج۷ ص۲۱۳؛ الخصائص الكبرى ج۲ ص۴۷۹؛ الوفا لابن الجوزي ج۲ ص۷۸۸؛ جامع الآثار للدمشقي ج۵ ص۲۶۷۶، وط: ج۶ ص۴۳۴)

ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَضعتُ يدي على صدرِ رسول الله ﷺ يوم مات، فمر بي جُمَعٌ آكُلُ وأتوَضَّاءُ، ما تذهب ريح المسك من يدي.

''رسول اللہ ﷺ کے وصال کے روز میں نے اپنا ہاتھ آپ کے مبارک سینے پر رکھا تو کئی جمعے گذر گئے، میں کھاتی رہی اور وضو کرتی رہی مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہ گئی''۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج۷ ص۲۱۹؛ تاريخ الإسلام للذهبي ج۱ ص۶۳۱؛ سير أعلام النبلاء ج۱ ص۴۳۶؛ البداية والنهاية ج۵ ص۳۳۸؛ السيرة النبوية لابن كثير ج۴ ص۴۰۱؛ الخصائص الكبرىٰ ج۲ ص۴۸۰؛ إتحاف الزائر ص۱۴۰؛ جامع الآثار ج۵ ص۲۶۷۶)

یہ خوشبو تو تھی خروجِ روح کے وقت، پھر جب غسل دیا گیا تو اس وقت کیا شان تھی؟ چونکہ غسل مبارک کی سعادت مولیٰ علی علیہ السلام کو حاصل ہوئی تھی، لہٰذا یہ اُنہیں سے معلوم کرتے ہیں۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عن سعيد بن المسيب عن علي بن أبي طالب علیہ السلام قال: لما غسَّل النبي

Marfat.com

ﷺ ذهب يلتمس منه ما يلتمس من الميت، فلم يجده، فقال: بأبي الطيب، طبت حياً وطبت ميتاً.

''حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابوطالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو وہ اس چیز کی جستجو میں لگ گئے جو عموماً میت سے پائی جاتی ہے جب کچھ نہ پایا تو پکار اٹھے: طیب پر میرے (ماں) باپ قربان، آپ حیات میں بھی طیب ہیں اور وصال میں بھی طیب ہیں''۔

(سنن ابن ماجه ج۲ ص۲۰٤، حديث۱٤٦۷)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ (قابلِ اعتماد) ہیں، یحییٰ بن خذام کا ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور صفوان بن عیسی سے امام مسلم نے دلیل لی ہے، اور باقی راوی مشہور ہیں''۔

(زوائدسنن ابن ماجه ص۲۱٤، حديث٤۸۸)

امام حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث شیخین (امام بخاری و مسلم) کی شرط کے مطابق صحیح ہے، اور امام ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

(المستدرك على الصحيحين ج۳ص۵۹، وط: ج۳ص٦۰۷، حديث٤٤٥۳؛ تلخيص المستدرك ج۳ص۵۹)

امام ابن ماجہ اور امام حاکم کے علاوہ باختلاف الفاظ یہ حدیث امام ابن سعد، امام ابن جوزی، امام ذہبی، امام سیوطی اور امام قسطلانی نے بھی ذکر کی ہے۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد ج۲ ص۳۸۹، ۳۹۰؛ الوفا لابن الجوزي ص۸۰۹؛ صفة الصفوة لابن الجوزي ج۱ ص۱۱۹؛ سير أعلام النبلاء للذهبي ج۱ ص٤٤۲؛ الخصائص الكبرى ج۲

Marfat.com

ص ٤٨٢؛المواهب اللدنية ج ٤ ص ٥٥٧؛تهذيب الخصائص النبوية الكبرى ص ٤٥٥)

ایک اور حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو غسل دیا:

فعصر بطنه فی الوسطی فلم یخرج شيء،فقال:بأبي أنت وأمي طیباً فی الحیاة وطیباً فی الموت.

''تو آپ ﷺ کے شکم اقدس کو نچوڑا لیکن کچھ نہ نکلا،اس پر وہ بول اُٹھے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ حیات اور وصال دونوں حالتوں میں طیب ہیں''۔

(الوفا لابن الجوزي ص ٨١٠؛خلاصة سیر سید البشر ﷺ ص ١٨٠)

ایک اور روایت میں ہے کہ مولیٰ علی علیہ السلام نے تعجب کے انداز میں عرض کیا:

ما أطیبکَ حیًّا ومیتاً

''حیات ووصال میں آپ کس قدر پاکیزہ ہیں''۔

(الوفالابن الجوزي ص ٨١٠؛إتحاف الزائر ص١٣٦،١٣٧)

ایک اور حدیث میں ہے:

''سیدنا مولیٰ علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جب میں نے حضور ﷺ کو غسل دیا تو بہت غور سے دیکھا کہ کہیں آپ سے بھی وہ چیز نکلتی ہے جو عام میت سے نکلا کرتی ہے؟

فلم أجد شیئاً، فقلتُ طبتَ حیًا ومیتاً،قال:وسطعت منه ریح طیبة لم نجد مثلها قط.

سو میں نے کوئی چیز نہ پائی،تو میں نے عرض کی میرے آقا!(علیک الصلوٰۃ و السلام) آپ حیات و وصال دونوں حالتوں میں طیب ہیں۔فرماتے ہیں: اور آپ سے ایسی طیب خوشبو اٹھی جس کی مثل ہم نے کبھی نہیں پائی''۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ج٢ ص٣٨٩؛الشفاء ج١ ص٤١،وط:١٠٨)

ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں: ایک روایت میں ہے:

Marfat.com

فاح ريح المسک فی البيت لما في بطنه،قيل وانتشر فی المدينة.

''حضور ﷺ کے شکمِ اطہر سے خارج شدہ خوشبو پورے گھر بلکہ پورے مدینہ میں پھیل گئی''۔

(شرح الشفاء لعلي القاري ج۱ ص۱٦۱)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی کہا تھا جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے جسد شریف کو بوسہ دیا تھا''۔

(الشفاء ج۱ ص٤۱،وط:۱۰۸)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے موجود نہیں تھے، جب پہنچے:

فكشف عن وجهه و قبل جبينه وخديه ومسح وجهه وجعل يبكي ويقول:بأبي أنت وأمي ونفسي وأهلي طبتَ حيًا وميتًا.

تو حضور ﷺ کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا اور آپ کی پیشانی اور رُخسارِ اقدس کو بوسہ دیا اور چہرۂ انور پر ہاتھ پھیرا، اور روتے ہوئے عرض کر رہے تھے: میرے ماں باپ، جان واولاد آپ پر قربان ہوں! آپ حیات ووصال دونوں حالتوں میں طیب ہیں''۔

(إحياء علوم الدين ج٤ ص٤۱۳؛الطبقات الكبرى لابن سعد ج ۲ ص۳۸۱؛الخصائص الكبرى ج۲ ص٤۷۹؛المواهب اللدنية ج٤ ص٥٤٤)

مولیٰ علی علیہ السلام کا چشمانِ نبوی ﷺ سے پانی چوسنا

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا ہر حال طیب، معطر اور پسندیدہ تھا، اور اتنا طیب اور پسندیدہ تھا کہ بعض جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی آنکھوں میں جمع شدہ پانی کو چوس لیا۔ چنانچہ امام ابنِ جوزی سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

Marfat.com

كان الماء يستنقع من جفون النبي صلى الله عليه وسلم وكان عليٌ يحسوه.

''غسل دیتے وقت پانی نبی اکرم ﷺ کی چشمان مقدس میں جمع ہوگیا تو مولیٰ علی علیہ السلام نے اسے چوس لیا''۔

(الوفالابن الجوزي ص ٨١٠؛المواهب اللدنية ج٤ ص٥٥٧)

خدا جانے کہ مولیٰ علی علیہ السلام نے یہ پانی کس نیت سے پیا ہوگا؟ بہر حال سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس نیت سے بھی پیا ہوگا کیا آپ کو اس سے کوئی فائدہ بھی حاصل ہوا ہوگا یا نہیں؟ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس سے فائدہ حاصل ہوا مگر ہمارے بعض محدثین کو ان روایات کے تسلیم کرنے میں کچھ تأمل ہے۔ چنانچہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وأما ماروي أن علياً لما غسله ﷺ امتص ماء محاجر عينه فشربه، وأنه قد ورث بذلك علم الأولين والأخرين، فقال النووي: ليس بصحيح.

''اور وہ جو روایت کی گئی ہے کہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے چشمانِ نبوی ﷺ میں جمع شدہ پانی چوس کر پی لیا، اور اس کی بدولت وہ اوّلین وآخرین کے علم کے وارث ہو گئے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ صحیح نہیں ہے''۔

(المواهب اللدنية ج٤ ص٥٥٧)

امام زرقانی نے لکھا ہے کہ امام سخاوی نے امام نووی کے حکم کو مقرر رکھا ہے۔

(زرقاني على المواهب ج١٢ ص١٦٠)

ان بزرگوں نے ''ليس بصحيح'' (یہ صحیح نہیں ہے) تو فرمادیا لیکن یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ کیوں صحیح نہیں؟ اگر اس سے سنداً صحت کی نفی مراد ہے تو سند ہمارے سامنے نہیں ہے اور اگر متناً نفی مراد ہے تو یہ محض تحکم ہے۔ کیونکہ اس حدیث کا متن سو فیصد مولیٰ علی علیہ السلام کی ذات بابرکات پر صادق آتا ہے، اور

Marfat.com

بلاشبہ آپ اولین وآخرین کے علوم کے وارث تھے۔ چند شواہد ملاحظہ ہوں:

❁ سندِ حسن کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا:

اکثرهم علماً.

''وہ علم میں تمام اُمت سے زائد ہیں''۔

(مسند أحمد ج ٥ ص ٢٦ و ج ٦ ص ٧٩٤، حديث ٢٠٥٧٣)

اس حدیث کی مکمل تخریج وتحقیق کے لیے ہماری کتابیں ''شرح أسنى المطالب في مناقب علي بن أبي طالب'' اور ''شرح خصائص علي'' ملاحظہ فرمائیے!

❁ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اولین وآخرین سیدنا علی علیہ السلام کے علم کو نہیں پہنچتے۔

(السنن الكبرى للنسائي ج ٧ ص ٤١٦، حديث ٨٣٥٤)

حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ان علي بن أبي طالب عنده علم الظاهر والباطن.

''بیشک علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس علمِ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔''

(حلية الأولياء ج ١ ص ١٠٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''جب ہمیں کسی چیز کا ثبوت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مل جائے تو پھر ہم کسی اور کی طرف رجوع نہیں کرتے''۔

(الاستيعاب ج ٣ ص ٢٠٧)

ام المومنین طیبہ طاہرہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

عليٌّ أعلم الناس بالسنة.

''حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے بڑھ کر سنت کے عالم ہیں''۔

(تاريخ دمشق ج ٤٢ ص ٤٠٨)

Marfat.com

سب سے اہم حقیقت یہ ہے کہ اولین وآخرین کا تمام علم قرآن کریم میں ہے اور مولیٰ علی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی امتی قرآن کا عالم نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: لوگو تم مجھ سے سوال کرو! بخدا تم قیامت تک جس چیز کے متعلق بھی سوال کرو گے میں تمہیں بتاؤں گا، اور تم مجھ سے قرآن مجید کی بابت سوال کرو، بخدا قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت نہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ رات میں اتری یا دن میں، میدانوں میں نازل ہوئی یا پہاڑوں میں؟۔''

(كتاب الفقيه والمتفقه ج۲ ص۳۵۱، ۳۵۲؛ جامع بيان العلم ج۱ ص٤٦٤؛ تاريخ دمشق ج ٤٢ ص۳۹۷، ۳۹۸؛ مختصر تاريخ دمشق ج۱۸ ص۲۲، ۲۳؛ الإتقان ج۲ ص٤٦٦؛ جمع الجوامع ج۱۳ ص٦٨ وص ۲۲۷ مفصلاً وص ۲۳۰)

نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

''لوگو تم مجھ سے قرآن کی جس آیت یا حدیث رسول ﷺ کے بارے میں دریافت کرو گے تو میں تمہیں بتاؤں گا۔''

(تفسير ابن كثير ج٤ ص٢٤٨؛ أسمى المطالب في سيرة علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ ص ٥٥)

اُن کے علاوہ دوسرے کسی شخص نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ چنانچہ سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی شخص نے یہ دعویٰ نہیں کیا'' سَلُوْنِيْ'' (مجھ سے سوال کرو) ماسوا علی بن ابی طالب علیہ السلام کے۔''

(كتاب الفقيه والمتفقه ج۲ ص۳۵۲؛ أسد الغابة ج٤ ص۱۰۹؛ تاريخ دمشق ج ٤٢ ص ۳۹۹؛ سبل الهدىٰ والرشاد ج۱۱ ص۲۸۹؛ جمع الجوامع ج۱۳ ص۳۱۹)

خلاصہ یہ ہے کہ مولیٰ علی علیہ السلام ''أَعْلَمُ النَّاسِ'' (سب سے بڑے عالم) تو پہلے سے ہی تھے پھر چشمانِ نبوی ﷺ میں جمع شدہ پانی کو چوسنے اور پینے سے انہیں مزید برکت حاصل ہوئی ہو تو کیا بعید ہے؟ لہٰذا اصطلاح محدثین کے طور پر بعض علماء کے ''ليس بصحيح'' کہنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا، قسّامِ ازل

Marfat.com

نے جس کو "أَعْلَمُ النَّاسِ" بنانا تھا بنادیا۔ اس سلسلے میں تفصیل درکار ہو تو راقم الحروف کی تصنیف "شرح خصائص علي رضی اللہ عنہ" اور "شرح: أسنى المطالب في مناقب سيدنا علي بن أبي طالب" کا مطالعہ فرمائیں۔

جسمِ نبوی ﷺ کی ہر چیز کی طہارت کا راز

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس سے خارج ہونے والی ہر چیز پاک کیوں؟ اس سوال کا جواب علماء کرام کی تصریحات سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا وجود مسعود جس مادہ سے تھا وہ مادہ ہی طاہر تھا۔ چنانچہ عارف باللہ امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ اِس درود شریف "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الطَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ" کے لفظ "طاهر" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

معنى الطاهر المنزه عن الأدناس الحسية والمعنوية، وقد نص العلماء على طهارة النطفة التى تكون منها المصطفىٰ ﷺ و أخرجوها عن الخلاف الذي في طهارة المني، كما أن جسده الشريف طاهر بعد الموت بالإجماع كأجساد الأنبياء، فهم مستثنون من الخلاف في طهارة الآدمي بعد الموت، ونصوا على طهارة جميع فضلاتهم الخارجة منهم فى الحياة وبعد الممات.

"طاہر کا معنی ہے تمام حسّی اور معنوی نجاستوں اور آلودگیوں سے منزہ۔ علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جس مادہ سے مصطفیٰ ﷺ کا بدنِ اطہر ہے، وہ طاہر ہے، اور انہوں نے منی کے پاک یا پلید ہونے کے اختلاف سے اُس نطفہ مبارکہ کو مستثنیٰ رکھا ہے، جیسا کہ سرور عالم ﷺ کا جسد شریف بعد از وصال بہ اجماعِ امت پاک ہے، اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی۔ سو انبیاء کرام علیہم السلام آدمی کے مرنے کے بعد اس کی طہارت یا عدم طہارت کی اختلافی بحث سے مستثنیٰ ہیں، اور علماء

Marfat.com

کرام نے انبیاء کرام علیہم السلام سے خارج ہونے والے فضلاتِ شریفہ کی طہارت کی تصریح فرمائی ہے، خواہ وہ ان کی حیات میں خارج ہوں خواہ بعد از وصال"۔

(جواہر البحار ج۳ ص ٥٤)

امام فاسی اور شیخ سلیمان الجمل نے بھی کچھ اضافہ کے ساتھ اسی طرح لکھا ہے۔

(مطالع المسرات ص ۹۱، وط: ص ۹۲؛ جواہر البحار ج۲ ص ٤٦٩)

نبوی مادۂ تولید کی طہارت

جس جسمِ مقدس کا پسینہ کائنات کی تمام خوشبوؤں سے افضل ہو، جس جسمِ مقدس سے خارج شدہ بَول (پیشاب) پاک اور بابرکت ہو، جس جسمِ مقدس سے برآمد ہونے والا براز (پاخانہ) پاک اور مبارک ہو، جس جسمِ مقدس کا خون طاہر اور باعثِ شفا ہو، اُس جسمِ مقدس کے مادۂ تولید کی طہارت مستقل عنوان سے علیحدہ بیان کی جائے، عقل مند مسلمان کے لیے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

بھلا صحیح حدیث کی رو سے جس جسمِ مقدس کا خون، ہڈی، گوشت، جِلد، بال وغیرہ سب نور ہوں بلکہ "وَاجْعَلْنِي نُوْرًا" کے مطابق جو ذات سراپا نور ہو، اس کے مادۂ تولید کی شان کو الگ سے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

کون عقل منداس حقیقت سے بے خبر ہوگا کہ مادۂ تولید خون سے بنتا ہے اور جس جسم کا خون طاہر ہو تو اُس خون سے بننے والا نطفہ بھی طاہر ہوگا، لیکن چونکہ مجھ ایسے سادہ لوگوں کی عقل ایسی باریک بینی سے قاصر ہوتی ہے اس لیے وضاحت مناسب سمجھی جاتی ہے۔

نبوی مادۂ تولید اور ذریتِ طاہرہ

علماءِ کرام کی تصریحاتِ بالا سے معلوم ہوا کہ جسدِ نبوی سے خارج شدہ ہر چیز طاہر ہے۔ اگر علماء کرام سے "فکل شيء منه ﷺ طاهر" کی تصریح نہ بھی ہوتی تب بھی قرآن وسنت کے دلائل سے یہ بات بآسانی سمجھ آتی ہے کہ خونِ نبوی سے بننے والا مادۂ تولید طاہر ہی نہیں بلکہ طیب ہے اور اُس مادۂ تولید

Marfat.com

سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والی نسل عام نسل نہیں بلکہ ''ذریتِ طاہرہ'' ہے۔امام محمد مھدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک ''مطھر'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''مطھر: یہ معتمد نسخوں میں ''ھ'' کی فتحہ سے اسم مفعول ہے،اور یہ آپ کے اسمِ طاہر کے معنی میں ہے،مگر اس صورت میں آپ کی طہارتِ کسبی مدنظر ہوگی،اور ''مُطَھَّر'' معنیٰ مفعول میں وہ ذات مدنظر ہوگی جو اِس طہارت کی فاعل ہے،اور جس نے بنظر عنایت آپ کی طہارت کو پسند کیا ہے ،اور عقلوں کو اس میں شک نہیں ہے کہ اس طہارت کا فاعل اللہ ﷻ ہے،جس نے اس کا ذکر اِس آیت میں کیا ہے ''وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا'' (اور وہ تمہیں خوب پاک فرمائے گا)''۔

(مطالع المسرات ص ۹۰،وط:ص ۹۳)

نسلِ نبوی کی طہارت میں اہتمامِ خداوندی

یہ بات محتاجِ بیان نہیں ہے کہ ''وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا'' میں اہلِ بیت شامل ہیں۔نبی کریم ﷺ نے خصوصاً اپنی رِداء (چادر) مبارک ڈال کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:

اللّٰهم هؤلاء أهل بيتي وحامتي أذهِبْ عنهم الرجسَ وطَهِّرْهم تطهيراً.

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص ہیں،ان سے پلیدی کو دور رکھ اور انہیں خوب پاک فرما''۔

(سنن الترمذي ص ٨٧٤،حديث ٣٨٧١؛مطالب السئول في مناقب آل الرسول ج١ ص ١٩ ،وط:ص ٢٥؛ذخائر العقبىٰ ص ٣٢؛الفصول المهمة لابن الصباغ المالكي ص ٢٤؛ جواهر العقدين ص ١٩٤؛نزل الأبرار بما صح من مناقب أهل البيت الأطهار للبدخشاني ص ١٥٣)

طہارت وغیرہ کی یہ دعا تو بعد کی بات ہے،ذریتِ طاہرہ کے لیے جو اہتمام اس سے قبل کیا گیا ذرا اُس میں بھی غور فرمایئے! نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں مگر نسلِ نبوی فقط سیدۂ کائنات فاطمۃ الزھراء علیھا السلام سے ہی چلی۔پہلی تین بیٹیوں سے چونکہ نسلِ نبوی کا چلنا مقدر نہیں تھا بایں وجہ اُن کے لیے وہ

Marfat.com

اِہتمام نہیں کیا گیا جو سیدۂ کائنات علیہا السلام کے لیے کیا گیا، مثلاً:

۱۔ سیدۂ کائنات علیہا السلام کے لیے مکمل ہاشمی رشتہ تلاش کیا گیا، کیونکہ مولیٰ علی علیہ السلام ماں باپ دونوں کے لحاظ سے ہاشمی ہیں

۲۔ پوری امت کے ذکور میں سے اولین مسلم، پوری امت سے بڑھ کر بردبار اور پوری امت سے زیادہ پڑھے لکھے شخص کا انتخاب کیا گیا۔ چنانچہ نکاح کے موقعہ پر سیدۂ کائنات علیہا السلام کچھ کبیدہ خاطر ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے بایں الفاظ اُنہیں مطمئن فرمایا:

أما ترضين أني زوجتک أقدم أمتي سِلماً وأكثرهم علماً وأعظمهم حلماً؟

''کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو میری امت میں اسلام کے لحاظ سے سب پر مقدم، علم کے لحاظ سے سب سے زیادہ اور بُردباری کے لحاظ سے سب سے اعظم ہے؟''۔

(مسند أحمد ج ٥ ص ٢٦ وج ٦ ص ٧٩٤ رقم ٢٠٥٧٣)

حافظ ہیثمی فرماتے ہیں:

''اس حدیث کو امام احمد اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں ایک شخص خالد بن طہمان ہے، امام ابوحاتم اور دوسرے علماء نے اس کی توثیق فرمائی ہے اور باقی تمام راوی ثقہ ہیں''۔

(مجمع الزوائد ج ٩ ص ١٠١، وط: ج ٩ ص ١٢٣، حديث ١٤٤٥٩٥)

۳۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا نے جس خوش نصیب کے عقد میں آنا تھا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُسے اس کے بچپن سے ہی آغوشِ نبوی ﷺ میں دیدیا اور گھٹی سے لے کر آخر تک اس کی مکمل پرورش کاشانۂ نبوت میں ہوئی، تاکہ نبی کریم ﷺ کے مقدس خون سے چلنے والی نسل کے ساتھی کا تعلق جہاں تک ہوسکتا ہے کاشانۂ نبوی اور اہل بیتِ نبوت سے ہو۔ چنانچہ یہ تعلق اس قدر گہرا ہوا کہ خلیفۂ

Marfat.com

رسول امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو عترتِ رسول قرار دیا۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سمعتُ أبا بكر الصدّيق يقول لعلي بن أبي طالب: عترة رسول الله ﷺ.

''میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی اولاد فرمایا''۔

(مختصر تاریخ دمشق ج۱۸ ص۲۸)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حق فرمایا، چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اس تعلق کو یوں بیان فرمایا:

إن علياً مني وأنا منه.

''بیشک علی مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں''۔

(السنن الكبرى للنسائي ج۷ ص۳۰۹، حديث ۸۰۹۰)

بعض احادیث میں تو سید العالمین ﷺ نے مولیٰ علی علیہ السلام کے حق میں فرمایا:

كنفسي.

''وہ میری جان کی مانند ہیں''۔

(فضائل الصحابة ج۲ ص۷۰۶، حديث ۹۶۶ وص ۷۳۳، حديث ۱۰۰۸)

کبھی اسی حقیقت کو یوں ادا فرمایا:

هٰذا علي بن أبي طالب لحمه لحمي ودمُه دمي.

''یہ علی بن ابی طالب ہے، (رضی اللہ عنہ) اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے''۔

(المعجم الكبير رقم ۱۲۳۴۱، وط: ج۶ ص۲۴، حديث ۱۲۱۷۲؛ مجمع الزوائد ج۹ ص ۱۱۱، وط: ج۹ ص۱۴۲، حديث ۱۴۶۵۴؛ تاريخ دمشق ج۴۲ ص۱۶۹؛ مختصر تاريخ دمشق ج۱۷ ص۳۰۷، ۳۴۶)

لہٰذا نبی کریم ﷺ اور مولیٰ علی علیہ السلام کے تعلق کے بارے میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ

Marfat.com

وہ یک جان دو قالب ہیں، قطبِ گولڑہ رحمۃ اللہ علیہ نے حق فرمایا ہے، ع

لَحْمُكَ لَحْمِيْ جِسْمُكَ جِسْمِيْ فرق نہیں مابین پیا

ایسا اتصال واتحاد کسی دوسری شخصیت کو نصیب نہیں ہوا، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ياعلي لا يحل لأحد أن يجنب في هذا المسجد غيري وغيرك.

''یا علی! میرے اور تیرے سوا کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اِس مسجد میں جنبی حالت میں رہے۔''

(سنن الترمذي ص ٨٤٨، حديث ٣٧٢٧)

فی الجملہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اُن کے بچپن سے پرورش وتربیت شروع فرمائی اور جب تعلق کی نوعیت وہاں آ پہنچی جو اوپر مذکور ہوا تو پھر انہیں اپنی وہ بیٹی عطا فرمائی جس سے ذریتِ نبوی کا سلسلہ چلانا قدرت کو منظور تھا۔ یہ سارا اہتمام ایک خاص مقصد کے پیش نظر تھا ورنہ مکمل ہاشمی تو سیدنا عقیل بن ابی طالب اور سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا مولیٰ علی علیہ السلام کو لینا اور اپنانا فقط حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کی غربت کے مداوے کے لیے نہیں تھا بلکہ اِس خاص حکمت کے پیشِ نظر بھی تھا۔

تنبیہ:

خیال رہے کہ کسی بھی اہم عمل کے کئی پہلو ہوتے ہیں، جو پہلو ظاہر ہوا اور زبانِ زد عام ہوا اس پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاتی مگر اصل حکمت اور حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔

۴۔ یہ نکاح رب تعالیٰ کے خاص فیصلہ اور حکم کے تحت ہوا۔ اس سے قبل سیدۂ کائنات کے نکاح کا پیغام حضرات شیخین رضی اللہ عنہما بھی لے کر آئے تھے، مگر حضور ﷺ نے عذر فرمایا تھا۔ متعدد کتبِ حدیث وسیرت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جہاں شیخین رضی اللہ عنہما کو سیدہ کے متعلق یہ فرمایا کہ ''إنها صغيرة'' (وہ چھوٹی ہے) وہاں بعض روایات کے مطابق یہ ارشاد بھی مذکور ہے کہ ''يا أبابكر أَنْتَظِر بها القضاءَ'' (اے ابو بکر! میں اِس معاملہ میں قدرت کے فیصلہ کا منتظر ہوں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی یہی فرمایا تھا''۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد ج٨ ص ٢٥٢؛ مناقب علي والحسنين ص ١٧٣؛ مجمع الزوائد

Marfat.com

ج۹ص۲۰۶،حدیث۱۵۲۱۱؛موسوعة العشرة المبشرون بالجنة ج۱۱ص۶۳)

بالآخر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ سیدہ کا نکاح علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن اللّٰه أمرني أن أزوج فاطمة من علي.

''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کروں''۔

(مجمع الزوائد ج۹ص۲۰۴،حدیث۱۵۲۰۸)

۵۔ رخصتی کے وقت جو جامع دعا کی گئی اور زوجین علیہما السلام پر جو پانی چھڑکا گیا ایسے اہتمام کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی۔

نوٹ:

گزشتہ چند سطور میں سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی شان میں جس قدر احادیث آئی ہیں اُن کی مکمل تخریج، تحقیق اور تشریح کے لیے ہماری کتب ''شرح خصائص علي، شرح أسنى المطالب اور شرح كتاب الأربعين في فضائل آل البيت الطاهرين'' کا مطالعہ فرمائیے۔

عترتِ طاہرہ کی مخصوص شان

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح پسینۂ نبوی، لعابِ نبوی، بلغمِ نبوی، خونِ نبوی، براز نبوی اور بَولِ نبوی طیب و طاہر اور باعثِ برکت و شفا ہیں اِسی طرح اُسی جسم نبوی کا مادۂ تولید بھی طیب و طاہر ہے اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد بھی عام نسل نہیں بلکہ ذریتِ طیبہ اور طاہرہ ہے۔ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لا نفضِّل بعد الصحابة أحد إلا بالعلم والتقوى والأصح أن فضل أبنائهم على ترتيب فضل آبائهم إلا أولاد فاطمة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها، فإنهم يفضلون على أولاد أبي بكر وعمر وعثمان رضي اللہ عنہم لقربهم من رسول اللّٰه ﷺ فهم العترة الطاهرة والذرية الطيبة الذين أذهب اللّٰه

Marfat.com

عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً، كذا في الكفاية.

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہم کسی شخص کو علم اور تقویٰ کے بغیر فضیلت نہیں دیتے، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولاد کی فضیلت اُن کے آباؤ اجداد کی فضیلت کی ترتیب کے مطابق ہے، ماسوا اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے۔ بلاشبہ وہ اولادِ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم پر قربِ مصطفیٰ ﷺ کے باعث فضیلت رکھتے ہیں۔ پس وہ ایسی عترتِ طاہرہ اور ذریتِ طیبہ ہیں جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رجس (ہر طرح کی پلیدی) کو دور کر دیا اور انہیں خوب پاک فرما دیا، جیسا کہ ''کفایہ'' میں مذکور ہے۔''

(شرح: الفقه الأكبر لعلي القاري ص ۱۸۲)

ذریتِ طاہرہ کی برکت اور خوشبو

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب جسدِ نبوی سے خارج ہونے والے تمام فضلات بابرکت اور خوشبودار ہیں تو کیا ذریتِ نبوی بھی بابرکت اور خوشبودار ہے؟

جواب: بالکل ذریتِ نبوی بھی بابرکت اور خوشبودار ہے۔ جب یثرب حضور ﷺ کے قدوم میمنت لزوم کی وجہ سے طابہ، طیبہ اور خوشبودار ہو گیا تو جو ذریت خود ہے ہی جسدِ نبوی ﷺ کا حصہ وہ کیونکر باعثِ برکت اور خوشبودار نہ ہوگی؟ اس ذریت کے باعثِ برکت ہونے کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے۔ ارشادِ نبوی ہے:

إني تارك فيكم الثقلين، أحدهما أكبر من الآخر، كتابَ الله عزّ وجلّ، وعترتي، أهل بيتي، الحديث

''بے شک میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ہر ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ عزّ وجلّ کی کتاب اور میری اولاد، میرے اہل بیت''۔

(خصائص أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ ص ۹۶، حديث ۷۹)

اگر حدیث شریف کے ان الفاظ ''أحدهما أكبر من الآخر'' میں غور کیا جائے تو قرآن کریم اور

Marfat.com

ذریتِ کریمہ کی عظمت برابر نظر آتی ہے، لہٰذا صحیح مسلم ومومن کے لیے جس قدر قرآن کریم باعثِ برکت ہے اسی قدر ذریتِ کریمہ بھی باعثِ برکت ہے، اور چونکہ قیامِ قیامت تک وجود کائنات کا انحصار انہی دو چیزوں پر ہے اس لیے یہ دونوں چیزیں قیامت تک قائم رہیں گی، جیسا کہ آگے الفاظ ہیں: "إنهما لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض" (یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچیں گی)۔

باقی رہا ذریتِ طاہرہ کے خوشبودار ہونے کا مسئلہ تو بلاشبہ یہ ذریت طیبہ بابرکت ہونے کے ساتھ ساتھ خوشبودار بھی ہے۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے کیوں فرمایا کہ حسنین کریمین میرے پھول ہیں، کیا مبالغۃً فرمایا؟ نہیں بلکہ حقیقۃً فرمایا، یہی وجہ ہے کہ آپ اُنہیں سونگھتے بھی تھے۔ مکمل تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب "شرح خصائص علی رضی اللہ عنہ" ملاحظہ فرمائیں: صفحہ ۶۹۳ ومابعدھا۔

اور سیدہ کائنات علیہا السلام کو زہراء (کلی) فرمایا، اور کلی اُسے کہتے ہیں جو پوری طرح کھل کر نظارۂ عام نہ بنی ہو۔ بہرحال ذریتِ طیبہ سے اب تک دل آویز خوشبو آتی ہے، بشرطیکہ انسان روحانی اور قلبی طور پر مزکوم (زکام زدہ) نہ ہو۔ امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے حق فرمایا تھا ؎

کیا بات رضا اُس چمنستانِ کرم کی
زہراء ہے کلی جس میں، حسین اور حسن پھول

ذریتِ طیبہ کی تعظیم سے روگردانی کیوں؟

افسوس کہ بعض لوگ قرآن کریم کی تکریم تو کرتے ہیں مگر ذریتِ طاہرہ کی تکریم سے روگرداں ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ ذریتِ طیبہ اُسی جسم نبوی ﷺ کا حصہ نہیں ہے جس جسم کے پسینے، لعاب، بلغم، خون، اور بول وبراز کو تبرک قرار دیا گیا ہے؟ تو پھر کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ اِس ذریت طیبہ کو دوسرے لوگوں کے برابر سمجھتے ہیں؟ اگر عام کاغذ پر لکھے ہونے کے باوجود عظمت میں قرآن کریم دوسری کتابوں کے برابر نہیں ہے، اور پتھر ہونے کے باوجود حجر اسود دوسرے پتھروں کے برابر نہیں ہے تو اسی طرح عام پیکر میں ہونے کے باوجود ذریتِ طیبہ عام انسانوں کے برابر نہیں ہے، بلکہ یہ اُسی جسم نبوی ﷺ کا حصہ ہے جس

Marfat.com

جسمِ اقدس سے خارج شدہ فضلات نہ صرف یہ کہ دوسرے لوگوں کے فضلات کی طرح نہیں بلکہ تبرک ہیں تو یقیناً ذریتِ طیبہ جسم نبوی کا حصہ ہونے کے باعث امت کے حق میں سراپا برکت اور واجب التعظیم ہے۔ مزید تفصیل کے لیے راقم اثیم کی کتاب ''شرح خصائص علی رضی اللہ عنہ'' ملاحظہ فرمائیں۔

جعلی سیدوں پر لطیفہ

تعجب ہے کہ کچھ لوگ قولاً یا عملاً ذریتِ طیبہ (سادات کرام کثرھم اللہ تعالیٰ) کی عظمت سے روگردانی کرتے ہیں مگر جب وہ خود کو مقبولِ خلق بنانا چاہتے ہیں یا معاشی آسودگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ذریتِ طیبہ سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور سید کہلوانا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی بنا سپتی سید سے ایک مرتبہ خاص مجلس میں نام پوچھا گیا تو حواس باختہ ہو کر بولا: ''سید ظفر محمود شاہ ولد دین محمد جٹ''۔

یاد رکھئے! یہ انتہائی خطرناک بات ہے، اسے آسان مت سمجھئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

من ادعى إلى غير أبيه وهو يعلم فالجنة عليه حرام.

''جس شخص نے جان بوجھ کر خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا اس پر جنت حرام ہے''۔

(الجامع الصغير للسيوطي ج١١ ص٥٦١٤)

محمد (ﷺ) اور عیب؟

اب تک حضور ﷺ کے اسمِ طاہر اور طیب وغیرھا کے حوالہ سے جو آپ کا طیب و طاہر ہونا ثابت ہوا، اور اس پر کئی پہلوؤں سے گفتگو ہوئی، درحقیقت یہ تمام اسماء معنویت کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ کے اسم ذات ''محمد ﷺ'' کی طرف لوٹتے ہیں، یعنی یہ اسم مبارک جن تمام صفات کو متضمن (اپنے اندر لیے ہوئے) ہے دوسرے تمام اسماء سے اُنہیں صفات کا معنوی ظہور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا یہ نام رکھ کر اپنے حبیب کو ہر لحاظ سے کامل بنایا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالکریم یمنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کمال درجہ معتدل الخلقت تھے۔ کوئی شخص آپ سے زیادہ حسین تھا

Marfat.com

(اور) نہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے کمال کی تکمیل کے لیے ظاہر فرمایا ہے، نقص کے لیے نہیں۔ اسی لیے تو آپ نے فرمایا: "بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ" (میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں) آپ کی بعثت سے قبل وجودِ کائنات ناقص تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے موجودات ضروریہ اور محمودات شرعیہ کی تکمیل ہوگئی۔ موجودات ضروریہ کی تکمیل کی دلیل آپ کا یہ فرمان ہے "بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ" اور محمودات شرعیہ کی تکمیل کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ"۔ پس کمالِ ظاہری ہو یا باطنی سب آپ ﷺ سے ہے۔ آپ کی ذات کے بغیر کوئی کمال، کمال نہیں ہوسکتا۔ (آگے لکھتے ہیں)

ولما كان ﷺ كمال الوجود، كان محل شيء فيه غاية من الكمال فلا نقص فيه بوجه من الوجوه لأنه كمال محض، حتى فضلاته ﷺ كانت طاهرة، والدليل على ذلك أن المرءة شربت بوله لم ينهها هو ولا أحد من أصحابه فلو لم تكن طاهرة لكان ذلك الفعل محل النهي.

"اس لیے کہ آپ ﷺ وجودِ کمال ہیں، آپ کی ذات میں ہر چیز غایت درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے، پس آپ کی ذات میں کسی وجہ سے بھی کوئی نقص موجود نہیں ہے، کیونکہ آپ کمالِ محض ہیں، یہاں تک کہ آپ کے فضلات شریفہ بھی طاہر ہیں، اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک خاتون نے آپ کا بول مبارک نوش کیا تو آپ ﷺ یا آپ کے کسی صحابی نے اس کو منع نہ کیا۔ اگر آپ کا بول شریف طاہر نہ ہوتا تو یہ عمل ایسا ہے کہ اس سے صاف منع کیا جاتا"۔

(جواہر البحار ج ۱ ص ۲۵۵، وط: ج ۱ ص ۳۵۹)

معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ قادر کی قدرت کے ایسے شاہکارِ کامل ہیں جہاں نقص کا

Marfat.com

گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے روبرو "خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ" (آپ ہر عیب سے مبراء پیدا کیے گئے) فرمانا درحقیقت لفظ "محمد ﷺ" کی معنویت کی طرف اشارہ ہے، اور اسی کو عصر حاضر کے حسان نے یوں ادا فرمایا ہے۔

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
نہیں جس کے رنگ کا دوسرا، نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو! اس کو گل کہے کیا کوئی؟ کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِيَةِ الْأَبْدَانِ وَشِفَائِهَا وَنُوْرِ الْأَبْصَارِ وَ ضِيَائِهَا وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ"

جسمِ نبوی ﷺ کی طہارت اور خوشبو کا آغاز

طہارت اور خوشبوئے نبوی ﷺ کا جو تذکرہ اب تک آپ پڑھ چکے ہیں یا جو آئندہ صفحات میں آئے گا، اکثر علماء کرام نے اس طہارت اور خوشبو کے آغاز اور سبب کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے جسمِ اقدس کی یہ طہارت اور خوشبو شقِ صدر کی وجہ سے تھی۔ چنانچہ امام ابوالقاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۸۱ھ طہارتِ فضلاتِ نبوی پر تفصیلی گفتگو کے بعد لکھتے ہیں:

وذلک واللّٰہ أعلم للمعنی الذي بیناہ في حدیث نزول الملکین علیہ حین غسلا جوفہ بالثلج في الطست الذھب.

"اور یہ طہارت، اللہ بہتر جانتا ہے، اُس معنیٰ کی وجہ سے ہے جو ہم فرشتوں کے نزول کے بارے میں بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے آپ کے شکم اقدس کو سونے کے تھال میں برف کے ساتھ دھویا تھا"۔

(الروض الأنف في تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ھشام ج۳ ص ۲۶۵)

یہ بات ایک آدھ نہیں بلکہ اکثر علماء کبار نے لکھی ہے، مثلاً امام ابن حجر عسقلانی، امام خیضری شافعی

Marfat.com

اورامام قسطلانی وغیرھم۔ نیز امام صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ خوشبوئے نبوی پر متعدد احادیث درج کرنے کے بعد تنبیھات کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

مبدأ هذه الرائحة الطيبة بجسده ﷺ من ليلة الإسراءِ. روى ابن مردويه عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كأن رسول الله ﷺ منذ أسري به ريحه ريح عروس وأطيب من ريح عروس.

''سید عالم ﷺ کے جسم اقدس سے اس پاکیزہ خوشبو کی ابتدا شبِ معراج سے ہوئی۔ امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: گویا جب سے رسول اللہ ﷺ نے معراج فرمائی تب سے آپ کی خوشبو دلہنوں کی طرح بلکہ ان کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہوگئی''۔

(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ج۲ ص۸۸)

آباءِ مصطفیٰ ﷺ سے خوشبو

راقم الحروف اکابرین کی اِن تصریحات کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے اور امام صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت درج کی ہے وہ بھی متعدد احادیثِ صحیحہ کے مقابلہ میں مردود ہے۔ میرا ایمان وعقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس کی یہ خوشبو اور طہارت کسی شق صدر کی وجہ سے نہیں بلکہ پہلے سے تھی۔ یہ خوشبو آپ کی ولادتِ باسعادت کے وقت بھی تھی اور اس سے قبل آپ کے آباء واجداد سے بھی آتی تھی۔ چنانچہ امام بیہقی کے استاذ گرامی امام ابو سعد الخرکوشی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہما حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

تفوح منه ريح كريح المسك ونور محمد ﷺ يسطع في دائرة غرة جبينه.

''ان سے مشک کی طرح خوشبو آتی تھی اور نورِ محمدی ﷺ انکی پیشانی میں چمکتا تھا''۔

(شرف المصطفى ﷺ ج۱ ص۳۳۶)

امام قسطلانی، امام زرقانی، امام ابن زینی دحلان مکی، امام نبھانی، علامہ اشرف علی تھانوی اور صوفی محمد

Marfat.com

اقبال مدنی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(المواهب اللدنية ج۱ ص۹۷،۹۸؛شرح الزرقاني على المواهب ج۱ ص۱۵۵؛الأنوار المحمدية للنبهاني ص۱۸؛نشر الطيب ص ۲۰؛ العطور المجموعة ص۴۹)

ولادتِ باسعادت کے وقت خوشبو

ام الرسول سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا ولادتِ مقدسہ کے عجائبات کے بیان میں فرماتی ہیں:

ثم نظرت إليه ﷺ فإذا هو كالقمر ليلة البدر، وريحه يسطع كالمسک الأذفر.

''پھر میں نے یکا یک اُن کی طرف دیکھا تو وہ بدرِ منیر کی طرح لگ رہے تھے، اور اُن کی خوشبو مشکِ اذفر کی طرح مہک رہی تھی''۔

(المواهب اللدنية ج۱ ص۱۲۶؛تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس ج۱ ص۲۰۴؛شرح الزرقاني على المواهب ج۱ ص۲۱۵)

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کا مشاہدہ

مرضعۂ مصطفیٰ (حضور ﷺ کو دودھ پلانے والی مائی) سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو جو پہلا مشاہدہ ہوا، وہ اس کے بیان میں فرماتی ہیں کہ جب میں اندر آئی تو نبی کریم ﷺ صوف کے ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے:

يفوح من نسج ذلک الصوف الذي عليه ريح كريح المسک الأذفر.

''صوف کے اُس کپڑے سے جو آپ کے اوپر تھا مشکِ اذفر کی طرح خوشبو مہک رہی تھی''۔

(شرف المصطفى ج۱ ص۳۷۵؛المواهب اللدنية ج۱ ص۱۵۱؛شرح الزرقاني على المواهب ج۱ ص۲۶۹؛تاريخ الخميس ج ۱ ص۲۲۳؛السيرة النبوية لابن زيني دحلان مكي ج۱ ص۴۴)

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ شقِ صدر سے پہلے طاہر، طیب اور معطر تھے۔ شقِ صدر سے کوئی اور فائدہ حاصل ہوا ہو تو وہ اپنی جگہ لیکن حضور ﷺ کی اصل طہارت ونفاست اور عمدہ خوشبو میں اسے کوئی دخل نہیں۔ فرض کیا کہ حضور ﷺ کی یہ خوشبو شقِ صدر کا نتیجہ ہے تو پھر یہ خوشبو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کیوں آتی تھی، کیا ان کا بھی شقِ صدر ہوا تھا؟

حضرت آدم علیہ السلام سے خوشبو

علامہ اشرف علی تھانوی کے خلیفۂ اجل شاہ عبدالغنی پھول پوری لکھتے ہیں:

''حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے کہ آپ کے گریہ وزاری کے آنسوؤں سے چھوٹے چھوٹے چشمے پیدا ہو گئے، پھر حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے جمع شدہ آنسوؤں کے چشموں سے خوشبودار پھول کے درخت پیدا فرمائے''۔

(معرفتِ الٰهیه ص۲۸۶، ناشر قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانه، کراچی)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال مجاهد: بكى آدم مائة عام لايرفع رأسه إلى السماء، وأنبت الله من دموعه العود الرطب والزنجبيل والصندل وأنواع الطيب، وبكت حواء حتى أنبت الله من دموعها القرنفل والأفاوي.

''امام مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سو سال گریہ کیا، آسمان کی طرف سر مبارک بلند نہ کیا، اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے آنسوؤں سے تازہ عود، زنجبیل، (اَدرک) صندل اور خوشبو کی کئی اقسام پیدا فرمائیں، اور سیدہ حواء علیہا السلام نے گریہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے آنسوؤں سے قرنفل (لونگ) اور طعام کو خوشگوار بنانے والی دوسری چیزیں پیدا فرمائیں''۔

(المواهب اللدنية ج۱ ص۷۸؛ شرح الزرقاني على المواهب ج۱ ص۱۰۷)

آدم علیہ السلام میں یہ خوشبو کہاں سے آئی؟ شقِ صدر کی وجہ سے یا جنتی ماحول کی وجہ سے؟ اگر یہی دو

Marfat.com

وجہیں مانی جائیں تو پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس سے جو خوشبو آتی تھی اس کا سبب کیا تھا، کیونکہ وہ جنت میں رہے اور نہ ہی ان کا شقِ صدر ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہوں یا حضرت آدم علیہ السلام ہوں سب میں حضور ﷺ کی خوشبو تھی بلکہ کائنات و جنت کی خوشبو بھی آپ کی مبارک ذات سے ہے۔ کیونکہ آپ عالمین کی رحمت ہیں اور جنت عالمین سے باہر نہیں ہے۔

Marfat.com

طہارتِ فضلاتِ نبویہ پر مذاہبِ اربعہ

علامہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

مسئلة طهارت فضلات الأنبياء توجد في كتب المذاهب الأربعة ولكن لانقل فيها عن الأئمة إلا ما فى المواهب عن أبي حنيفة نقلاً عن العيني، ولكني ما وجدته فى العيني .

''طہارتِ فضلاتِ انبیاء کرام علیہم السلام کا مسئلہ مذاہبِ اربعہ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے، لیکن میرے پاس اس مسئلہ میں ائمہ (اربعہ) سے کوئی نقل نہیں ہے، ماسوا اس کے کہ ''المواهب اللدنية'' میں عینی (عمدۃ القاری) سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے، لیکن میں نے عینی میں اسے نہیں پایا''۔

(فيض الباري شرح صحيح البخاري ج۱ ص ۲۵۰، ۲۵۱)

علامہ انور شاہ کشمیری کا یہ کہنا حق ہے کہ طہارتِ فضلاتِ انبیاء کرام علیہم السلام کا مسئلہ براہِ راست ائمہ اربعہ کی نقول کی صورت میں نہیں ملتا لیکن ان کے پیروکاروں کی کتب میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ آئندہ سطور میں ہم کتبِ مذاہبِ اربعہ سے تصریحات پیش کر رہے ہیں اور امام الأئمہ، سراج الأمة سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جس قول کو کشمیری صاحب نے عینی میں نہیں پایا وہ بھی نقل کریں گے۔ ان شآء اللّٰہ تعالیٰ وبیدہ التوفیق.

فقہاءِ شافعیہ کا مذہب

اس مسئلہ کی وضاحت میں شافعی فقہاء کرام رضی اللہ عنہم کی عبارات بہ کثرت ہیں اس لیے اُنہیں سے آغاز کرتا ہوں۔

Marfat.com

امام بیہقیؒ کا مذھب

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الکبریٰ" میں "کتاب النکاح" کے ذیل میں خصائص نبوی ﷺ پر چند ابوب قائم فرمائے ہیں۔ان میں سے ایک باب میں وہ احادیث جمع کی ہیں جو فضلاتِ نبوی ﷺ کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں۔(مثلاً حدیثِ ابن زبیر، حدیثِ سفینہ، حدیثِ برکۃ حبشیہ، اور یہ تمام احادیث ہم گزشتہ اوراق میں لکھ چکے ہیں) ان احادیث کے اندراج سے قبل امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نظریہ کو باب کے عنوان سے یوں ظاہر کیا ہے:

باب تركه الإنكار على من شرب بوله ودمه.

"جن لوگوں نے آپ کا بول اور خون نوش کیا ان پر آپ کا انکار نہ کرنا"۔

(السنن الكبرىٰ للبيهقي ج٧ص ٦٧ـوط: ج٧ص ١٠٦)

نیز یہ بات امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نبوت کے دلائل میں سے ہے، کیونکہ اُنہوں نے اپنی مشہور و مقبول کتاب "دلائل النبوۃ" میں جب نبی کریم ﷺ کے خصائص جمع کرنے کا ارادہ فرمایا تو وہاں یہ وضاحت بھی فرمائی کہ کچھ خصائصِ نبوی ﷺ ہم اپنی تصنیف "السنن الکبریٰ" کی "کتاب النکاح" میں بھی ذکر کر چکے ہیں۔

(دلائل النبوة للبيهقي ج٥ ص ٤٧٠)

مطلب یہ ہے کہ اگر "السنن الکبریٰ" میں وہ خصائص نہ لکھ دیئے ہوتے تو یہاں "دلائل النبوۃ" میں لکھے جاتے، لہٰذا اب قاری کو چاہیئے کہ جب وہ اُن کی کتاب "دلائل النبوۃ" کا مطالعہ کرے تو اُن دلائلِ نبوت کا مطالعہ بھی ضرور کرے جو "السنن الکبریٰ" میں لکھے جا چکے ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ہم نے براز مبارک کا آغاز بھی امام بیہقی کی روایت کردہ ایک حدیث سے کیا تھا اور اس باب میں فقہاء و علماء کی آراء کے سلسلہ میں بھی سب سے اوّل امام بیہقی کے مذھب اور ان کی کتاب کا ذکر ہے۔اس سے اُس بات کی تلافی ہوگئی جو امام بیہقی نے براز مبارک کی خوشبو والی حدیث کو موضوع کہا تھا۔اگرچہ اُن کا اُس حدیث کو موضوع کہنا اُس کے دیگر طرق پر اطلاع نہ ہونے کے سبب سے

Marfat.com

تھا، جیسا کہ ملا علی قاری اور امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہما نے تصریح فرمائی ہے۔

(جمع الوسائل ج۲ ص۲؛ زرقاني على المواهب ج۵ ص٥٤٤)

امام نوویؒ شافعی کا مذہب

علامہ نووی فرماتے ہیں:

''جن علماء نے فضلات نبوی ﷺ کو طاہر قرار دیا ہے اُنہوں نے دو معروف حدیثوں سے دلیل حاصل کی ہے۔ ان میں ایک حدیثِ ابوطیبہ ہے، کیونکہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دم مبارک پی لیا تھا اور آپ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی تھی، اور ایک خاتون نے آپ کا بول مبارک نوش کیا تھا، آپ نے اس پر بھی نکیر نہیں فرمائی تھی۔ حدیثِ ابوطیبہ ضعیف ہے (مگر حدیثِ ابن زبیر، حدیث مالک بن سنان اور حدیث سفینہ ضعیف نہیں ہیں، فیضی) اور خاتون نے جو بول مبارک پیا تھا، وہ حدیث صحیح ہے۔ امام دارقطنی نے اس کو بیان کر کے صحیح کہا ہے اور از روئے قیاس یہی ایک حدیث تمام فضلات کی طہارت کی دلیل کے لیے کافی ہے''۔

اگلے الفاظ کی عبارت ملاحظہ ہو:

وموضع الدلالة أنه ﷺ لم ينكر عليها ولم يأمر بغسل فمها ولا نهاها عن العود إلى مثله.

''اور مقام دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نہ تو اُس خاتون پر نکیر فرمائی، نہ اُسے منہ دھونے کا حکم دیا اور نہ ہی اُسے آئندہ ایسا کرنے سے منع کیا''۔

(شرح المهذب ج۱ ص٢٣٤ إدارة الطباعة المنيرية ،مصر)

امام قسطلانی نے بھی امام نووی کے حوالہ سے یہی لکھا ہے۔

(المواهب اللدنية ج۲ ص۳۱۸)

امام نوویؒ نے اپنی ایک اور کتاب میں لکھا ہے:

Marfat.com

''نبی کریم ﷺ کے بول اور خون سے برکت حاصل کی جاتی تھی''۔

(تهذيب الأسماء واللغات ج۱ ص۴۲)

امام نووی کے حوالہ سے امام نبہانیؒ نے بھی یہی لکھا ہے۔

(جواهر البحار ج۱ ص۲۰۴)

امام تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی کا مذہب

آپ کے فرزند ارجمند امام تاج الدین سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہما اپنے والد ماجد کے مختار اقوال میں لکھتے ہیں:

وأن فضلات النبيﷺ طاهرة، وهو رأي أبي جعفر الترمذي.

''اور بیشک نبی کریم ﷺ کے فضلات شریفہ طاہر ہیں، اور یہ امام ابوجعفر ترمذی کی رائے ہے''۔

(طبقات الشافعية الكبرىٰ ج۵ ص۳۵۷)

امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مختار مذہب ہم اُن کے اپنے الفاظ میں نقل کر رہے ہیں۔ وہ ''الشفاء للقاضي'' سے حدیث بالمعنیٰ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وهـذا يؤيد قول أبي جعفر الترمذي من أصحابنا بطهارة فضلا ته ﷺ،و ورد حـديـث مرفوع أن الأرض تبلع ما يخرج من الأنبياء فلايرى منه شيء ، وأنا أختار في هذه المسألة قولَ أبي جعفر الترمذي بالطهارة، وإن كان الـمشهـور عـنـد أصحابنا خلا فه،لحديث التي شربت بوله، وهو صحيح.

''فضلاتِ نبوی ﷺ کی طہارت کے قول میں یہ حدیث ہمارے مشائخ میں سے امام (محمد بن احمد بن نصر) الترمذی (الشافعی متوفی ۲۹۵ھ) کی تائید کرتی ہے، اور اس سلسلے میں ایک مرفوع حدیث وارد ہوئی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام

Marfat.com

مبارکہ سے جو کچھ نکلتا ہے زمین اسے نگل جاتی ہے، اور میں اِس مسئلہ میں امام ابو جعفر ترمذی کے قول کو اختیار کرتا ہوں، اس حدیث کے پیشِ نظر کہ ایک خاتون نے آپ ﷺ کا بول مبارک پی لیا تھا، اور وہ صحیح حدیث ہے، اگرچہ ہمارے اصحاب (شافعیہ) کے نزدیک مشہور قول اس کے خلاف ہے''۔

(السيف المسلول لتقي الدين السبكي ص٤٦٩، ٢٧٠)

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ کا مذہب

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعیؒ لکھتے ہیں:

''ایک غریب حدیث میں ہے (شاید امام ابن حجر مکی کو اس حدیث کے دیگر متعدد اور قوی طرق اس وقت مستحضر نہیں تھے، فیضی) نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے جو کچھ خارج ہوتا تھا زمین اسے نگل جاتی تھی، اور اس بات کی حافظ عبدالغنی مقدسی نے تائید فرمائی ہے اور کہا ہے کہ کسی بھی صحابی سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اس نے آپ کا براز (پاخانہ) دیکھا ہو۔ بخلاف پیشاب کے:

فإنهم يستشفون به كدمه ﷺ ومن ثم اختار جماعة أئمتنا رضي الله عنهم طهارة جميع فضلا ته ﷺ۔

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے بول مبارک سے اسی طرح شفا حاصل کرتے تھے جس طرح آپ ﷺ کے خون سے، اور ہمارے متأخرین ائمہ شافعیہ رضی اللہ عنہم نے سرورِ عالم ﷺ کے جمیع فضلات شریفہ کی طہارت کا مذہب اختیار کیا ہے''۔

(المنح المكية في شرح الهمزية ص١٠٣، وط: ص٢٨٤)

امام ابن حجر مکی سے امام نبہانی شافعی نے بھی یہ عبارت نقل کی ہے۔

(جواهر البحار ج٢ ص٨٥)

امام ابن حجر مکی شافعی نے اپنی ایک اور کتاب میں اس بات کو متقدمین ومتأخرین کا قولِ مختار قرار دیا

Marfat.com

ہے، وہ لکھتے ہیں:

واختار جمع متقدمون ومتأخرون طهارة فضلاته ﷺ وأطالوا فيه.

''تمام متقدمین اور متأخرین نے حضور ﷺ کے فضلات شریفہ کی طہارت کے مذہب کو اختیار کیا ہے اور اس میں انہوں نے تفصیلی دلائل دیے ہیں''۔

(تحفة المحتاج، ج۱ ص۲۹۶)

امام ابن حجر مکی نے شمائل ترمذی کی شرح میں اس سلسلے کی اکثر احادیث درج کرنے کے بعد دوٹوک فیصلہ یوں دیا ہے:

وبهذا استدل جمع من أئمتنا المتقدمين وغيرهم على طهارة فضلاته ﷺ وهو المختار، وفاقاً لجمع من المتأخرين، فقد تكاثرت الأدلة عليه وعدَّه الأئمة من خصائصه.

''ان احادیث سے ہمارے متقدمین کی جماعت اور دوسرے علماء نے فضلاتِ نبوی ﷺ کی طہارت کی دلیل لی ہے، یہی پسندیدہ مذہب ہے اور اس پر متأخرین کا اتفاق ہے، سو بلاشبہ اس پر بکثرت دلائل موجود ہیں اور ائمہ نے اس بات کو خصائص نبویہ میں شمار کیا ہے''۔

(أشرف الوسائل إلى فهم المسائل ص۲۹۶)

امام سیوطیؒ شافعی کا مذہب

امام سیوطی ''أنموذج اللبيب في خصائص الحبيب'' میں لکھتے ہیں:

طهارة دمه وبوله غائطه وسائر فضلاته تُشرب ويستشفى بها.

''آپ ﷺ کا خون، پیشاب، پاخانہ اور تمام فضلات پاک تھے، انہیں پیا جاتا تھا اور ان سے شفا حاصل کی جاتی تھی''۔

(الخصائص الصغریٰ ص۵۰، وط: ۸۰)

Marfat.com

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھی ہے۔

(تاریخ الخمیس في أحوال أنفس نفیس ج۱ ص۲۳۳،۲۳٤)

نیز امام سیوطی نے اپنی کتاب "**كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب، المعروف: الخصائص الكبرىٰ**" میں وہ تمام احادیث جمع کی ہیں جو حضور ﷺ کے خون، پیشاب، پاخانہ اور تمام فضلات شریفہ کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں اور ان پر یہ ابواب قائم فرمائے ہیں:

باب الآية في دمه صلى الله عليه وسلم.

"آپ ﷺ کے خون مبارک میں معجزہ کا باب"

باب الإستشفاء ببوله صلى الله عليه وسلم .

"حضور ﷺ کے بول مبارک سے شفا حاصل کرنے کا باب"۔

(الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۱۸،۱۲۰،۱۲۲)

یہ ابواب اور ان کے تحت اکثر احادیث کو امام نبہانی شافعی نے بھی نقل کیا ہے۔

(جواهر البحار ج۱ ص۳٤۷،۳٤۸)

راقم الحروف بھی یہ تمام احادیث کتابِ ھٰذا میں متعدد حوالہ جات کے ساتھ مختلف مقامات پر درج کر چکا ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانیؒ شافعی کا مذہب

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے سوال کیا: یا رسول اللہ! آپ بیت الخلاء جاتے ہیں تو ہم آپ کی اس جگہ سے مشک کی خوشبو سونگھتے ہیں اور وہاں کوئی اثر نہیں پاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم جماعتِ انبیاء ہیں ہمارے جسم اہلِ جنت کی روحوں کی مثل ہیں اور زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے اجسام سے جو کچھ نکلے وہ اسے

Marfat.com

نگل جائے۔امام شعرانی فرماتے ہیں: ہمارے شیخ نے فرمایا: یہ حدیث ان علماء کی تائید کرتی ہے جو فضلات شریفہ کی طہارت کے قائل ہیں، اور حضور ﷺ کا اس عمل کو مقرر رکھنا اور اُم ایمن کو پیشاب پینے پر نہ ٹوکنا ان علماء کی تائید کرتا ہے''۔

(کشف الغمة ج۱ ص۳٦ مصطفى البابي الحلبي ،مصر، الطبعة الأخيرة، ۱۳۷۰ھ)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

وخص بطهارة دمه وسائر فضلا ته بل شرب بوله شفاء.

''خون، پیشاب اور تمام فضلات کا پاک ہونا حضور ﷺ کی خصوصیت ہے، بلکہ آپ کا پیشاب پینا شفا ہے''۔

(کشف الغمة ج۲ ص۵۰)

امام شعرانی کے حوالہ سے امام نبہانی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(جواهر البحار ج۲ ص٦٤)

شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا انصاریؒ کا مذہب

شیخ الاسلام والمسلمین ابی یحییٰ زکریا انصاری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وكان يتبرك ويستشفى ببوله ودمه .

''اور حضور ﷺ کے بول اور خون مبارک سے برکت اور شفاء حاصل کی جاتی تھی''۔

(شرح روض الطالب من أسنى المطالب ج۳ص۱۰٦)

یہ عبارت امام نبہانی نے بھی نقل فرمائی ہے۔

(جواهر البحار ج۱ ص۲۷۸)

کیا فضلات شریفہ کا استعمال بغرض علاج تھا؟

عدم تدبر کے باعث بعض حضرات کے قلم سے نکل گیا کہ جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کا خون اور

Marfat.com

بول مبارک پیا تھا وہ بغرض علاج تھا۔ اگر چہ ان کا یہ استدلال مردود ہے تاہم اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اُن کے نزدیک یہ احادیث موضوع نہیں بلکہ قابل حجت ہیں۔ ان کا استدلال درست کیوں نہیں؟ اس کی حسبِ ذیل وجوہ ہیں:

۱۔ اس لیے کہ زمین آپ کے براز مبارک کو نگل جاتی تھی، کیا اسے شفا درکار تھی یا برکت؟

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سید العالمین ﷺ کے پسینہ مبارک کو حاصل کرتے تھے، کیا ان کا مقصد علاج تھا؟

۳۔ نبی کریم ﷺ کے وضو کے مستعمل پانی کو حاصل کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر جلدی کرتے کہ گمان ہوتا کہ ان کے مابین جنگ چھڑ جائے گی، جیسا کہ بخاری میں ہے، کیا وہ سب بیمار تھے اور ان کا مقصود علاج تھا؟

۴۔ لطیف ونفیس نبی ﷺ کے لعابِ اور بلغم کو چہروں پر ملا جاتا تھا، جیسا کہ کتبِ صحاح میں تصریح ہے، کیا یہ سب کچھ بغرض علاج تھا، اور عموماً پسینہ، مستعمل پانی، تھوک اور بلغم شفا کا باعث ہوتا ہے یا بیماری کا؟

ایسی باتیں اکثر سطحی الذہن یا ظاہر بین لوگوں کی زبان وقلم سے صادر ہوتی ہیں مگر افسوس کہ یہ چھوٹا قول بڑے حضرات کے قلم سے نکل گیا، جو اتنے بڑے لوگ ہیں کہ اُن کے احسانات کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا جاسکتا اور میرا قلب وذہن ان کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہے "لٰکِنَّ الحَقَّ أَحَقُّ أَنْ یُتَّبَعَ" (تاہم حق زیادہ حق رکھتا ہے کہ اُس کی اتباع کی جائے) کے مطابق یہ عاجز بھی اُن کے اِس قول کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے اور مجھ سے قبل اکابرین نے بھی اس قول کو مسترد کر دیا تھا۔ تفصیل نیچے ملاحظہ فرمائیں۔

علاج کے قائلین کی تردید

جو لوگ فضلاتِ نبویہ کے استعمال کو علاج پر محمول کرتے ہیں فقہاء کرام نے ان کے خیال کو احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں مسترد کر دیا ہے۔ تفصیل درجِ ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

امام خیضریؒ اور امام صالحیؒ شافعی کا مذہب

حافظ قطب الدین محمد الخیضری الشافعی طہارتِ فضلات کی احادیث کے ساتھ ساتھ امام نووی کی

Marfat.com

عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وموضع الدلالة أنه ﷺ لم ينكر عليها ولا أمرها بغسل الفم ولانهاها عن العود إلى مثله،ثم قال:إن القاضي الحسين قال:الأصح القطع بطهارة الجميع، انتهى. قلتُ: واختاره جماعة من متأخري أصحابنا وأنا قائل به، ومن حمل الأحاديث في ذلک على التداوى به، قلنا له قد أخبر ﷺ:"إن اللّٰه لم يجعل شفاء أمتي فيماحرم عليها" فلا يصح حمل الأحاديث على ذلک بل هي ظاهرة فى الطهارة.

''مقام استدلال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خاتون پر نکیر نہیں فرمائی اور نہ اسے منہ دھونے کا حکم فرمایا اور نہ آئندہ ایسا کرنے کی ممانعت فرمائی۔ پھر امام نووی نے فرمایا: قاضی حسین نے فرمایا ہے کہ صحیح ترین مذہب تمام فضلات کی قطعی طہارت ہے، امام نووی کی عبارت ختم ہوئی۔ میں (خیضری) کہتا ہوں: اور اسی کو ہمارے متأخرین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے اور میں بھی اسی کا قائل ہوں، اور جس شخص نے احادیث کو علاج پر محمول کیا ہے ہم اسے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اطلاع دی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفا اس چیز میں نہیں رکھی جو اس پر حرام کردی ہے''۔ [۱] لہٰذا اِن احادیث کو علاج پر محمول کرنا درست نہیں بلکہ یہ احادیث فضلات کی طہارت میں واضح ہیں''۔

(اللفظ المكرم ص ٣٦٢،٣٦٣؛سبل الهدى والرشاد ج ١٠ ص ٤٥٦)

شافعی صغیر علامہ شمس الدین محمدؒ کا مذہب

علامہ شمس الدین محمد نے پہلے اُن لوگوں کا مذہب نقل کیا ہے جو فضلاتِ نبوی ﷺ کو (معاذ اللہ)

---

[۱] صحيح ابن حبان ج٢ ص ٣٣٥،حديث ١٣٨٨،وط: ج٤ ص ٢٣٣،حديث ١٣٩١؛المستدرك ج ٥ ص ٣٠٨،حديث ٧٥٨٤،وص ٥٨٧،حديث ٨٣١٠۔

Marfat.com

نجس کہتے ہیں اور جو احادیث طہارت پر دلالت کرتی ہیں، اُنہیں علاج پر محمول کرتے ہیں، پھر اُن کی تردید میں لکھا ہے:

لكن جزم البغوي وغيره بطهارتها وصححه القاضي وغيره، ونقله العمراني عن الخراسانيين، وصححه السبكي والبارزي والزركشي وقال ابن الرفعة: أنه الذي اعتقده وألقى الله به، وقال البلقيني: إن به الفتوى، وصححه القاياني وقال: إنه الحق، وقال الحافظ ابن حجر: تكاثرت الأدلة على ذلك .....وأفتى به الوالد رحمه الله تعالىٰ، وهو المعتمد.

''لیکن امام بغوی اور دوسرے علماء نے قطعیت کے ساتھ فضلات شریفہ کو طاہر قرار دیا ہے اور قاضی اور دوسرے علماء کرام نے اسی کو صحیح کہا ہے، اور علامہ عمرانی نے خراسانی علماء سے یہی قول نقل کیا ہے، اور امام سبکی، امام بارزی اور امام زرکشی نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے، اور امام ابن رفعہ نے فرمایا: میں یہی عقیدہ رکھتا ہوں اور اسی پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا، اور امام بلقینی نے فرمایا: اسی پر فتویٰ ہے، اور علامہ قایانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہی حق ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: اس پر بکثرت دلائل ہیں .....اور میرے والد ماجد (احمد بن حمزہ بن شہاب الدین رملی) رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی لائق اعتماد ہے''۔

(نهاية المحتاج ج۱ ص ۲٤۲، مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة الأخيرة ۱۳۸٦ھ)

ظاہر سی بات ہے کہ جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کا خون اور بول مبارک نوش کیا تھا وہ بیمار نہیں تھے، لہٰذا علاج کا قول بداہۃً بھی باطل و مردود ہے۔ اگر علاج کی غرض سے پیا ہوتا تو جنت کی بشارت دینے کے کیا معنیٰ؟ تعجب ہے کہ اتنے بڑے ائمہ علماء (امام نووی اور امام رافعی رحمۃ اللہ علیہما) نے اس قسم کی بات لکھتے ہوئے غور و فکر سے کام نہیں لیا، حالانکہ ان کا یہ قول حدیث کے ظاہر مطلب اور جمہور کے مذہبِ مختار

Marfat.com

دونوں کے خلاف ہے۔ چنانچہ امام شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وكونه للتداوي والعلاج خلاف الظاهر على ما فيه.

''(شرب بول اور شرب دم)'' کو علاج پر محمول کرنا ظاہر کے خلاف ہے''۔

(نسيم الرياض ج۱ ص۳٦۱)

آگے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں بھی تنبیہ آرہی ہے کہ ایسے اقوال کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ الغرض ظاہر مطلب کو چھوڑ کر دور از مقصد تاویلات کرنا تکلیف دہ بات ہے، بہر حال امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ نظریہ صائب ہے جو ہم اس سے قبل اُن کی تصنیف ''تهذيب الأسماء واللغات'' سے نقل کر چکے ہیں۔

شیخ محمد شربینی شافعی کا مذھب

شیخ محمد شربینی مختلف نجاستوں اور ان کے احکام کی تفصیل کے بعد لکھتے ہیں:

وهذه الفضلات من النبي ﷺ طاهرة كما جزم به البغوي وغيره، وصححه القاضي وغيره وأفتى به شيخي خلافاً لما في الشرح الصغير والتحقيق من النجاسة لأن بركة الحبشية شربت بوله ﷺ فقال لن تلج النار بطنك، صححه دارَ قطني، وقال أبو جعفر الترمذي: دم النبي ﷺ طاهر، لأن أبا طيبة شربه، وفعل مثل ذلك ابن الزبير وهو غلام حين أعطاه النبي ﷺ دم حجامته ليدفنه، فشربه فقال له النبي ﷺ: من خالط دمه دمي لم تمسسه النار.

''اور نبی ﷺ کی ذات اقدس سے خارج ہونے والے فضلات طاہر تھے جیسا کہ امام بغوی اور دوسرے علماء نے قطعیت کے ساتھ کہا ہے، اور قاضی حسین اور دوسرے فقہاء نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے، اور میرے شیخ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔

Marfat.com

بخلاف اس کے جو شرح ''صغیر'' اور ''تحقیق'' میں نجاست کا قول ذکر کیا گیا ہے،

کیونکہ برکہ حبشیہ نے آنحضور ﷺ کا بول مبارک نوش کیا تو آپ نے فرمایا: تیرا پیٹ آگ میں داخل نہ ہوگا۔ اس حدیث کو امام دار قطنی نے صحیح کہا ہے اور ابو جعفر ترمذی فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا خون پاک تھا کیونکہ ابو طیبہ نے اس کو نوش کیا اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی کیا تھا، جب وہ لڑکے تھے، سرور عالم ﷺ نے پچھنے لگوا کر وہ خون اُنہیں دفن کرنے کے لیے دیا تھا تو اُنہوں نے پی لیا تھا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے اُنہیں فرمایا تھا: جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا اُسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی''۔

(مغنی المحتاج ج۱ ص۷۹، وط: ج۱ ص۲۳۳)

شیخ عبداللہ بن شیخ حسن الکوہجی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(زادالمحتاج بشرح المنهاج للكوهجي، ج۱ ص۸٦، وط: ج۱ ص۷٦)

امام عراقی شافعیؒ اور امام مناویؒ کا مذہب

حافظ ابن حجر عسقلانی کے استاد شیخ ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرۃ النبی میں ایک منظوم تالیف ہے، اس میں وہ فرماتے ہیں:

وَبَـــولُـــــهُ ودمـــــهُ إذ أُتِيَـــا

تبـــرُّكـــاً مِـــن شَـــارِبٍ مَـــانُهِيَـــا

''اور آپ کے بول اور خون کو جب لایا گیا تو وہ پینے والے کے حق میں تبرک ہو گئے، کیونکہ اُن سے روکا نہیں گیا''۔

(ألفية السيرة النبوية، للعراقي ص۱۰۱)

اس شعر کی تشریح میں امام زین الدین مناوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کا بول اور خون تبرک ہیں، ان کو پینے والے حضرات کو منع

Marfat.com

نہیں کیا گیا اسی لیے فقہاء شافعیہ کے جم غفیر کے نزدیک آپ ﷺ کے تمام فضلات شریفہ طاہر ہیں''۔

(العجالة السنية على ألفية السيرة النبوية ص ۱۰۹)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ کا مذہب

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وكان يستشفى ويتبرك ببوله ودمه.

''سید عالم ﷺ کے بول اور خون مبارک سے شفا اور برکت حاصل کی جاتی تھی''۔

(تلخيص الحبير ج۲ ص ۱۴۳ الطباعة الفنية المتحدة، قاهرة ۱۳۸۴ھ، وط: ج۳ ص ۳۰۲)

موصوف اپنی شہرہ آفاق کتاب ''فتح الباري'' میں لکھتے ہیں:

والحق أن حكمه جميع المكلفين فى الأحكام التكليفية إلا فيما خص بدليل، وقد تكاثرت الأدلة على طهارة فضلاته وعد الأئمة ذلك في خصائصه فلا يلتفت إلى ما وقع في كتب كثير من الشافعية مما يخالف ذلك فقد استقر الأمر بين أئمتهم على القول بالطهارة.

''اور حق یہ ہے کہ احکام تکلیفیہ میں نبی ﷺ کا حکم تمام مکلفین کی طرح ہے مگر یہ کہ جو خصوصیت دلیل سے ثابت ہو، اور واقعی آپ کے فضلات کی طہارت پر بکثرت دلائل موجود ہیں، اور ائمہ عظام نے فضلات شریفہ کی طہارت کو آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔ لہٰذا جو شافعیہ کی بہت سی کتب میں اس کے خلاف لکھا ہوا ہے وہ لائق التفات نہیں، کیونکہ ان کے ائمہ کے درمیان معاملہ فضلات شریفہ کی طہارت کے قول پر آٹھہرا ہے''۔

(فتح الباري ج۱ ص ۲۱۸، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الرابعة ۱۴۰۸ھ وط: ج۱ ص ۳۶۵)

Marfat.com

نوٹ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں "في كتب كثير من الشافعية" کے الفاظ میری سمجھ میں نہیں آسکے، کیونکہ شافعیہ کی کثیر کتب میں اس مسئلے کے حق میں دلائل ہیں نہ کہ اس کے خلاف، اس لیے "في بعض كتب الشافعية" (یعنی شافعیہ کی بعض کتابیں) کہا جاتا تو بہتر ہوتا۔ ہر چند کہ راقم الحروف نے تمام کتبِ شافعیہ کا احاطہ نہیں کر رکھا تاہم محدود وسائل کی حد تک جو کتبِ شافعیہ زیرِ مطالعہ آئیں وہ سب اس مسئلے کے اثبات کے دلائل سے گونج رہی ہیں۔

فقہاء مالکیہ کا مذہب

مالکی فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب بھی یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فضلات شریفہ طاہر تھے۔ اس پر متعدد مالکی حضرات کی تصریحات موجود ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

قاضی عیاض مالکیؒ کا مذہب

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بأن منيه وسائر فضوله ﷺ عندهم طاهرة على أحد القولين.

"نبی کریم ﷺ کی منی اور آپ کے تمام فضلات شریفہ فقہاء مالکیہ کے ایک قول کے مطابق طاہر ہیں"۔

(إكمال المعلم بفوائد مسلم ج۲ ص۱۱۵)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا بے غبار اور مذہبِ مختار وہ ہے جو انہوں نے اپنی مبارک ومقبولِ بارگاہِ رسالت ﷺ اور مشہور ترین تصنیف "الشفا بتعريف حقوق المصطفى ﷺ" میں قلم بند کیا ہے۔ وہاں اُنہوں نے اس مسئلہ کے حق میں بہت عمدہ لکھا ہے، اور بعد کے اکثر علماء کرام نے اُن کی اس عبارت کو نقل کیا ہے، اور وہ عبارت راقم الحروف بھی متعدد حوالہ جات کے ساتھ نقل کر چکا ہے۔

Marfat.com

اگر فضلاتِ نبوی پاک تھے تو پھر استنجاء کیوں؟

فطری طور پر یہ سوال ذہنوں میں پیدا ہوسکتا ہے، اس لیے مناسب ہے کہ معتبر علماء کرام کے کلام سے اس اشکال (شبہ) کو بھی واضح کر دیا جائے۔

ہر چند کہ یہ مقام فقہاء مالکیہ کی آراء ونظریات کے قلم بند کرنے کا ہے مگر اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے ضمناً ایک حنفی امام کے کلام کو نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وإن قيل بالنقض بمثل البول لالأنه منهم نجس حقيقةً بل في حقهم خاصة لعظم شأنهم وعلو مكانهم عليهم الصلوٰة والسلام أبداً من رحمانهم.

''اور پیشاب اور اسی کی مثل دوسری چیزوں سے انبیاء کرام علیہم السلام کے وضو ٹوٹ جانے کا قول کیا گیا ہے، اس لیے نہیں کے ان کی یہ چیزیں واقعۃً نجس ہیں بلکہ یہ اُن کی عظمتِ شان اور رفعتِ مرتبہ کے لحاظ سے ہے، اُن پر رحمان جل جلالہ کے ہمیشہ صلاۃ وسلام ہوں''۔

(فتاوی رضویه ج۱ ص۴۳۲)

ایک آدھ پیراگراف کے بعد موصوف اپنی تائید میں طحطاوی کی یہ عبارت لائے ہیں:

بحث فيه بعض الحذاق بأنه إذا كان الناقض الحقيقي المتحقق غير ناقض فالحكمي المتوهم أولىٰ.

''بعض سمجھ دار علماء کرام نے فرمایا ہے کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام کا وضو حقیقی نواقض (پیشاب، پاخانہ وغیرہ) سے نہیں ٹوٹتا تو وہمی نواقض (نیند وغیرہ) سے بدرجہ اولیٰ نہیں ٹوٹے گا''۔

(فتاوی رضویه ج۱ ص۴۳۳)

Marfat.com

معلوم ہوا کہ حقیقی نواقض سے بھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ وضو کیوں کرتے تھے؟ اس پر مزید امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وأما النواقض الحقيقية منا فتنقض منهم أيضاً صلوات الله تعالىٰ وسلامه عليهم لا لأنها نجسة، كلا بل هي طاهرة بل طيبة حلال الأكل والشرب لنا من نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، كما دل عليه غير ما حديث بل لأنها نجاسة في حقهم لرفعة مكانهم ونهاية نزاهة شأنهم كما أشرت إليه فهذا ما نختاره ونرجوا أن يكون صواباً، إن شاء الله تعالىٰ.

''اور جو ہمارے حق میں حقیقی نواقض ہیں ان سے انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم کا وضو بھی ٹوٹتا ہے، مگر اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ نجس ہیں بلکہ وہ طاہر ہیں بلکہ وہ طیب ہیں ان کا کھانا پینا ہمارے لیے (ہمارے ہی نبی کے فضلات) حلال ہیں۔ اس پر متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں لیکن یہ فضلات خود ان کے حق میں اُن کی رفعت شان اور انتہائی نفاست کے باعث نجس ہیں جیسا کہ میں اشارہ کر چکا ہوں۔ ہم اِسی مذہب کو اختیار کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہی درست ہوگا''۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۴۳۵، جامعہ نظامیہ، لاہور)

امام احمد رضا حنفی قدس سرہ العزیز کی فکر صائب ہے، یقیناً مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اُنہوں نے اُمید فرمائی۔ قارئین کرام کی ضیافتِ علمی کے لیے چند شواہد پیشِ خدمت ہیں۔

شیخ محمد علیش رحؒ مالکی کا مذہب

شیخ محمد علیش مالکی انسانی فضلات کی نجاست کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

إلا الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام ففضلتهم طاهرة، ولو قبل بعثتهم لإصطفائهم، واستنجاء هم كان للتنظيف والتشريع.

Marfat.com

''ماسوا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، پس اُن کے فضلات طاہر ہیں، اگرچہ ان کی بعثت سے قبل ہی ہوں، ان کی برگزیدگی کے باعث، اوران کا استنجا کرنا نظافت اور تشریع کے لیے ہے''۔

(منح الجليل ج۱ ص٥٤ ،دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٤ھ)

شیخ احمد صاوی رحمہ کا مذہب

عارف صاوی لکھتے ہیں:

إن فضلات الأنبياء طاهرة واستنجاء هم تنزيه وتشريع، ولو قبل النبوة، لأصطفائهم من أصل الخلقة ، وأن المني الذي خلقت منه الأنبياء طاهر بلا خلاف،بل جميع ما تكون من أصول المصطفى ﷺ طاهرٌ أيضاً.

''یقیناً انبیاء کرام علیہم السلام کے فضلات شریفہ طاہر ہیں اوران کا استنجاء تنزیہ اور تشریع کے لیے ہے۔اگرچہ قبل از اعلانِ نبوت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چن لیا ہے،اور بیشک وہ مادہ جس سے انبیاء کرام علیہم السلام کی تخلیق ہوئی بلا اختلاف طاہر ہے بلکہ مصطفےٰ ﷺ کے جمیع آباؤاجداد کا مادہ طاہر ہے''۔

(بلغة السالك ج۱ ص ٢٠ ،ملخصاً دار المعرفة بيروت١٣٩٨ھ)

علامہ شمس الدین محمد شافعی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وحمل تنزهه ﷺ منها على الاستحباب ومزيد النظافة.

''اور نبی کریم ﷺ کے پاکیزگی کے اہتمام کو استحباب اور مزید نظافت پر محمول کیا گیا ہے''۔

(نهاية المحتاج، ج۱ ص٢٤٢)

امام زرقانی مالکی نے بھی یہی لکھا ہے۔

(زرقاني على المواهب ج٤ ص٤٣٣ ،المطبعة الأزهرية مصر ١٣٢٦ھ)

Marfat.com

امام رصّاع مالکیؒ کا مذہب

امام ابوعبداللہ محمد بن قاسم الرصاع مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک تصنیف "تذکرۃ المحبین شرح أسماء سیدالمرسلین ﷺ" میں نبی کریم ﷺ کے اسم "الطاهر" اور "الطیب" کی تشریح میں بہت عمدہ لکھا ہے، اور ہم اس کا کچھ حصہ اس سے قبل نقل کر چکے ہیں۔

امام محمد مھدی الفاسیؒ کا مذہب

امام محمد مھدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے، جیسا کہ ہم اس سے قبل نبی کریم ﷺ کے اسماء طاهر، طیب اور مطَهَّر کی تشریح میں نقل کر چکے ہیں۔

فقہاءِ حنبلیہ کا مذہب

میرے پاس علماء حنابلہ کی "سیرتِ نبویہ اور فقہ پر" کتابیں قلیل ہیں اس لیے براہِ راست کسی حنبلی کتاب سے کوئی واضح عبارت پیش کرنے سے قاصر ہوں، البتہ دوسرے علماء کرام کی کتابوں سے علماء حنابلہ کا مذہب اس سلسلے میں وہی ملتا ہے جو دوسرے مذاھب کا ہے۔

امام عبدالغنی حنبلیؒ کا مذہب

"المواهب اللدنية" میں ہے شیخ الاسلام حافظ عبدالغنی تقی الدین حنبلی المقدسی ثم دمشقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۰ھ سے دریافت کیا گیا:

هل روي أنه ﷺ كان ما يخرج منه تبتلعه الأرض؟ فقال: قد روي ذلک من وجه غريب، والظاهر يؤيده فإنه لم يذكر عن أحد من الصحابة أنه رآه ولا ذكره، وأما البول فقد شاهده غير واحد وشربته أم أيمن.

"کیا ایسی کوئی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے جو کچھ نکلتا تھا اُسے زمین نگل جاتی تھی؟ اُنہوں نے فرمایا: ہاں ایک ضعیف حدیث ہے اور ظاہر اُس

Marfat.com

کی تائید کرتا ہے، کیونکہ کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ اُس نے برازِ نبوی ﷺ کو دیکھا ہو اور نہ کسی صحابی نے اُسے دیکھنے کا ذکر کیا ہے، لیکن بول (پیشاب) مبارک متعدد صحابہ کرام نے دیکھا ہے اور حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے اُسے پیا ہے"۔

(المواهب اللدنية ج۲ ص۳۱۴، ۳۱۵؛ زرقاني على المواهب ج ۵ ص ۴۵۲، ۴۵۳)

علامہ مرداوی حنبلی کا مذہب

علامہ مرداوی حنبلی نے انسان کے مرنے کے بعد اس کے جسم کے اجزاء کے پاک ہونے یا نجس ہونے پر طویل بحث کی ہے۔ آخر میں لکھا ہے:

تنبيه: محل الخلاف في غير النبي ﷺ فإنه لا خلاف فيه ، قلت: وعلى قياسه سائر الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام، وهذا مما لا شك فيه.

"خبردار! یہ اختلاف غیر نبی انسان میں ہے، نبی اکرم ﷺ اس اختلاف سے مستثنیٰ ہیں۔ میں کہتا ہوں: اور اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اس اختلاف سے مستثنیٰ ہیں اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں"۔

(الإنصاف ج۱ ص۳۲۳، وط: ج۱ ص۳۳۸)

فقہاءِ حنفیہ کا مذہب

اس سے قبل ملا علی القاری، امام شہاب الدین الخفاجی الحنفی اور امام احمد رضا حنفی کی عبارات میں بھی احناف کا مذہب معلوم ہو چکا ہے، اور یہاں مستقل عنوانات کے تحت مزید عبارات پیشِ خدمت ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب

امام ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ انسانی فضلات کی نجاست کی توضیح میں لکھتے ہیں:

تنبيه: صحح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله ﷺ وسائر فضلاته، وبه قال أبو حنيفة، كما نقله في (المواهب اللدنية) عن (شرح

Marfat.com

البخاري) للعيني.

''تنبیہ: بعض ائمہ شافعیہ نے نبی کریم ﷺ کے بول اور تمام فضلات شریفہ کی طہارت کی صحت بیان فرمائی ہے، اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جیسا کہ ''المواهب اللدنية'' میں امام عینی کی شرح بخاری سے منقول ہے''۔

(ردالمختار ج۱ ص۴۵۳)

فائدہ:

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول علامہ عینی کے حوالہ سے ''المواهب اللدنية'' کے ''المقصد الثالث'' کی فصلِ اول میں ذکر کیا ہے۔

(المواهب اللدنية ج۲ ص۳۱۸)

اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول کہاں ذکر کیا ہے؟ ملاحظہ فرمایئے! علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

''بعض لوگوں نے کہا کہ وہ احادیث (جن میں ذکر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے وضو کے مستعمل پانی کو تبرک کے طور پر استعمال کرتے تھے، امام ابوحنیفہ کے رد میں ہیں) کیونکہ امام ابوحنیفہ مستعمل پانی کو نجس کہتے ہیں اور نجس چیز تبرک نہیں ہوا کرتی۔ علامہ عینی فرماتے ہیں: معاند نے یہ غلط کہا ہے، کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ہرگز ایسی بات نہیں کہی:

وكيف يقول ذلك وهو يقول بطهارة بوله وسائر فضلاته؟

''اور وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ حضور ﷺ کے بول اور تمام فضلات شریفہ کو طاہر فرماتے ہیں؟''

(عمدة القاري ج۳ ص۸۹، وط: ج۳ ص۱۱۸)

Marfat.com

امام مغلطائی حنفیؒ کا مذہب

امام علاؤالدین ابن قلیج ابوعبداللہ مغلطائی مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۲ھ لکھتے ہیں:

وكان بوله ودمه يتبرك بهما.

''اور حضور ﷺ کے بول اور خون سے برکت حاصل کی جاتی تھی''۔

(الإشارة إلى سيرة المصطفىٰ ﷺ ص ٤٥٩)

علامہ بدرالدین عینی حنفیؒ کا مذہب

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ نے بخاری کے ''باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان'' کے تحت نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک اور فضلات شریفہ کی طہارت پر انتہائی عاشقانہ اور تفصیلی گفتگو کی ہے، یہاں ہم اُس کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''ابن بطال نے کہا: امام بخاری نے اس باب سے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا رد کیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: جب کوئی بال انسان کے جسم سے جدا ہو جائے تو پلید ہو جاتا ہے اور پانی میں گر جائے تو اسے بھی پلید کر دیتا ہے۔ ابراہیم بکری کہتے ہیں: علامہ مزنی نے کہا: امام شافعیؒ نے انسانی بال کی نجاست کے قول سے رجوع کر لیا۔ علامہ ماوردی نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ نیز علامہ ماوردی ربیع جیزی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: امام شافعی نے فرمایا: بال جلد کے تابع ہیں، جلد طاہر ہے تو بال بھی طاہر ہیں ورنہ نجس ہیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں: ماوردی نے کہا: لیکن نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک صحیح مذہب یہ ہے کہ طاہر ہیں۔ علامہ اسماعیلی کہتے ہیں: بالوں کی طہارت میں اختلاف ہے۔ امام بخاری نے جو استدلال کیا ہے کہ پانی میں بال گر جائے تو پانی پاک ہے، یہ استدلال محلِ نظر ہے، اور کہا ہے کہ ابن مبارک نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی ڈاڑھی کا ایک بال اپنے منہ میں لیا ہوا تھا تو انہوں نے کہا

Marfat.com

چھوڑ! کیا مردار کو اپنے منہ میں لیتا ہے؟ لیکن نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک مکرم و معظم ہیں اور وہ اس بحث سے خارج ہیں۔

علامہ عینی فرماتے ہیں: ماوردی کا کہنا کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے موئے مبارک طاہر ہیں، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ماوردی وغیرہ کے نزدیک اس کے سوا کوئی اور قول بھی ہے۔ ہم اس قول سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ بعض شافعیہ نے بھی یہی الگ مذہب اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ نبی ﷺ کے موئے مبارک میں دو وجہیں ہیں۔ قریب ہے کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں۔ نبی ﷺ کے موئے مبارک کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ ان میں دو توجیہیں کی جائیں۔ بھلا یہ بات کیسے کہی جا سکتی ہے جبکہ آپ ﷺ کے فضلات شریفہ کو طاہر کہا گیا ہے، پھر بالوں کا مرتبہ تو اس سے بہت بلند ہے، اور ماوردی نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے اپنے بال بطور تبرک تقسیم فرمائے تھے اور تبرک کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں یہ پہلے قول سے بھی زیادہ قبیح ہے، اور کثیر شافعیہ نے ایسے ہی کہا ہے۔ نیز انہوں نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے بال حاصل کیے تھے وہ بال تھوڑی مقدار میں تھے اور تھوڑی مقدار معاف ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ گزشتہ تمام اقوال سے بدترین قول ہے۔ دراصل ان لوگوں کی اِس سے غرض یہ ہے کہ یہ اپنے اُس مذہب کو آگے بڑھائیں کہ بنو آدم کے بال جسم سے جدا ہونے کے بعد نجس ہو جاتے ہیں، اور جب ان پر نبی ﷺ کے موئے مبارک کا سوال قائم کیا گیا تو انہوں نے یہ تاویلاتِ فاسدہ کیں۔ صحیح بخاری کے بعض شارحین نے کہا ہے کہ حضور ﷺ کے (پیشاب) اور دم (خون) کے بارے میں دو صورتیں ہیں اور زیادہ لائق یہ ہے کہ وہ طاہر ہیں۔ قاضی حسین نے بھی ''عذرہ'' میں دو صورتیں ذکر کی ہیں۔ (لیکن قاضی حسین نے قطعیت کے ساتھ طہارتِ فضلات شریفہ ثابت کی ہے۔ شرح مہذب ج ۱ ص ۲۳۴۔

Marfat.com

فیضی) اور بعض علماء نے امام غزالی پر نکیر کی ہے، اس لیے کہ غزالی نے فضلاتِ نبویہ کی نجاست کا زعم کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ غزالی کی بکواس ہے، اُس نے نبی ﷺ کے متعلقات کا بھی خیال نہیں کیا، اور بہت سی احادیث ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے نبی اکرم ﷺ کا خون مبارک نوش کیا۔ ان میں ابوطیبہ فصد لگانے والے ہیں اور ایک قریشی لڑکا ہے جس نے آپ ﷺ کو فصد لگائی، اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کا خون مبارک نوش کیا، اور مروی ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی آپ ﷺ کا خون مبارک نوش کیا ہے، اور یہ بھی روایت ہے کہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا بول مبارک نوش کیا۔ یہ حدیث امام حاکم، امام دارقطنی اور امام ابونعیم نے ذکر کی ہے، اور طبرانی نے "المعجم الأوسط" میں روایت کیا ہے کہ ابورافع کی بیوی سلمیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے غسل کے مستعمل پانی سے کچھ پی لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تیرے جسم پر آگ کو حرام کر دیا ہے۔

(مجمع الزوائد ج۸ ص۲۸۳، تلخیص الحبیر ج۱ ص۳۲، الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۴۴۲، فیضی) اور بعض علماء نے کہا ہے کہ احکامِ تکلیفیہ میں نبی اکرم ﷺ کا حکم تمام مکلفین کی طرح ہے مگر یہ کہ جو خصوصیت دلیل سے ثابت ہو۔ (اس سے آگے امام عینی فرماتے ہیں)

قلت يلزم من هذا أن يكون الناس مساويين للنبي ﷺ ولا يقول بذلك إلا جاهل غبي وأين مرتبته من مراتب الناس؟ ولا يلزم أن يكون دليل الخصوص بالنقل دائماً، والعقل له مدخل في تمييز النبي عليه الصلوٰة والسلام من غيره في مثل هذه الأشياء وأنا أعتقد أنه لايقاس عليه غيره، وإن قالوا غير ذلك فأُذُنِي عنه صماء.

"میں کہتا ہوں اس سے یہ بات لازم آئے گی کہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے برابر

Marfat.com

ہو جائیں اور یہ بات کوئی جاہل غبی ہی کہہ سکتا ہے۔ بھلا کہاں آپ کا مرتبہ اور کہاں لوگوں کے مراتب، اور یہ لازمی نہیں کہ خصوصیت کی دلیل ہمیشہ نقل سے ثابت ہو بلکہ نبی اکرم ﷺ کو ممتاز کرنے کے لیے ایسے اُمور میں عقل کو بھی دخل ہے، اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر دوسروں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، اور اگر وہ اس کے علاوہ کوئی اور بات کہیں تو میرے کان اس سے بہرے ہیں''۔

(عمدة القاري ج٣ ص٣٥، وط: ج٣ ص٥٢)

امام عینی علیہ الرحمۃ کی غیرتِ عشق

علامہ عینی علیہ الرحمۃ کا یہ کلام محبتِ مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہے، لفظ لفظ سے محبت جھلکتی نظر آتی ہے۔ یہ جملہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے: ''وإن قالوا غير ذلک فأذني عنه صمآء'' (اور اگر وہ اس کے علاوہ کوئی اور بات کہیں تو میرے کان اس سے بہرے ہیں)۔

یہ وہ محبت ہے جس کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے:

حبک الشيء يعمي ويصم.

''کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے''۔

(سنن أبي داود ج٤ ص٣٣٤، وط: ج٤ ص٣٤٢، حديث ٥١٣٠؛ إعتلال القلوب في أخبار العشاق والمحبين للخرائطي ١٨٥ وص ٣٣٥؛ مشكوة ج٢ ص٢٦٨، حديث ٤٩٠٨؛ جمع الجوامع ج٤ ص١٩٢، حديث ١١١٨١؛ كنوز الحقائق ج١ ص٢٥٥، حديث ٣٢٣٩؛ كشف الخفاء ج١ ص٣٠٦، حديث ١٠٩٣)

محبّ کو محبوب کی برائی نظر آتی ہے اور نہ ہی وہ اسے سن سکتا ہے، یہی کیفیت امام بدر الدین عینی حنفی قدس سرہ العزیز کی ہے۔

Marfat.com

امام عینی کی امام غزالی وغیرہ (رحمۃ اللہ علیہم) پر برہمی

آپ نے غور فرمایا کہ امام عینی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فضائل وخصائل کے ثبوت کے لیے ہمیشہ نقلی دلائل ضروری نہیں بلکہ نبی اور غیر نبی کے مابین فرق کرنے کے لیے عقل کو بھی دخل ہے، لہٰذا یہ جملہ بھی امام عینی کی محبت کو ظاہر کر رہا ہے۔ امام عینی متعلقاتِ نبویہ میں اس حد تک حساس نظر آتے ہیں کہ انہیں بعض شارحینِ بخاری کا وہ قول پسند نہیں آیا جس میں اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کے بول اور دم کے متعلق دو صورتوں کا ذکر کیا، اگرچہ انہوں نے بول اور دم نبوی کو طاہر تسلیم کیا ہے، لیکن امام عینی کا عشق کہتا ہے جب بات نبی کریم ﷺ کی ہو رہی ہے تو پھر بول ودم نبوی میں دو صورتیں کیسی؟ ایک ہی صورت ہوگی کہ فضلات نبویہ طاہر ہیں اور بس۔

اس سے چند سطور قبل نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کے متعلق ''ماوردی'' کے قول سے دو توجیہوں کا عندیہ ملتا تھا، اس پر بھی امام عینی کی غیرت عشق جوش میں آگئی اور فرمایا: ہم ایسے قول سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں، حتیٰ کہ حضور ﷺ کے موئے مبارک کے متعلق کسی دوسرے احتمال کی گنجائش رکھنے والے لوگوں کے متعلق کہا کہ اُن کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا امکان ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام عینی کو معلوم ہوا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے فضلات شریفہ کی نجاست کا قول کیا ہے تو امام عینی کی غیرتِ عشق جوش میں آگئی اور انہوں نے بلا تأمل قولِ غزالی کو بکواس قرار دے دیا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اگر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا قول منقول ہو تو امام عینی رحمۃ اللہ علیہ کی برہمی حق ہی نہیں بلکہ عینِ ایمان ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کی عظمت کے سامنے کسی کی کیا حیثیت ہے؟

امام عینیؒ کی برہمی برحق مگر غزالیؒ....

خدا جانے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فضلاتِ نبویہ کی نجاست کا قول کیا بھی ہے یا نہیں؟ اگر کیا ہے تو کس کتاب میں؟ ممکن ہے امام عینی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں کسی دوسرے مصنف کی کتاب میں امام

Marfat.com

غزالی کا یہ قول آیا ہو، جو بھی صورت ہو بہر حال اگر امام غزالی نے یہ بات کہی یا لکھی ہو تو ان پر امام عینی کی برہمی درست ہے۔ لیکن میں نے امام غزالی کی کتب کا تتبع کیا تو مجھے طہارت فضلاتِ نبویہ کی نفی کی نہیں بلکہ اثبات کی عبارت دستیاب ہوئی۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں لکھتے ہیں:

وفضلاتة طاهرة على الأصح يتبرك بها ويستشفى بها.

''اور آپ کے ﷺ فضلات شریفہ زیادہ صحیح مذہب کے مطابق طاہر ہیں، ان سے برکت اور شفا حاصل کی جاتی ہے''۔

(روضة المحبين وعمدة السالكين ص ٥٩)

امام احمد رضا حنفیؒ پر امام عینیؒ کے کلام کی تأثیر

امام عینی کی مذکور الصدر مکمل عبارت عشق و کیفیت سے اس قدر بھرپور ہے کہ بخدا مجھ ایسے سیاہ کار کو بھی اس پر رقت طاری ہوگئی، پھر خود سوچئے کہ عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ پر اس کلام کا کس قدر اثر ہوتا ہوگا؟ اس کا کچھ اندازہ امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے لگایا جاسکتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتداءً امام بدر الدین محمود عینی شارح بخاری سے زیادہ تھی۔ فضلات شریفہ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے۔ امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے، یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے۔ اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت اُن کے نزدیک ثابت نہیں۔ امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے، آخر میں لکھتے ہیں: جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لیے میرے کان بہرے ہیں، یہ سب ابحاث ہیں، میں سنتا نہیں۔ یہ لفظ اُن کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ اُن کی وقعت بہت ہوگئی''۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم ص ۲۷ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

Marfat.com

ملفوظ اور تصنیف میں فرق

خیال رہے کہ امام احمد رضا حنفیؒ کے اِس کلام میں ایک بات خلافِ واقعہ بیان ہوگئی، وہ یہ کہ امام ابن حجر عسقلانیؒ فضلات شریفہ کی طہارت کے قائل ہیں جبکہ اِس کلام میں ان کی طرف نفی منسوب کی گئی ہے۔ یہ امام احمد رضا حنفیؒ کے بعض سامعین کی غلط فہمی ہے، انہوں نے گمان کیا کہ شاید امام احمد رضا کے دل میں امام عینی کی وقعت اس لیے بڑھ گئی کہ وہ طہارت کے قائل ہیں اور امام ابن حجر عسقلانی طہارت کے قائل نہیں ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں شارحینِ بخاری فضلات نبویہ کی طہارت کے قائل ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ ایک صاحب (عسقلانی) دلائل کے سامنے سرنگوں ہیں اور دوسرے صاحب (عینیؒ) کا عشق کہتا ہے کہ دلائل کی ضرورت ہی نہیں، دلائلِ منقولہ ہوں یا نہ ہوں نبی اور غیر نبی میں فرق ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ اِسی کے قائل ہیں اور اس کے سوا کچھ سننے کو تیار نہیں۔ "وإن قالوا غير ذلک فأذني عنه صمآء" (اور وہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور بات کہیں تو میرے کان اس سے بہرے ہیں) یہ وہ جملہ ہے جو امام احمد رضا حنفیؒ کے دل میں گہرا اثر چھوڑ گیا، مگر افسوس کہ آپ کے ملفوظ کا سامع کچھ اور سمجھ بیٹھا۔

بزرگانِ دین کے ملفوظات میں اسی لیے غلطیاں پائی جاتی ہیں، ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں بھی اسی لیے بعض ایسی موٹی غلطیاں موجود ہیں جو کتاب وسنت کے علاوہ خود امام احمد رضا حنفیؒ کی تصانیف کے مندرجات کے بھی خلاف ہیں۔

ملفوظ لفظ سے ہے اور لفظ کا لغوی معنی ہے ''پھینکنا'' سو انسان جب بولتا ہے تو وہ اپنے منہ سے کلام پھینکتا ہے، اور سامعین کے کان اس کلام کو چن لیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ پھینکی ہوئی چیز ساری کی ساری نہیں چنی جاتی بلکہ کچھ رہ جاتی ہے اور کبھی چنتے وقت دوسری چیزیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ سو غلطی الفاظ کے سامعین کی ہوتی ہے اور عام لوگ اس کو بزرگوں کی غلطی گمان کر لیتے ہیں۔

ملفوظ کی بہ نسبت تصنیف میں غلطیوں کا امکان کم ہوتا ہے، اس لیے کہ مصنف خود مختلف چیزوں کو آپ ہی جوڑتا اور جمع کرتا ہے، دوسرا اگر تعاون کرے تو مصنف پھر بھی جانچنے اور پرکھنے کے بعد اُس چیز کو اپنی تصنیف میں شامل کرتا ہے۔ تصنیف کا لغوی معنیٰ ہی کسی چیز کو ''بنانا'' اور بعض کو بعض سے ممتاز کرنا ہے

Marfat.com

اور اپنی مرضی کے مطابق اسے مناسب مقام پر جمع کرنا ہے۔ سو جب کوئی شخص مختلف کتب وغیرہ سے چن چن کر مواد جمع کرتا ہے اور پھر اسے مناسب مقام پر جوڑ کر رکھتا ہے تو وہ مضمون بن جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص مضمون کے مضمون اٹھا کر کتاب تیار کر لے تو وہ مصنف نہیں بلکہ مرتب کہلاتا ہے، لہٰذا آج کل کے ایسے مصنفین ''جو درحقیقت مرتبین ہیں'' کو اگر چور کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

فائدہ:

چونکہ ملفوظات اعلیٰ حضرت مجموعی طور پر مفید کلام ہے اس لیے اس کی تصحیح اور تخریج کر دی جائے تو اور زیادہ مفید ہو جائے گا۔

ملا علی قاری حنفیؒ کا مذہب

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اختار كثيرون من أصحابنا طهارة فضلا ته عليه الصلوٰة والسلام .

''ہمارے اکثر علماء احناف رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے فضلات شریفہ کی طہارت کے مذہب کو اختیار کیا ہے''۔

(مرقاة شرح مشكوة ج۲ ص۵۳ مطبوع مكتبه امداديه، طبعة اولىٰ ۱۳۹۲ھ)

علامہ ملا علی القاری شمائل شریف کی شرح میں بول وغیرہ کی احادیث کو جمع کرنے کے بعد اپنے شیخ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت لائے ہیں جو ہم ''امام ابن حجر مکی کا مذہب'' کے عنوان سے ''أشرف الوسائل إلى فهم الشمائل'' سے نقل کر چکے ہیں۔

(جمع الوسائل في شرح الشمائل ج۲ ص۴۰۳)

تنبیہ:

خیال رہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتب میں طہارتِ فضلاتِ نبویہ کی نفی کا قول منقول ہے، اور اس پر دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوطیبہ حجام کو آئندہ کے لیے خونِ نبوی پینے کی

Marfat.com

ممانعت فرمادی تھی اور فرمایا تھا کہ خون حرام ہے۔لیکن ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول عدم تدبر پر مبنی ہے، کیونکہ ممانعت کی اس حدیث میں قیل وقال ہے، اس لیے وہ حجت نہیں ہوسکتی ،جیسا کہ ہم امام ابن حجر عسقلانی اور امام خیضری شافعی سے نقل کر چکے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی بھی ملاعلی قاری کی عبارت سے دھوکہ کھا بیٹھے اور اپنی آخری تصنیف ''بوادر النوادر'' میں طہارتِ فضلاتِ نبویہ کی نفی کر بیٹھے، حالانکہ ان کی سابقہ تصانیف میں طہارت کا اثبات ہے اور بقول اُن کے اُن میں سے اُن کی بعض تصانیف بارگاہِ الوہیت میں مقبول بھی ہیں۔تفصیل آئندہ سطور میں آرہی ہے۔

علامہ ابراہیم حلبی حنفیؒ کا مذہب

بعض اوقات نبی کریم ﷺ کے کپڑوں پر لگی ہوئی منی کو دھویا نہیں جاتا تھا بلکہ کھرچ دیا جاتا تھا، اس کی توجیہ میں علامہ حلبی حنفیؒ لکھتے ہیں:

وهي محتملة لكون المني قليلا ،ولكونه مخصوصا عليه الصلوة والسلام على ما قيل أن فضلا ته عليه الصلوة والسلام طاهرة.

''احتمال ہے کہ وہ منی قلیل ہوگی اور اس لیے بھی کہ یہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی خصوصیت ہے،اس قول کے مطابق کہ آپ ﷺ کے تمام فضلات شریفہ طاہر ہیں''۔

اس سے ذرا آگے لکھتے ہیں:

اختصاصه عليه السلام بطهارة الفضلات حتى الدم والبول على ما صححه القاضي حسين وغيره.

''خون اور پیشاب سمیت تمام فضلات کی طہارت حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے،جیسا کہ قاضی حسین اور دوسرے فقہاء کرام نے اس کی صحت بیان فرمائی ہے''۔

(غنية المستملي شرح منية المصلي ص ۱۸۲ ،سهيل اكيڈمي ،لاهور ۱۳۹۹ھ)

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا مذہب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے "مدارج النبوۃ" میں اس مسئلہ پر تفصیلاً لکھا ہے، اور فرمایا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(مدارج النبوۃ فارسی ج ۱ ص ۲۶)

مولانا عنایت احمد کاکوروی حنفی کا مذہب

علم صَرف کی مشہور درسی کتاب "علم الصیغۃ" کے مصنف مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ایک بار آپ (ﷺ) نے برتن میں پیشاب کیا تھا، اُمّ ایمن نے دھوکہ سے پی لیا مطلق نہ جانا کہ پیشاب ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا تیرا پیٹ کبھی نہ دکھے گا۔ لہٰذا فقہاء نے لکھا ہے کہ بول و براز آپ کا نجس نہ تھا۔ چنانچہ عینی شرح (شارح) بخاری نے لکھا ہے اور کہا ہے کہ مذہب امام (ابو) حنیفہ (رضی اللہ عنہ) کا یہی ہے"۔

(تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۶۰، مطبوعۃ ملک دین محمد اینڈ سنز، کشمیری بازار، لاہور، ۱۹۳۹ء)

فضلات نبوی کے متعلق علماءِ دیوبند کا مذہب

واضح رہے کہ دیوبندیت اور بریلویت وغیرہ مذاہب نہیں بلکہ مکاتبِ فکر کا نام ہے، اور چونکہ ہند و پاک میں ان مکاتبِ فکر اور ان کے پیروکاروں میں ایک واضح تفریق پائی جاتی ہے (اللہ تعالیٰ اتحاد کے اسباب پیدا فرمائے، آمین) اس لیے میں نے مذکور الصدر عنوان قائم کیا ہے، ورنہ دیوبندی بھی حنفی ہیں اور وہ اِس مسئلہ میں مذاہبِ اربعہ کے جمہور علماء کرام کے ساتھ ہیں، اِلا یہ کہ بعض علماء دیوبند کے سابق موقف میں بعض وجوہات کی بنا پر کچھ تذبذب سا پیدا ہو گیا تھا، جس کی تفصیل یہ ہے:

Marfat.com

علامہ اشرف علی تھانوی کا مذہب

دراصل تھانوی صاحب طہارتِ فضلاتِ نبویہ کے قائل ہیں مگر اُن کی آخری تصنیف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اِس مذہب میں کچھ لچک سی پیدا ہوگئی تھی۔ یہاں ہم اُن کی مختلف کتب سے اقتباسات پیش کررہے ہیں تاکہ آپ خود اندازہ لگاسکیں کہ تھانوی صاحب کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟ وہ اپنی مشہورترین کتاب "نشر الطیب" میں لکھتے ہیں:

"اور مروی ہے کہ آپ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی اور اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی۔ حضرت عائشہ [رضی اللہ عنہا] نے اسی طرح روایت کیا ہے، اور اسی لیے علماء آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کے قائل ہیں۔ ابوبکر بن سابق مالکی اور ابونصر نے اس کو نقل کیا ہے اور مالک بن سنان یوم احد میں آپ کا خونِ (زخم) چوس کر پی گئے۔ آپ نے فرمایا: اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی، اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا، اور برکت (نامی خاتون) اور آپ کی خادمہ اُم ایمن رضی اللہ عنہما نے آپ کا بول پی لیا تھا۔ سو ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے"۔

(نشر الطیب في ذکر النبي الحبیب ﷺ ص ۱۶۲)

تھانوی صاحب ایک اور کتاب میں حجرِ اسود کو چومنے کی بحث میں کہتے ہیں:

"اس تقبیل (چومنے) کا منشا محض محبت ہے اور محبت کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو بوسہ دیا ہے، حضور ﷺ کا فضلہ بھی کسی جگہ گرا ہو تو ہم کو اس جگہ سے (بھی) محبت ہوگی"۔

(اشرف الجواب منتخب از خطبات ص ۲۹)

Marfat.com

نوٹ:

اس سے قبل علامہ تھانوی صاحب کی اسی کتاب سے ہم ایک طویل اقتباس نقل کر چکے ہیں، اس کو ایک مرتبہ پھر دیکھ لینا ضروری ہے۔

آخری ایام میں تھانوی صاحب کے موقف میں تبدیلی

افسوس کہ تھانوی صاحب کے اِس عشق ومحبت بھرے مذھب میں اُن کی عمر کے آخری ایام میں تبدیلی آگئی تھی۔ چنانچہ ان کی وفات سے آٹھ روز قبل شائع ہونے والی اُن کی آخری کتاب میں ہے:

السوال: ایک واعظ صاحب یہاں تشریف لائے تھے اُنہوں نے حسبِ ذیل روایات بیان کیں جن کے متعلق یہاں اکثر اصحاب اختلاف کرتے ہیں۔ حضور براہ کرم برائے اطمینانِ اہلِ اسلام ان روایات کے متعلق تحریر فرمادیں کہ وہ صحیح ہیں یا غلط، اور اگر تکلیف نہ ہو تو کسی کتاب کا حوالہ بھی تحریر فرمادیں۔

روایات:

نمبر۱: انبیاء علیہم السلام کا بول وبراز پاک ہوتا ہے اور خصوصاً ہمارے رسول اکرم کے فضلات بالکل پاک تھے کیونکہ آپ سراپا نور تھے۔

نمبر۲: انبیاء علیہم السلام کے بول وبراز کو زمین فوراً ہضم کر جاتی ہے؟

الجواب: خواہ مخواہ انہوں نے ایسی باتیں بیان کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا جو نہ عقائدِ ضروریہ میں سے ہیں نہ احکام میں سے۔ بیان کرنے کی چیز عقائد واحکام ہیں نہ کہ ایسی روایات جن پر دوسری اقوام بھی ہنسیں۔ ایسی بعض روایات بعض معتبر کتابوں میں آئی ہیں جن کی نہ تصدیق واجب ہے، کیونکہ سند صحیح نہیں اور نہ تکذیب واجب ہے اس لیے کہ فی نفسہ ممکن ہیں۔ اس لیے ایسی صورت میں مشغول ہی نہ ہونا چاہیئے، نہ تصدیقاً نہ تکذیباً اور ایسے واعظوں کا وعظ ہی کیوں سنا جاتا ہے اور اُن سے مطالبہ سند کا

Marfat.com

کیوں نہ کیا گیا اسی جلسہ میں حقیقت کھل جاتی۔ ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ

اس کے بعد اس کے متعلق دوسرا خط آیا جو ذیل میں منقول ہے

السّوال.

جناب ماسٹر محمد شریف خان صاحب نے حال میں ایک استفتاء خدمتِ عالی میں پیش کیا تھا جو ہمرشتۂ عریضۂ ھذا ہے۔ جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روایاتِ مذکورہ ضعیف ہیں اور ان کی کوئی سند نہیں۔ حسبِ اتفاق ایک صاحب کو نشر الطیب میں انہیں روایات کو دیکھنے کا اتفاق پیش آ گیا انہوں نے نشر الطیب کے صفحات ۱۳۵، ۱۳۶ مجھ کو دکھلائے اب وہ فتویٰ اور (یہ) تحریر (اور) معلوم ہوتی ہیں۔ نشر الطیب میں روایت بقول حضرت عائشہ صدیقہ بیان کی گئی ہے۔ جواب جلد عطا فرمایئے تا کہ تسکین ہو۔ ۲۲ اگست ۳۱ء۔

الجواب: ضعیف بلا سند نہیں ہوتی بلکہ بسند ضعیف ہوتی ہے جو عقائد میں حجت نہیں فضائل میں کھپ جاتی ہے۔ میں نے تحریر سابق میں یہ لکھا ہے کہ سند صحیح نہیں تو دونوں تحریروں میں تضاد نہیں، کیونکہ ضعیف کی نفی نہیں کی اور اس ضعفِ سند ہی سے ایسی کتابوں کو غیر معتبر بتلایا تھا (پہلے جواب میں ''معتبر'' مرقوم ہے ''غیر معتبر'' نہیں، فیضی) کیونکہ معتبر صحیح کو کہتے ہیں ضعیف کو نہیں کہتے۔ باقی یہ کہ پھر کتاب میں کیوں لکھا سو کتاب تو فضائل میں ہے، عقائد واحکام میں نہیں، اگر شاذ و نادر ایسی بھی کوئی روایت لکھی جائے کھپت ہو جاتی ہے بخلاف وعظ کے وہ عقائد واحکام کی تعلیم کے لیے ہوتا ہے اُس میں ایسے مضامین نہیں کھپتے۔ دوسرے وعظ سُننے والے اکثر کم فہم ہوتے ہیں اور کتاب پڑھنے والے اکثر فہیم۔ ۸ ربیع الثانی ۵۰ھ۔

اضافہ: بعد تحریر جوابِ ھذا 'شرح الشفاء ملاعلي القاري' میں یہ بحث نظر سے گذری، انہوں نے فصلِ نظافتِ جسمِ نبوی میں اس پر بہت مبسوط لکھا ہے، خلاصہ

Marfat.com

اس کا یہ ہے کہ بعض روایات کا ثبوت مقدوح ہے اور بعض کی دلالت اور بعض روایات میں شاربین کا یہ قول مذکور ہے "شربته وانا لا اعلم، لا اشعر" اور ایک روایت میں حضور ﷺ کا اس کے متعلق نہی فرمانا مذکور ہے، اور وہ یہ ہے: روی ابن عبدالبران سالم بن ابی الحجاج حجمه ﷺ ثم ازدرداى ابتلع فقال اما علمت ان الدم كله حرام، وفی رواية: لا تعد فان الدم كله حرام. پس مسئلہ بالکل منقح (واضح) ہوگیا کہ طہارت کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ۸ ربیع ۲۔ ۱۳۵۰ھ

(بوادر النوادر للتهانوي ص ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳)

علامہ اشرف علی تھانوی کے متضاد موقف پر تبصرہ

اہل علم خصوصاً میدانِ تحریر کے شہسواروں پر ایسی تضاد بیانی کی وجوہ مخفی نہیں ہوتیں، اس لیے یہ تبصرہ اُن کے لیے نہیں بلکہ مجھ ایسے سادہ عوام کے لیے ہے۔

❁ خدا جانے اُس واعظ کا تعلق کس مکتبۂ فکر سے ہوگا؟ بہر حال اُس کی بیان کردہ دونوں روایتیں درست ہیں اور انہوں نے طہارتِ فضلات کی وجہ حضور ﷺ کا سراپا نور ہونا بیان کیا ہے، اور یہ تمام باتیں قرآن وسنت اور خود تھانوی صاحب کی تصنیف "نشر الطیب" کے مطابق ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ بیچارے واعظ نے یہ سب کچھ "نشر الطیب" سے ہی بیان کیا ہو، کیونکہ تھانوی صاحب کی "نشر الطیب" کی تصنیف کا مقصد ہی جمعہ وغیرہ اجتماعات میں بیان کرنا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے! مقدمہ نشر الطیب ص ۲۔

❁ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ دوسرے خط کے ذریعے سائل نے جب معارضہ کیا تو تھانوی صاحب اتنے بڑے قد کاٹھ کے باوجود کسی مسجد کے کم علم خطیب کی سطح پر اُتر آئے اور اپنے قلم سے نکلی ہوئی نادرست بات کو اٹکل پچو سے ثابت کرنے کی کوشش میں لگ گئے، حتیٰ کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی غیر محقق بات کا سہارا لے لیا، شاید ایسے ہی موقعہ کے لیے کسی نے کہا تھا "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا"

❁ "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" میں نے اس لیے کہا ہے کہ معتبر محدثین نے حدیث سالم بن الحجاج کے بارے میں کہا ہے "فیه مقال" (اس میں کلام ہے) جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ کی عبارت گذر چکی

Marfat.com

ہے، اور حدیث ابن زبیر اور حدیثِ ام ایمن اور حدیثِ برکۃ حبشیہ کو اکثر علماء کرام نے صحیح قرار دیا ہے، جیسا کہ ہم مکمل تحقیق کے ساتھ لکھ چکے ہیں۔

❁ حیرت ہے کہ تھانوی صاحب کی نگاہ صحابیات کے "شربته وانا لااعلم، لااشعر" کے الفاظ پر تو پڑ گئی اور متنِ حدیث میں بشارت پر مبنی الفاظِ نبوی پر نہیں پڑی!

❁ تھانوی صاحب نے "نشر الطیب" کے مقدمہ میں اپنی کتاب کو برکت کے لحاظ سے "قصیدہ بردہ" اور "حِصنِ حصین" کے مماثل قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ "نشر الطیب" کی تصنیف کے ایام میں تمام بلاد وامصار وقریٰ (شہروں، قصبوں اور دیہاتوں) میں طاعون رہا مگر اُن کے ہاں کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ خدا جانے کہ جس کتاب میں نجس فضلات کو طاہر کہا گیا وہ کیونکر مقبول بارگاہِ الٰہی ہوگئی؟ اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ آیا ۱۳۲۹ھ میں لکھی ہوئی ان کی کتاب "نشر الطیب" بارگاہِ الٰہی میں زیادہ مقبول ہے یا ۱۳۵۰ھ میں لکھی ہوئی ان کی کتاب "بوادر النوادر"؟

❁ تعجب ہے کہ تھانوی صاحب نے یہ کیسے کہہ دیا کہ بیان کرنے کی چیز عقائد واحکام ہیں نہ کہ ایسی روایات جن پر دوسری اقوام بھی ہنسیں؟ حالانکہ تھانوی صاحب خود بھی پبلک کے سامنے یہی باتیں بیان کرتے تھے، جیسا کہ ہم اس سے قبل نقل کر چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے ان کے مواعظ کی مرتب کردہ کتاب "أشرف الجواب منتخب از خطبات کامل ص ۳۶، ۳۷، ۳۸"

تھانوی صاحب کی نصیحت پر راقم الحروف کا عمل

علامہ اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی اسی زیر بحث آخری تصنیف میں اپنی تمام کتابوں کے متعلق چند نصیحتیں فرمائی ہیں، جن میں ایک نصیحت تمام کتابوں کے لیے عام ہے، اور وہ یہ ہے:

> "یوں تو اپنے جمیع مؤلفات کے متعلق احتیاطاً مشورہ دیتا ہوں کہ دوسرے محققین علماء سے ان کی تنقید کرا کر عمل کریں مگر بعض مؤلفات کی نسبت خصوصیت سے کچھ تنبیہات کرتا ہوں"۔

(بوادر النوادر ص ۴۲۷)

Marfat.com

کچھ لوگوں کے ناراض ہونے کا خدشہ تو ہے مگر دل لگتی بات کہتا ہوں کہ تھانوی صاحب کے اس مشورہ میں خلوص عیاں ہے۔ کاش تھانوی صاحب کے متبعین اور مریدین وغیرہ کی اس طرف توجہ ہو جائے اور وہ تھانوی صاحب کی بعض متنازعہ کتب پر ان کے حکم کے مطابق محققین علماء سے تنقید کرا لیتے۔ بہر کیف مکتبِ فکر دیوبند کا کوئی شخص اِس مشورہ پر عمل کرے یا نہ کرے مگر راقم الحروف اس پر عمل کرتے ہوئے عرض کناں ہے کہ تھانوی صاحب کی تصانیف پر محققین علماء سے تنقید کرائی جائے تو زیر بحث مسئلہ میں ''بوادر النوادر'' کی درجِ بالا تحریر مردود قرار پاتی ہے۔

تنقید کے معنی میں علماء نے لکھا ہے:

''کلام کے عیوب و محاسن کو ظاہر کرنا، اور کھوٹا علیحدہ کرنا''۔

(مصباح اللغات ص ۸۹۹، ۹۰۰)

راقم الحروف محقق ہے اور نہ عالم، اس لیے میں محققین علماء کرام اور خود علماء دیوبند کی تنقید کی روشنی میں عرض کرتا ہوں کہ تھانوی صاحب کا نبی کریم ﷺ کے فضلات شریفہ کو غیر طاہر قرار دینا کھوٹی بات ہے، جیسا کہ فقہاء شافعیہ، فقہاء مالکیہ، فقہاء حنبلیہ اور فقہاءِ حنفیہ رحمهم الله وكثّرهم کی تصریحات سے عیاں ہے، اور علماءِ دیوبند میں سے علامہ انور شاہ کشمیری، مفتی محمد کفایت اللہ، علامہ محمد یوسف بنوری، مولانا محمد زکریا سہارنپوری، دار العلوم دیوبند اور علامہ محمد یوسف کاندھلوی وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ فضلاتِ نبویہ طاہر ہیں حتیٰ کہ آخر الذکر نے تو کہا ہے کہ فضلاتِ نبویہ کو طاہر نہ ماننا ضعفِ ایمان ہے۔ ان میں سے اکثر محققین علماء کرام کی عبارات پیچھے گذر چکی ہیں اور علماء دیوبند کی تصریحات آگے آ رہی ہیں۔

علامہ انور شاہ کشمیری کا مذہب

علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری حنفی لکھتے ہیں:

العلماء ذهبوا إلى طهارة فضلاته ﷺ.

''علماء کرام حضور ﷺ کے فضلات شریفہ کی طہارت کی طرف گئے ہیں''۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

Marfat.com

لأنه ذهب جماعة إلیٰ طهارة فضلا ته ﷺ ونسب إلیٰ إمامنا أیضاً.

''کیونکہ فقہاء کرام کی ایک جماعت طہارت فضلاتِ نبوی ﷺ کی طرف کی گئی ہے، اور اس مذہب کی نسبت ہمارے امام (اعظم رضی اللہ عنہ) کی طرف بھی کی گئی ہے''۔

(فیض الباري ج۱ ص۲۷۲، ۲۸۹)

علامہ محمد یوسف بنوری کا مذہب

علامہ بنوری صاحب نے فضلاتِ نبویہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور اس کو انبیاء کرام علیهم السلام کے خصائص میں شمار کیا ہے، اور اس مسئلہ کے متعلق متعدد احادیث کو درج کرنے کے بعد اُن کی سند پر بحث کر کے اظہارِ اعتماد کیا ہے، اور آخر میں لکھا ہے:

وقد صرَّح أهل المذاهب بطهارة فضلات الأنبیا.

''یقیناً مذاہبِ اربعہ کے علماء کرام نے فضلاتِ انبیاء کرام علیهم السلام کی طہارت کی تصریح فرمائی ہے''۔

(معارف السنن شرح جامع الترمذي ج۱ ص۹۷)

مفتی کفایت اللہ دیوبندی کا مذہب

مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے پاس استفتاء (سوال) آیا:

''حضور ﷺ کا پیشاب، پاخانہ، پاک تھا یا نجس؟

جواب: شوافع میں بعض علماء محققین نے آنحضرت ﷺ کے بول و براز کی طہارت کا حکم کیا ہے، اور علماء حنفیہ نے اس کو نقل کر کے اس کے ساتھ اپنی موافقت بیان کی ہے، اور بعض صحابہ وصحابیات کے اس واقعہ سے کہ انہوں نے حضور ﷺ کا پیشاب نادانستگی میں پی لیا تھا مگر حضور ﷺ نے خبر پا کر اُن کو دعا دی اور انکار نہیں فرمایا، طہارت پر استدلال کیا ہے''۔

(کفایت المفتي ج۱ ص۷۹، ۸۰)

Marfat.com

دارالعلوم دیوبند کا مذہب

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ایک سوال کے جواب میں پہلے امام ابن عابدین شامی حنفی کی تصنیف "ردالمحتار" سے عبارت نقل کی گئی، جس میں "المواهب اللدنية" کے حوالہ سے علامہ عینی کی عبارت منقول ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی طہارتِ فضلاتِ نبویہ ﷺ کا ہے، اور دوسری عبارات بھی نقل کیں پھر نتیجہ یوں بیان کیا:

"ان روایات سے معلوم ہوا کہ راجح قول بول و براز و دیگر فضلات آنحضرت ﷺ کے بارہ میں طہارت کا ہے"۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱ ص۱۱٤)

علامہ محمد زکریا سہارنپوری کا مذہب

شیخ الحدیث علامہ محمد زکریا کاندھلوی ثم سہارنپوری ثم المدنی نے اس مسئلہ پر "بذل المجهود شرح سنن أبي داود" میں مفصل گفتگو کی ہے، حدیث برکۃ نقل کر کے اس پر اعتماد کیا ہے، اپنے موقف کو مدلل بنانے کے لیے قارئین کو درجِ ذیل کتب کے مطالعہ کی دعوت دی ہے:

۱۔ شرح الشفاء لعلي القاري

۲۔ شرح المواهب اللدنية

۳۔ عمدة القاري

۴۔ تحفة المحتاج

۵۔ تلخيص الحبير

٦۔ تهذيب الأسماء واللغات، للنووي

اور آخر میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف "فتح الباري" سے اُن کی وہ مکمل عبارت نقل کی ہے جسے ہم حافظ رحمہ اللہ کے مذہب کے عنوان کے تحت درج کر چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے: (بذل

Marfat.com

المجهود شرح سنن أبي داود ج ۱ ص ٦٦، دار اللواء للنشر والتوزيع، الرياض)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو وضو کا پانی پلایا تھا، اس کی توضیح میں علامہ زکریا سہارنپوری لکھتے ہیں:

"فائدہ: اس حدیث میں اگر وضو کے پانی سے وضو کا بچا ہوا پانی مراد ہے تب تو کوئی اشکال واختلاف ہی نہیں، اور اگر وضو کا وہ پانی مراد ہے جو بدن سے دھو کر گرتا ہے جس کو ماء مستعمل کہتے ہیں تب بھی کوئی اشکال اس جگہ اس لیے نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے تو فضلات تک بھی پاک ہیں، پھر ماء مستعمل کا کیا ذکر؟"۔

(خصائل نبوي شرح شمائل ترمذي ص ۲۲، ۲۳)

نیز علامہ زکریا سہارنپوری حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے شرب دم والی حدیث کے بعد لکھتے ہیں:

"ف: حضور ﷺ کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں، اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں"۔

(تبليغي نصاب [حكاياتِ صحابة] ص ۱۸۸، فضائل اعمال [حكاياتِ صحابة] ص ۱۸۸)

علامہ محمد یوسف لدھیانوی کا مذھب

مولانا زکریا سہارنپوری کی مشہور ومتداول کتاب جو تبلیغی جماعت کے لیے بطور "تبليغي نصاب" کے ترتیب دی گئی تھی اور بعد میں اس کا نام "فضائل اعمال" رکھدیا گیا، اُس پر بعض جہلاء نے چند اعتراضات کیے تھے، اُن میں سے ایک اعتراض زیر بحث مسئلہ (طہارتِ فضلاتِ انبیاء) کے متعلق بھی تھا، چونکہ ہم نے ابھی ابھی "تبليغي نصاب" سے اس مسئلہ سے متعلق کچھ حصہ نقل کیا ہے اس لیے ہم وہ اعتراض اور علماء دیوبند سے اس کی تردید نقل کر رہے ہیں۔

جامعة العلوم الإسلامية، بنوري ٹاؤن، کراچی کے مفتی محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے ماہنامہ "بینات" میں اس شخص کے گھناؤنے اعتراضات کی تردید میں بادلِ نخواستہ قلم اٹھایا ہے لیکن مفصل ومدلل جواب دیا ہے۔ پہلے ہم اُس شخص (تابش مھدی) کے اعتراض کو مختصراً نقل کرتے ہیں پھر لدھیانوی

Marfat.com

صاحب کے جواب کا خلاصہ پیش کریں گے۔

تابش مھدی لکھتا ہے:

''زکریا سہارنپوری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابن زبیر اور حضرت مالک بن سنان نے حضور ﷺ کا خون نوش کرلیا تھا اور حضور ﷺ نے انہیں نارِ جہنم سے آزادی کی بشارت دی تھی''۔

اس پر تابش مھدی کہتا ہے:

''قرآن میں ہر خون کو حرام کہا گیا ہے، اور یہ نبی اکرم ﷺ پر بہتان ہے اور جن دو کتابوں (تاریخ الخمیس، اور قرۃ العیون) کے زکریا سہارنپوری نے حوالے دیئے ہیں وہ دونوں کتابیں اہل علم کے نزدیک میلاد اکبر، میلاد گوہر، یوسف زلیخا اور جنگ زیتون جیسی غیر مستند اور گمراہ کن ہیں۔ غالباً حضرت شیخ الحدیث کی نظر سے یہ حدیث ضرور گذری ہوگی ''من کذب متعمدا علی فلیتبوأ مقعده من النار'' بلاشبہ حضرت شیخ الحدیث نے یہ بے سند روایت کر کے رسول (ﷺ) پر ایک عظیم اتہام کا ارتکاب کیا ہے''۔

اس اعتراض کا جواب دینے سے پہلے بطورِ تمہید لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

''تابش مھدی کی یہ کتاب کئی سال پہلے نظر سے گذری تھی اور بعض احباب کے اصرار پر داعیہ بھی پیدا ہوا تھا کہ اس کا جواب لکھا جائے لیکن کتاب کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ کتاب کا مصنف نہ تو علم حدیث کے فن سے واقف ہے اور نہ دیگر اسلامی علوم پر اس کی نظر ہے۔ اس بیچارے کے علم وفہم کا حدودِ اربعہ کچھ اردو کتب ورسائل کا سطحی معالعہ ہے اور بس۔ ایسے شخص کی تردید کے درپئے ہونا محض اضاعتِ وقت ہے''۔

ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں:

''اگر تابش مھدی کے تمام الزامات کا معقول اور مدلل جواب لکھ بھی دیا جائے

Marfat.com

تب بھی ان صاحب کو رجوع کرنے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی توفیق نہیں ہوگی بلکہ شیطان ان کو نئے نئے نکتے تلقین کرتا رہے گا، بہر حال دل پر جبر کر کے ہاتھ میں قلم لیا ہے"۔

اس کے بعد لدھیانوی صاحب نے متعدد احادیث نقل فرمائیں، ائمہ کرام کے اقوال نقل کر کے مدلل اور منہ توڑ جواب دیا اور آخر میں لکھا:

"الحمدللہ ان دونوں نکتوں کی وضاحت تو بقدرِ ضرورت ہو چکی، یہ واقعہ مستند ہے اور مذاہبِ اربعہ کے ائمہ فقہاء نے ان احادیث کو تسلیم کرتے ہوئے فضلاتِ انبیاء علیہم السلام کی طہارت کا قول کیا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر اعتراض کیا جائے تو اس کو ضعف ایمان ہی کہا جا سکتا ہے۔

اب ایک نکتہ محض تبرعاً لکھتا ہوں، جس سے یہ مسئلہ قریب الفہم ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ شانہ کے اپنی مخلوقات میں عجائبات ہیں، جن کا ادراک بھی ہم لوگوں کے لیے مشکل ہے۔ اس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے بعض اجسام میں ایسی محیر العقول خصوصیات رکھی ہیں جو دوسرے اجسام میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ ایک کیڑے کے لعاب سے ریشم پیدا کرتا ہے، شہد کی مکھی کے فضلات سے شہد جیسی نعمت ایجاد کرتا ہے اور پہاڑی بکرے کے خون کو نافہ میں جمع کر کے مشک بنا دیتا ہے۔ اگر اس نے اپنی قدرت سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مقدسہ میں بھی ایسی خصوصیات رکھی ہوں کہ غذا اُن کے ابدانِ طیبہ میں تحلیل ہونے کے بعد بھی نجس نہ ہو بلکہ اس سے جو فضلات ان کے ابدان میں پیدا ہوں وہ پاک ہوں تو کچھ جائے تعجب نہیں۔ اہل جنت کے بارے میں سبھی جانتے ہیں کہ کھانے پینے کے بعد ان کو بول و براز کی ضرورت نہ ہوگی، خوشبودار ڈکار سے سب کھایا پیا ہضم ہو جائے گا اور بدن کے فضلات خوشبودار پسینے میں تحلیل ہو جائیں گے۔ جو خصوصیت کہ اہل جنت کے

Marfat.com

اجسام کو وہاں حاصل ہوگی اگر حق تعالیٰ شانہ حضرات انبیاء کرام علیھم الصلوت والتسلیمات کے پاک اجسام کو وہ خصوصیات دنیا ہی میں عطا کر دیں تو بجا ہے۔ پھر جبکہ احادیث میں اس کے دلائل بہ کثرت موجود ہیں، جیسا کہ اوپر حافظ ابن حجر کے کلام میں گذر چکا ہے، تو انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو اپنے اوپر قیاس کر کے انکا انکار کر دینا یا اُن کے تسلیم کرنے میں تأمل کرنا صحیح نہیں، مولانا رومی فرماتے ہیں:

ایں خورد گردد پلیدی زو جدا

واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

یہ مکھی کھاتی ہے تو اس سے پلیدی خارج ہوتی ہے

اور وہ کھاتی ہے تو اس سے خدا کا نور خارج ہوتا ہے۔

(ماھنامہ بینات جلدنمبر ۵۱ شمارہ نمبر ۱ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ، ص ۵۲ تا ۵۵، وماھنامہ بینات جلدنمبر ۵۱ شمارہ نمبر ۱۰ جون ۱۹۸۹ء شوال المکرم ۱۴۰۹ھ، ص ۳ تا ۲۳)

اختتام واعتذار

یہاں مضمونِ کتاب پورا ہوا، بلاشبہ یہ ایک انتہائی مشکل موضوع تھا، راقم الحروف کی حتی الامکان کوشش رہی ہے کہ دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ دلچسپی بھی برقرار رہے۔ ہر کام کی کامیابی رب کریم جل جلالہ کے مبارک دستِ قدرت میں ہے۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس کتاب میں انہیں جو کوئی سقم، خطا، غلطی اور ذہنی و قلمی لغزش نظر آئے تو وہ مصنف کو آگاہ فرمائیں اور دارین کا اجر خیر پائیں۔ نیز میری یہ عاجزانہ گزارش میری تمام تصانیف کے متعلق ہے، یقین فرمایئے کسی بھی مکتبِ فکر کا شخص اگر دلائل کے ساتھ راقم الحروف کو اُس کی فکری لغزش وخطا پر متنبہ کرے گا تو راقم اُس کے حق میں دعا گو بھی ہوگا اور اپنی خطا سے رجوع بھی کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا

یاالہ العالمین اِس عاجز بندہ کی یہ حقیری کاوش اپنی بارگاہِ عزت میں قبول فرما اور اس کے طفیل میری مغفرت فرما، اور میرے والدین، اساتذہ کرام، مرشدین عظام، بہن بھائی، بچوں اور تمام عزیز و اقارب کو دنیا و آخرت کی خیر عطا فرما، اور اس کتاب میں میری اعانت کرنے والوں، تصحیح کرنے والوں، اسے پڑھنے سننے والوں کی مغفرت فرما اور اُنہیں دارین کی ہر خیر و برکت عطا فرما اور اُن کے درجات بلند فرما، آمین!

بجاه حبيبه ونبيه الكريم عليه وعلىٰ آله وأصحابه أفضل الصلاة والتسليم.

تمت بحمد اللہ

Marfat.com

فہرسِ مَصَادِر و مَرَاجِع

بترتيب حروفِ تهجّي

حديث

١ـ **الآحاد والمثاني**: إمام أبو بكر أحمد بن عمرو بن أبي عاصم، متوفّیٰ ٢٨٧ ھ، دار الراية، الرياض، الطبعة الأولیٰ ١٤١١ ھ.

٢ـ **الأحاديث المختارة مما ليس في الصحيحين**: ضياء الدين محمد بن عبدالواحد المقدسي الحنبلي، متوفّیٰ ٦٤٣ ھ، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامسة ١٤٢٩ ھ.

٣ـ **الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان**: أبو حاتم محمد بن حبان البستي، متوفّیٰ ٣٥٤ ھ، **بترتيب**: الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي، متوفّیٰ ٧٣٩ ھ، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٨ ھ، ودار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٧ ھ.

٤ـ **إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة**: أحمد بن أبي بكر البوصيري، متوفّیٰ ٨٤٠ ھ، دار الوطن، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠ ھ.

٥ـ **الأدب المفرد**: إمام أبو عبد الله محمد بن إسمعيل البخاري، متوفّیٰ ٢٥٦ ھ، مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩ ھ.

٦ـ **الأذكار، المنتخبة من كلام سيد الأبرار ﷺ**: أبو زكريا يحیٰ بن شرف النووي، متوفّیٰ ٦٧٦ ھ، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة السادسة ١٤١٣ ھ.

٧ـ **أطراف الغرائب والأفراد للدارقطني**: أبو الفضل محمد بن طاهر المَقْدِسي، متوفّیٰ ٥٠٧ ھ، دار التدمرية، الرياض، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٨ ھ.

Marfat.com

۸۔ **البحر الزخار المعروف بمسند البزار**: إمام أحمد عمروبن عبد الخالق البزار، متوفیٰ ۲۹۲ھ، مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة، الطبعة الأولیٰ ۱۴۰۹ھ.

۹۔ **تحفة الأخیار بترتیب شرح مشکل الآثار**: إمام أبوجعفر أحمد بن محمد الطحاوي، متوفیٰ ۳۲۱ھ، داربلنسیة، مکة المکرمة، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ.

۱۰۔ **تلخیص المستدرک مع المستدرک**: حافظ شمس الدین محمدبن أحمد الذهبي، متوفیٰ ۷۴۸ھ، دارالمعرفة بیروت.

۱۱۔ **تناقضات الألباني الواضحات**: حسن بن علي السقاف، دارالإمام النووي، عمان، الأردن، الطبعة الرابعة ۱۴۱۲ھ.

۱۲۔ **جامع الأصول**: شیخ علي الناصف، متوفیٰ..... دارإحیاء التراث العربي بیروت، الطبعة الثانیة ۱۳۸۱ھ.

۱۳۔ **جامع الأصول في أحادیث الرسول ﷺ**: امام مجدالدین مبارك بن محمدالمعروف بابن الأثیرالجزري، متوفیٰ ۶۰۶ھ، دارالفکر بیروت، الطبعة الثانیة ۱۴۰۳ھ.

۱۴۔ **الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول الله ﷺ وسننه وأیامه**: (بخاري) إمام محمدبن إسمعیل البخاري، متوفیٰ ۲۵۶ھ، دارالسلام، الریاض، الطبعة الثانیة ۱۴۱۹ھ.

۱۵۔ **الجامع الصغیر في أحادیث البشیر النذیر ﷺ**: جلال الدین عبد الرحمان بن أبي بکر السیوطي متوفیٰ ۹۱۱ھ، مکتبة نزار المصطفیٰ الباز، مکة المکرمة، الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھ.

۱۶۔ **الجامع المختصر من السنن عن رسول الله ﷺ ومعرفة الصحیح والمعلول وما علیه العمل (جامع ترمذي)**: إمام أبوعیسیٰ محمدبن عیسیٰ الترمذي، متوفیٰ ۲۷۹ھ، دار السلام، الریاض، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ.

۱۷۔ **جزء فیه عوالي أبی الشیخ**: حافظ أبومحمدعبدالله بن محمد المعروف بأبی الشیخ، متوفیٰ ۳۶۹ھ، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۷ھ.

۱۸۔ **جمع الفوائد**: علامة محمدبن محمدبن سلیمان، متوفیٰ ۱۰۹۴ھ، مطبعة سید عبد الله هاشم الیماني المدني، مدینة منورة ۱۳۸۱ھ.

Marfat.com

۱۹۔ **الجمع بين الصحيحين:** محمد بن فتوح الحُميدي، متوفّی۴۸۸ھ، دارابن حزم، بيروت،الطبعةالأولی۱۴۱۹ھ.

۲۰۔ **جمع الجوامع:** حافظ جلال الدين عبدالرحمان بن أبي بكرالسيوطي،متوفّیٰ۹۱۱ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولی۱۴۲۱ھ.

۲۱۔ **حلية الأولياء وطبقات الأصفياء:** إمام أبونُعَيم أحمدبن عبدالله الأصبهاني،متوفّیٰ ۴۳۰ھ،دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولیٰ ۱۴۱۸ھ.

۲۲۔ **خصائص أميرالمؤمنين علي بن أبي طالب** ؓ : إمام أبوعبدالرحمان أحمد بن شعيب النسائي،متوفّیٰ۳۰۳ھ،بتحقيق ابوإسحاق الحويني الأثري،دارالكتاب العربي، بيروت،الطبعة الثانية۱۴۱۷ھ،وبتحقيق أحمد ميرين البلوشي، مكتبة وادي الحور، الشارقة، كويت،الطبعةالثانية ۱۴۲۱ھ،وبتحقيق محمدالكاظم،مجمع إحياء الثقافة الإسلامية ، إيران،الطبعةالأولیٰ ۱۴۱۹ھ.

۲۳۔ **زوائد سنن ابن ماجة:** أحمد بن أبي بكر البوصيري،متوفّیٰ۸۴۰ھ، دارالكتب العلمية، بيروت،الطبعةالأولیٰ ۱۴۱۴ھ.

۲۴۔ **زوائد مسند أحمد:** عبد الله بن أحمدبن حنبل، متوفّیٰ۲۹۰ھ، دارالبشائرالاسلامية، بيروت،الطبعةالأولی۱۴۱۰ھ.

۲۵۔ **سلسلة الأحاديث الضعيفة:** شيخ ناصرالدين الباني، متوفی ۱۴۲۰ھ، مكتبة المعارف، الرياض،الطبعةالأولیٰ۱۴۰۸ھ.

۲۶۔ **السنة:** إمام أحمد بن عمرو بن أبي عاصم الشيباني،متوفّیٰ۲۸۷ھ،المكتب الإسلامي، بيروت،الطبعة الثالثة ۱۴۱۳ھ.

۲۷۔ **السنة:** إمام عبدالله بن أحمدبن حنبل،متوفّیٰ۲۹۰ھ،دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعة الثانية۱۴۱۴ھ.

۲۸۔ **سنن ابن ماجة:** إمام أبوعبد الله محمد بن يزيد،متوفّیٰ۲۷۳ھ،دارالمعرفة،بيروت، الطبعةالثانية ۱۴۱۸ھ .

Marfat.com

۲۹۔ **سنن أبي داود:** إمام أبوداود سليمان بن الأشعث السجستاني، متوفّیٰ ۲۷۵ھ، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۳ھ.

۳۰۔ **سنن الدارمي:** إمام أبوعبدالله عبد الرحمان الدارمي، متوفّیٰ ۲۵۵ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ.

۳۱۔ **سنن الدارَ قطني:** إمام الحافظ علي بن عمر الدارقطني، متوفیٰ ۳۸۵ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ.

۳۲۔ **سنن سعيدبن منصور:** إمام سعيد بن منصور الخراساني المكي، متوفّیٰ ۲۲۷ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۰۵ھ.

۳۳۔ **السنن الكبریٰ:** إمام أبوعبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي، متوفّیٰ ۳۰۳ھ، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ، وط: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۱ھ.

۳۴۔ **السنن الكبریٰ:** إمام أبو بكر أحمد بن حسين البيهقي، متوفّیٰ ۴۵۸ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۴ھ، ودارالمعرفة، بيروت.

۳۵۔ **السنن المجتبی (سنن النسائي):** إمام أبوعبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي، متوفّیٰ ۳۰۳ھ، دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۱۴ھ. ومطبع اصح المطابع كراچی.

۳۶۔ **شرح السنة:** حسين بن مسعود البغوي، متوفّیٰ ۵۱۶ھ، دارالفكر، بيروت ۱۴۱۴ھ.

۳۷۔ **شعب الإيمان:** إمام أبو بكر أحمد بن حسين البيهقي، متوفّیٰ ۴۵۸ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۰ھ.

۳۸۔ **ضعيف الجامع الصغير وزيادته:** شيخ ناصرالدين الباني، متوفی ۱۴۲۰ھ، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۸ھ.

۳۹۔ **الفردوس بمأثورالخطاب:** إمام أبوشجاع شيرويه بن شهرداربن شيرويه الديلمي، متوفیٰ ۵۰۹ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۰۶ھ.

۴۰۔ **الفوائد:** عبد الوهاب بن محمد المعروف بابن مندة العبدي، متوفّیٰ ۴۷۵ھ، دارالكتب

Marfat.com

العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

٤١ـ **الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف ملحق بالكشاف**: حافظ أحمدبن علي بن حجر العسقلاني، متوفّىٰ ٨٥٢هـ، دارالمعرفة، بيروت، ومطبوع في **مجلد واحد**، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

٤٢ـ **كتاب الدعاء**: إمام أبوالقاسم سليمان بن أحمد الطبراني، متوفّىٰ ٣٦٠هـ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

٤٣ـ **كتاب الزهد**: إمام أحمد بن حنبل الشيباني، متوفىٰ ٢٤١هـ، دارالكتاب العربي، بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

٤٤ـ **كشف الأستار عن زوائدالبزار**: حافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي، متوفّىٰ ٨٠٧هـ، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٤هـ.

٤٥ـ **كشف الخفاء ومزيل الألباس**: علامة إسمعيل بن محمد العجلوني، متوفّىٰ ١١٦٤هـ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

٤٦ـ **كنزالعمال في سنن الأقوال والأفعال**: علي متقي بن حسام الدين برهانپوري، متوفّىٰ ٩٧٥هـ، مؤسسةالرسالة، بيروت، الطبعةالأولىٰ ١٤٠٥هـ.

٤٧ـ **كنوز الحقائق من حديث خير الخلائق**: إمام عبد الرؤف بن علي المناوي، متوفّىٰ ١٠٠٣هـ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولىٰ ١٤١٨هـ.

٤٨ـ **مجمع البحرين في زوائد المعجمين**: علي بن أبي بكرالهيثمي، متوفّىٰ ٨٠٧هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولى ١٤١٩هـ، وط: مكتبةالرشد، الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤١٣هـ.

٤٩ـ **مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**: نورالدين علي بن أبي بكرالهيثمي، متوفّىٰ ٨٠٧هـ، دار الفكر، بيروت، الطبعةالأولىٰ ١٤١٤هـ، وط: دارالمنهاج، الطبعةالأولىٰ ١٤٣٦هـ.

٥٠ـ **مختصر زوائد مسندالبزار**: حافظ أحمد بن علي بن حجرالعسقلاني، متوفّىٰ ٨٥٢هـ، مؤسسةالكتب الثقافية، الصنائع، الطبعةالثالثة ١٤١٤هـ.

٥١ـ **المستدرک على الصحيحين**: إمام أبوعبدالله محمدبن عبدالله الحاكم نيشاپوري، متوفىٰ

Marfat.com

٤٠٥هـ،دارالمعرفة،بيروت،الطبعةالأولىٰ ١٤١٨هـ.

٥٢ـ **مسند أبي يعلى الموصلي:** أحمد بن علي المثنى التميمي،متوفىٰ٣٠٧هـ،دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤١٨هـ،وط:دارالمأمون،دمشق،الطبعةالثانية١٤١٠هـ.

٥٣ـ **مسندالشاميين،من مسندأحمدبن حنبل:** دكتور علي محمد جماز، دارالثقافة، الدوحة،قطر،الطبعةالأولىٰ١٤١٠هـ.

٥٤ـ **مسندالصحابة:** إمام أبوبكرمحمد بن هارون الروياني،متوفىٰ٢٠٣هـ،دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولىٰ ١٤١٧هـ

٥٥ـ **مسند فاطمة الزهراء[عليهاالسلام]:** حافظ جلال الدين عبدالرحمان بن أبي بكر السيوطي،متوفّىٰ٩١١هـ،مؤسسةالكتب الثقافية،الصنائع، يمن، الطبعةالأولى١٤١٣هـ.

٥٦ـ **المسند:** إمام أبوبكرعبدالله بن محمدبن أبي شيبة،متوفّىٰ٢٣٥هـ،دارالوطن، بيروت، الطبعةالأولىٰ ١٤١٨هـ.

٥٧ـ **المسند:** إمام أحمدبن حنبل الشيباني، متوفّىٰ٢٤١هـ، عالم الكتب، بيروت،الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ هـ.

٥٨ـ **المسند:** إمام عبد اللّٰه بن الزبيرالحميدي،متوفّىٰ٢١٩هـ،دارالكتب العلمية،بيروت، الطبعةالأولىٰ١٤٠٩هـ.

٥٩ـ **المسند:** إمام سليمان بن داود بن جارود الطيالسي،متوفّىٰ٢٠٣هـ،دارالمعرفة،بيروت، ودارالكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤٢٥هـ.

٦٠ـ **مشكاة المصابيح:** إمام عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي،متوفّىٰ٧٤١هـ، دارالأرقم، بيروت.

٦١ـ **مصابيح السنة:** محي السنة حسين بن مسعودالفراء البغوي،متوفّىٰ ٥١٦هـ، دار المعرفة،بيروت،الطبعةالأولى١٤٠٧هـ.

٦٢ـ **المصنَّف:** إمام عبد الرزاق بن همام الصنعاني متوفّىٰ٢١١هـ،دارالكتب العلمية،بيروت، الطبعةالأولىٰ ١٤٢١هـ.

Marfat.com

٦٣- **المصنَّف**: إمام ابوبكر عبدالله بن محمد بن أبي شيبة، متوفّیٰ ٢٣٥ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٦ھ، وط: بتحقيق شيخ محمد عوامة، دار قرطبة، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ.

٦٤- **المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية**: حافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، متوفّیٰ ٨٥٢ھ، دار الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولیٰ ١٤٠٧ھ، دار العاصمة، الرياض، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ.

٦٥- **المعجم الأوسط**: إمام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، متوفّیٰ ٣٦٠ھ، مكتبة المعارف، الرياض ١٤٠٥ھ، وط: دار الحرمين، القاهرة، ١٤١٥ھ.

٦٦- **المعجم الصغير (الروض الداني)**: إمام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، متوفّیٰ ٣٦٠ھ، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥ھ.

٦٧- **المعجم الكبير**: إمام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، متوفّیٰ ٣٦٠ھ، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ودار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٨ھ.

٦٨ **المغني عن حمل الأسفار**: (على الإحياء) زين الدين أبي الفضل عبدالرحيم بن الحسين العراقي، متوفّیٰ ٨٠٦ھ، دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ.

٦٩- **المقصد العلي في زوائد مسند أبي يعلى الموصلي**: نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي، متوفّیٰ ٨٠٧ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ.

٧٠- **نوادر الأصول في أحاديث الرسول ﷺ**: أبو عبد الله محمد الحكيم الترمذي، متوفّیٰ ٣٢٠ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣ھ.

تَفسِيْر

٧١- **إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم (تفسير أبو السعود)**: أبو السعود محمد بن محمد عمادي حنفي، متوفّیٰ ٩٨٢ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ.

٧٢- **بحر العلوم (تفسير سمرقندي)**: أبو الليث نصر بن محمد السمرقندي، متوفّیٰ ٣٧٥ھ، دار

Marfat.com

الكتب العلمية، بيروت،الطبعة الأولىٰ ١٤١٣هـ.

٧٣ـ **البحر المحيط:** علامةأبوالحيان بن محمد بن يوسف الأندلسي،متوفّىٰ٧٥٤هـ،دار الفكر،بيروت،الطبعةالأولىٰ ١٤١٢هـ.

٧٤ـ **تفسير القرآن العزيز:** عبدالرحمن بن محمدإدريس بن أبي حاتم الرازي،متوفّىٰ ٣٢٧هـ،مكتبة نزارمصطفى الباز،مكةالمكرمة،الطبعة الثانية١٤١٩هـ.

٧٥ـ **تفسير القرآن العظيم:** عماد الدين إسماعيل بن عمربن كثير الشافعي،متوفىٰ٧٧٤هـ، دارالمعرفة،بيروت،الطبعة١٤٠٦هـ.

٧٦ـ **التفسير المظهري:** قاضي ثناء الله پاني پتي،متوفّىٰ١٢٢٥هـ،دارإحياء التراث العربي، بيروت،الطبعةالأولى ١٤٢٥هـ.

٧٧ـ **جامع البيان عن تأويل آي القرآن(تفسير طبري)** : إمام أبوجعفرمحمد بن جرير الطبري،متوفّىٰ ٣١٠هـ،دارالفكر،بيروت الطبعة١٤١٥هـ.

٧٨ـ **الجامع لأحكام القرآن:** أبوعبد الله محمدبن أحمدالمالكي القرطبي،متوفّىٰ٦٦٨هـ، دارالكتاب العربي،بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٠هـ.

٧٩ـ **الجواهر الحسان في تفسير القرآن:** عبدالرحمن محمد بن مخلوف الثعالبي الشافعي،متوفّىٰ٨٧٥هـ،دارإحياء التراث العربي، بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤١٨هـ.

٨٠ـ **روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني:** أبوالفضل سيد محمود آلوسي حنفي بغدادي،متوفّىٰ ١٢٧٠هـ،دارالفكر،بيروت،الطبعة١٤١٤هـ.

٨١ـ **زاد المسير فى علم التفسير:** عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي الحنبلي،متوفّىٰ ٥٩٧هـ،دارالكتب العلمية، بيروت،الطبعة الأولىٰ ١٤١٤هـ.

٨٢ـ **غرائب القرآن ورغائب الفرقان:** نظام الدين بن محمد القُمي،متوفّىٰ٧٢٨هـ، دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولىٰ ١٤١٥هـ.

٨٣ـ **فتح العزيزمعروف به تفسيرعزيزي:** شاه عبدالعزيزدهلوي،متوفىٰ ١٢٣٩هـ،مطبع حاجي عبدالمحمد وبرادران،جاده نادرپشتون، كابل.

Marfat.com

۸٤۔ **فتح القدير**: قاضي محمدبن علي الشوكاني، متوفّیٰ ۱۲۵۰، دارابن كثير، دمشق، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱٤ھ.

۸۵۔ **اللباب في علوم الكتاب**: أبوحفص عمربن علي بن عادل الحنبلي، متوفیٰ ۸۸۰ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ھ.

۸٦۔ **المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز**: قاضي عبد الحق بن غالب بن عطية الأندلسي، متوفّیٰ ۵٤٦ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۳ھ.

۸۷۔ **مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)**: محمد بن عمرالتميمي البكري، المعروف بإمام فخر الدين الرازي، متوفّیٰ ٦۰٤ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۱ھ.

كتب قراءت وتجويد

۸۸۔ **إتحاف فضلاء البشرفي القراءات الأربعة عشر**: أحمد بن محمد الدمياطي، متوفّیٰ ۱۱۱۷ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۹.

۸۹۔ **كشف النظرشرح اردوالنشرلقراءات العشر**: قاری محمدطاهر رحيمي، إداره كتب طاهريه، ملتان.

۹۰۔ **معرفة القراء الكبار**: إمام شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي، متوفیٰ ۷٤۸ھ، مؤسسةالرسالة، بيروت، الطبعةالثانية ۱٤۰۸ھ.

علوم قرآن

۹۱۔ **الإتقان في علوم القرآن**: إمام جلال الدين عبدالرحمان بن أبي بكر السيوطي، متوفّیٰ ۹۱۱ھ، دارالكتاب العربي بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۱۹ھ

۹۲۔ **أنوارالعرفان في أسماء القرآن**: ظهورأحمد فيضي، ضياء القرآن پبلي كيشنز، لاهور، ۱٤۲٦ھ.

Marfat.com

شروح حدیث

۹۳۔ **إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري:** أحمد بن أبي بكر الخطيب القسطلاني، متوفّیٰ ۹۴۲ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۶ھ.

۹۴۔ **اشعة اللمعات:** شيخ عبدالحق محدث دهلوي، متوفیٰ ۱۰۵۲ھ، مكتبه نوريه رضويه، سكهر، پاكستان.

۹۵۔ **إكمالُ إكمالِ المُعْلِم:** أبو عبد الله محمد بن خليفة الوشتاني أبي المالكي، متوفّیٰ ۸۲۸ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ.

۹۶۔ **إكمال المعلم بفوائد مسلم:** قاضي عياض بن موسیٰ مالكي الأندلسي، متوفّیٰ ۵۴۴ھ، دارالوفا، المنصورة، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ.

۹۷۔ **أنوارِ غوثيه شرح شمائل ترمذي:** سيد محمد أمير شاه قادري گيلاني، اداره تصنيفات إمام أحمد رضا، كراچی ۱۹۸۶ء.

۹۸۔ **بذل المجهود شرح سنن أبي داود:** شيخ خليل أحمد سهارنفوري، متوفی ۱۳۴۶ھ، دارالوفاء للنشر والتوزيع، الرياض.

۹۹۔ **تحفة الأحوذي بشرح الجامع الترمذي:** عبد الرحمن مباركپوري، متوفّیٰ ۱۳۲۵ھ، دارإحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ.

۱۰۰۔ **تعليقات بذل المجهود:** مولانا محمد زكريا كاندهلوي، متوفّیٰ ۱۴۰۲ھ، دارالوفاء للنشر والتوزيع، الرياض.

۱۰۱۔ **التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح:** محمد إدريس الكاندهلوي، متوفّیٰ ۱۳۹۴ھ، دارإحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ.

۱۰۲۔ **تقرير بخاري شريف (اُردو):** مولانا محمد زكريا كاندهلوي، متوفّیٰ ۱۴۰۲ھ، مكتبة الشيخ بهادرآباد كراچی.

۱۰۳۔ **تقرير ترمذي مع شمائل ترمذي:** شيخ محمود الحسن ديوبندي، متوفیٰ ۱۳۳۹ھ،

Marfat.com

کتب خانه مجیدیه، ملتان طبع اول ۱۹۸۵ء.

۱۰۴۔ **تلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير**: حافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، متوفّیٰ ۸۵۲ھ، إدارة الطباعة الفنية المتحدة القاهرة ۱۳۸۴ھ، ودار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ.

۱۰۵۔ **جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثاً من جوامع الكلم**: حافظ عبدالرحمان ابن رجب الحنبلي، متوفّیٰ ۷۹۵ھ، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة ۱۴۱۳ھ.

۱۰۶۔ **حاشية السندهي على النسائي**: أبوالحسن محمدبن عبدالهادي السندي، التتوي، متوفّیٰ ۱۱۳۸ھ، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۱۴ھ.

۱۰۷۔ **زهر الربى على المجتبى (شرح سنن النسائي)**: جلال الدين عبد الرحمٰن بن أبي بكر السيوطي، متوفّیٰ ۹۱۱، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۱۴ھ.

۱۰۸۔ **عمدة القاري شرح صحيح البخاري**: حافظ بدرالدين محمود بن أحمد العيني الحنفي، متوفّیٰ ۸۵۵ھ، إدارة الطباعة المنيرية، مصر، الطبعة الأولیٰ ۱۳۴۸ھ، ودار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ.

۱۰۹۔ **فتح الباري شرح صحيح البخاري**: شهاب الدين أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، متوفّیٰ ۸۵۲ھ، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۶ھ.

۱۱۰۔ **فيض الباري**: شيخ محمدأنور شاه الكشميري، متوفّیٰ ۱۳۵۲ھ، مطبع حجازي، مصر ۱۳۷۵ھ.

۱۱۱۔ **فيض القدير بشرح الجامع الصغير**: عبد الرؤف بن علي بن زين العابدين المناوي الشافعي، متوفّیٰ ۱۰۳۱ھ، مكتبة نزار مصطفیٰ الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ.

۱۱۲۔ **الكاشف عن حقائق السنن** (شرح المشكوة): شرف الدين حسين بن محمد الطيبي، متوفّیٰ ۷۴۳ھ، مكتبة نزار مصطفیٰ الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ.

۱۱۳۔ **كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه**: أبوالحسن محمدبن عبد الهادي السندي، متوفّیٰ ۱۱۳۸ھ، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۱۸ھ.

Marfat.com

١١٤- **لامع الدراري على جامع البخاري**: مولانامحمدزكرياسهارنپوري،متوفّىٰ١٤٠٢ھ، مكتبةايچ ايم سعيد كمپنى، كراچى،١٣٧٩ھ.

١١٥- **مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح**: علي بن سلطان محمد المعروف بملاعلي القاري،متوفّىٰ١٠١٤ھ،المكتبة التجارية،مكة المكرمة.

١١٦- **معارف السنن شرح جامع الترمذي**: علامة محمد يوسف بنوري، متوفى١٣٥٢ھ، ايچ ايم سعيد كمپني، كراچي،طبع ثاني١٣٩٤ھ.

١١٧- **المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم**: أبوالعباس أحمد بن عمرالقرطبي، متوفّىٰ٦٥٦ھ،دارابن كثير،بيروت،الطبعةالأولىٰ ١٤١٧ھ.

١١٨- **المنهاج بشرح مسلم لابن الحاج**: علامةيحيىٰ بن شرف النووي الشافعي،متوفّىٰ ٦٧٦ھ، دارالمعرفة،بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤١٤ھ.

سِيرت وفَضَائِل

١١٩- **آئينۂ جمالِ بوي ﷺ**: إبراهيم بن عبدالله الحازمي،دارالسلام،لاهور.

١٢٠- **الإشارة إلى سيرة المصطفى**: حافظ علاء الدين أبوعبدالله بن قليج المغلطائي، متوفّىٰ٧٦٢ھ،دارالقلم،دمشق،الطبعةالأولىٰ١٤١٦ھ.

١٢١- **إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون (السيرةالحلبية)**: علي بن برهان الدين الحلبي،متوفّىٰ١٠٤٤ھ،دارالمعرفة،بيروت.

١٢٢- **الأنوار في شمائل النبي المختار**: محي السنةالحسين بن مسعودبن محمدالفراء البغوي،متوفّىٰ٥١٠ھ،دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤٢٦ھ.

١٢٣- **الأنوار المحمدية من المواهب اللدنية**: الشيخ يوسف بن إسماعيل النبهاني،متوفّىٰ ١٣٥٠ھ، الطبعةالأدبية،بيروت١٣٢١ھ.

١٢٤- **إشراق مصابيح السيرة المحمدية بمزج أسرارالمواهب اللدنية (شرح الزرقاني على المواهب)**: محمد عبد الباقي الزرقاني، متوفّىٰ١١٢٢ھ،دارالكتب العلمية،

Marfat.com

بیروت،الطبعةالأولی۱٤۱۷ھ.

۱۲۵۔ **أشرف الوسائل إلی فهم الشمائل:** شهاب الدین أحمدبن بن حجرالهیثمي،متوفّیٰ ۹۷٤ھ،دارالکتب العلمیة،بیروت،الطبعةالأولی۱٤۱۹ھ.

۱۲٦۔ **أعلام النبوة :** علامة أبوالحسن علي بن محمد الماوردي،متوفّیٰ ٤۵۰ھ،دارالکتاب العربی، بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۰۸ھ.

۱۲۷۔ **ألفیة السیرة النبویة[نظم الدررالسنیةفی السیرةالزکیة]** إمام زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقي،متوفّیٰ ۸۰٦ھ، دارالمنهاج، بیروت،الطبعةالأولیٰ۱٤۲٦ھ.

۱۲۸۔ **أنموذج اللبیب في خصائص الحبیب(الخصائص الصغری)** حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن أبي بکرالسیوطي متوفّیٰ۹۱۱ھ،بختیارپرنٹرز،دربارمارکیٹ لاهور.

۱۲۹۔ **بهجة المحافل وبغیة الأماثل:** عماد الدین یحي بن أبي بکر العامري الیمني،متوفّیٰ ۸۹۳ھ،دارالکتب العلمیة،بیروت،الطبعةالأولی ۱٤۱۷ھ.

۱۳۰۔ **تارخ الخمیس في أحوال أنفَس نفیس ﷺ:** الإمام الشیخ حسین بن محمدبن الحسن الدیاربکري،متوفی۹٦٦ھ، دارصادر،بیروت.

۱۳۱۔ **تذکرة المحبین شرح أسماء سید المرسلین:** شیخ أبوعبدالله محمد بن قاسم الرصّاع المالکي،متوفیٰ ۸۹٤ھ،دارالکتب العلمیة، بیروت،الطبعةالأولیٰ۱٤۲۸ھ.

۱۳۲۔ **تواریخ حبیب الٰه:** مولاناعنایت أحمد کاکوروي،متوفیٰ ..... ملك دین محمد اینڈ سنز، کشمیری بازارلاهور،۱۹۳۹ء

۱۳۳۔ **تهذیب الخصائص النبویة الکبریٰ:** الشیخ عبدالله التلیدي،دارالبشائرالإسلامیة، بیروت،الطبعة الثانیة ۱٤۱۰ھ.

۱۳٤۔ **جامع الأسرار في مولد النبي المختار ﷺ:** شمس الدین محمدالمعروف بابن ناصر الدین الدمشقي،متوفیٰ ۸٤۲ھ،دارالکتب العلمیة،بیروت،الطبعةالأولیٰ۱٤۳۰ھ.

۱۳۵۔ **جلاء الأفهام فی الصلاة والسلام علی خیرالأنام ﷺ:** محمد بن أبي بکرابن القیم الجوزیة،متوفّیٰ۷۵۱ھ،دارالکتاب العربي، بیروت ۱٤۱۷ھ،وط:دارعالم الفوائد،

Marfat.com

مكةالمكرمة،الطبعةالأولى١٤٢٥هـ.

١٣٦ـ **جمع الوسائل في شرح الشمائل**: علي بن سلطان محمدالقاري،متوفّیٰ١٤١٠هـ، نور محمد كارخانه تجارت كتب آرام باغ كراچی.

١٣٧ـ **جواهر البحار في فضائل النبي المختار**: يوسف بن إسماعيل النبهاني،متوفّیٰ١٣٥٠هـ، مصطفى البابي الحلبي،مصر١٣٧٩هـ،ودارالكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤١٧هـ.

١٣٨ـ **حاشيةالشفاء للشُمُنِّيُ**: دارالكتب العلمية بيروت.

١٣٩ـ **حجةاللّٰه على العالمين في معجزات سيدالمرسلين**: يوسف بن إسماعيل النبهاني متوفّیٰ١٣٥٠هـ،دارالكتب العلمية،بيروت الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

١٤٠ـ **حدائق الأنوارومطالع الأسرار في سيرة النبي المختار**: محمدبن عمر بحرق الحضرمي متوفّیٰ٩٣٠هـ،مطبوعةدارالحاوى،بيروت الطبعة الأولى١٤١٩هـ.

١٤١ـ **خصائل نبوي شرح شمائل ترمذي** مولانامحمدزكريا كاندهلوي متوفّیٰ١٤٠٢هـ، مكتبةالشيخ بهادرآباد، كراچی،وفريد بك ڈپومٹيامحل دهلي.

١٤٢ـ **خلاصة سير سيد البشر ﷺ**: أبوجعفرمحب الدين الطبري المكي، متوفىٰ٦٩٤هـ، مكتبة نزارمصطفىٰ الباز،مكةالمكرمة،الطبعةالأولىٰ١٤١٨هـ.

١٤٣ـ **الدرالمنضود فى الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود ﷺ**: أحمدبن محمدبن حجرالهيتمي المكي،متوفّیٰ٩٧٥هـ،دارالمدينةالمنورة،الطبعةالثانية١٤١٦هـ.

١٤٤ـ **دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة**: إمام أبوبكرأحمدبن حسين البيهقي،متوفّیٰ٤٥٨هـ ،دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤٠٥هـ .

١٤٥ـ **دلائل النبوة**: أبو نُعَيم أحمدبن عبدالله الاصفهاني،متوفّیٰ٤٣٠هـ ، دارالنفائس، بيروت الطبعة الثالثة ١٤٠٦هـ .

١٤٦ـ **دلائل النبوة**: أبوالقاسم إسماعيل بن محمدالتيمي الأصبهاني، متوفّیٰ٥٣٥هـ، دار العاصمة الرياض،النشرةالأولى١٤١٢هـ.

١٤٧ـ **الرحيق المختوم** :صفي الرحمن مباركفوري،دارالسلام،الرياض،الطبعة١٤١٤هـ .

Marfat.com

١٤٨ـ **الروض الأنف في تفسير السيرة النبوية لابن هشام:** أبوالقاسم عبد الرحمن بن عبد الله السهيلي، متوفّیٰ ٥٧١ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ.

١٤٩ـ **الرياض الأنيقة في شرح أسماء خير الخليقة ﷺ:** جلال الدين عبد الرحمان بن أبي بكر السيوطي، متوفّیٰ ٩١١ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٠٥ھ.

١٥٠ـ **زاد المعاد في هدي خير العباد:** شمس الدين محمد بن أبي بكر ابن القيم الجوزية، متوفّیٰ ٧٥١ھ، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٩ھ.

١٥١ـ **سبل الهدیٰ والرشاد في سيرة خير العباد ﷺ:** إمام محمد بن يوسف الصالحي الشامي، متوفّیٰ ٩٤٢ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٤ھ.

١٥٢ـ **سراجاً منيراً:** محمد إبراهيم ميرفاضل سيالكوٹي، جمعية اهل حديث، سيالكوٹ ١٣٨٤ھ.

١٥٣ـ **سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين ﷺ:** قاضي يوسف بن إسماعيل النبهاني، متوفّیٰ ١٣٥٠ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٧ھ.

١٥٤ـ **سير أعلام النبلاء (سيرة):** شمس الدين الذهبي، متوفّیٰ ٧٤٨ھ دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٧ھ.

١٥٥ـ **السيرة النبوية:** محمد بن إسحاق بن يسار المطلبي المدني، متوفّیٰ ١٥١ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٤ھ.

١٥٦ـ **السيرة النبوية وأخبار الخلفاء:** حافظ أبوحاتم محمد بن حبان البستي، متوفّیٰ ٣٥٤ھ، مؤسسة الكتب الثقافية، الصنائع، الطبعة الثانية ١٤١١ھ.

١٥٧ـ **السيرة النبوية:** سيد أحمد بن زيني دحلان المكي، متوفّیٰ ١٣٠٤ھ، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦ھ.

١٥٨ـ **السيرة النبوية:** أبوالفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي، متوفّیٰ ٧٧٤ھ، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ھ.

١٥٩ـ **شرح الشفاء:** علي بن سلطان محمد القاري، متوفّیٰ ١٤١٠ھ، دار الكتب العلمية، بيروت.

Marfat.com

١٦٠ـ **شرح الشمائل**: علامة عبد الرؤف المناوي الشافعي، متوفّیٰ ١٠٠٣ھ، نور محمد كارخانه تجارت كتب آرام باغ كراچي.

١٦١ـ **شرف المصطفى ﷺ**: أبوسعدعبدالملك بن أبي عثمان محمدبن إبراهيم الخركوشي النيسابوري، متوفّیٰ ٤٠٦ھ، دارالبشائرالإسلامية، بيروت، الطبعةالأولیٰ ١٤٢٤ھ.

١٦٢ـ **الشفا بتعريف حقوق المصطفى ﷺ**: قاضي عياض بن موسیٰ اليحصبي المالكي، متوفّیٰ ٥٤٤ھ، دارالكتاب العربي، بيروت، وط: جائزةدبي الدولية، دبي، الطبعةالأولیٰ ١٤٣٤ھ.

١٦٣ـ **الشمائل المحمدية**: إمام أبو عيسیٰ محمد بن عيسیٰ الترمذي، متوفّیٰ ٢٧٩ھ، المكتبةالتجارية، مكةالمكرمة، الطبعة الرابعة ١٤١٦ھ.

١٦٤ـ **الصحيح المسندمن دلائل النبوة**: مقبل بن هادي الوادعي، دارأرقم، الكويت، الطبعةالأولیٰ ١٤٠٥ھ.

١٦٥ـ **الطبقات الكبریٰ**: محمدبن سعدالظهري، متوفّیٰ ٢٣٠ھ، دارإحياء التراث العربي، بيروت، الطبعةالأولیٰ ١٤١٧، وط: مكتبةالخانجي، القاهرة، الطبعةالأولیٰ ١٤٢١ھ.

١٦٦ـ **العجالة السنية على ألفية السيرة النبوية**: إمام زين الدين محمد عبد الرؤف المناوي، متوفّیٰ ١٠٣١ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٤ھ.

١٦٧ـ **العطورالمجموعة في ذكر النبي الحبيب ﷺ**: صوفي محمد إقبال مدني، دارالبشائر الإسلامية، بيروت.

١٦٨ـ **علمواأولادكم محبةرسول الله ﷺ**: دكتورمحمدعبده يماني، دارالقبلة للثقافة الإسلامية، جدّة، الطبعةالرابعة ١٤٠٩ھ.

١٦٩ـ **عيون الأثرفي فنون المغازي والشمائل والسير**: أبوالفتح محمدبن محمدبن محمد بن سيدالناس، متوفّیٰ ٧٣٤ھ، مكتبةدارالتراث، المدينةالمنورة، الطبعةالأولیٰ ١٤١٣ھ.

١٧٠ـ **غاية السول في خصائص الرسول ﷺ**: إمام أبي حفص عمر بن علي الأنصاري ابن الملقن، متوفّیٰ ٨٠٤ھ، دارالبشائرالإسلامية، بيروت، الطبعةالأولی ١٤١٤ھ.

١٧١ـ **الفصول في سيرة الرسول**: أبوالفداء إسماعيل الحافظ ابن كثير، متوفّیٰ ٧٧٤ھ، دار

Marfat.com

التراث، المدينة المنورة،الطبعة السادسة١٤١٣هـ.

١٧٢ـ **فضائل درودشريف** : مولانامحمد زكرياسهارنپوري، متوفّىٰ١٤٠٢هـ، دارالبشائر الإسلامية، بيروت.

١٧٣ـ **القول البديع فى الصلاة على الحبيب الشفيع ﷺ**:إمام محمدبن عبدالرحمٰن السخاوي،متوفّىٰ٩٠٢هـ،دارالكتاب العربي،بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤٠٥هـ، ومؤسسة الريان،بيروت،الطبعةالأولىٰ ١٤٢٢هـ .

١٧٤ـ **كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب ﷺ(الخصائص الكبرىٰ)** : الإمام الحافظ جلال الدين عبدالرحمان بن أبي بكر السيوطي،متوفّىٰ٩١١هـ،دارالكتب العلمية،بيروت، الطبعةالأولىٰ ١٤٠٥ هـ.

١٧٥ـ **اللفظ المكرم بخصائص النبي المعظم ﷺ**:حافظ قطب الدين محمد بن محمد الخيضري الشافعي،متوفّىٰ٨٩٤هـ،دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولى١٤١٧هـ.

١٧٦ـ **محمد ﷺالإنسان الكامل**: السيد محمد علوي المالكي، متوفىٰ ..... دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤٢٩هـ.

١٧٧ـ **مدارج النبوة فارسي**:شيخ عبدالحق محدث دهلوي، متوفىٰ ١٠٥٢هـ،مكتبةنوريه رضويه،لاهور،طبع اول ١٩٩٧ء.

١٧٨ـ **مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات**: إمام محمدمهدى الفاسي،متوفّىٰ١٠٥٢هـ المكتبةالنوريةالرضوية،پاكستان،ودارالكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤٢٦هـ.

١٧٩ـ **منتهى السول على وسائل الوصول إلى شمائل الرسول ﷺ**: عبدالله بن سعيداللحجي،متوفىٰ١٤١٠هـ،دارالمنهاج،جدة،الطبعة الثالثة١٤٢٦هـ.

١٨٠ـ **المواهب اللدنية بالمنح المحمدية**:إمام أحمدبن محمد القسطلاني،متوفّىٰ٩٢٣هـ، المكتب الإسلامي، بيروت،الطبعة الأولىٰ ١٤١٢هـ.

١٨١ـ **المواهب المحمدية شرح الشمائل الترمذية**: الشيخ سليمان بن عمربن منصور العجيلي الشافعي،متوفىٰ١٢٠٤هـ،دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعةالأولىٰ١٤٢٦هـ.

Marfat.com

۱۸۲۔ **موسوعة سيرة سيد الأنام عليه الصلاة والسلام**: دكتور السيد جعفر مصطفیٰ سبيه، المكتبة المكية، مكة المكرمة، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۲ھ.

۱۸۳۔ **نسيم الرياض في شرح الشفاء القاضي عياض**: شهاب الدين أحمد الخفاجي المصري، متوفّیٰ ۱۰۶۹ھ، المطبعة الأزهرية، مصر، الطبعة الأولیٰ ۱۳۲۷ھ.

۱۸۴۔ **نشر الطيب في ذكر النبي الحبيب ﷺ**: مولانا أشرف علي تهانوي، متوفّی ۱۳۶۲ھ، تاج كمپنی، كراچی.

۱۸۵۔ **نور اليقين في سيرتِ سيد المرسلين**: الشيخ محمد الخضري، المكتبة التجارية الكبریٰ، مصر، الطبعة الثالثة والعشرون ۱۹۶۷ء.

۱۸۶۔ **الوفا بأحوال المصطفیٰ ﷺ**: أبو الفرج عبد الرحمن علي بن الجوزي، متوفّیٰ ۵۹۷ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولی ۱۴۰۸ھ.

۱۸۷۔ **وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول ﷺ**: يوسف بن إسماعيل النبهاني، متوفّیٰ ۱۳۵۰ھ، منشورات دار مكتبة الحياة، بيروت، ۱۹۷۰ء.

اصول حدیث، اسماء الرِّجال

۱۸۸۔ **الاستيعاب في معرفة الأصحاب**: إمام أبو عمرو يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر القرطبي، متوفّیٰ ۴۶۳ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۵ھ.

۱۸۹۔ **الإصابة في تمييز الصحابة**: شهاب الدين أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، متوفّیٰ ۸۵۲ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۵ھ.

۱۹۰۔ **أسد الغابة في معرفة الصحابة**: أبو الحسن علي بن محمد المعروف بابن الأثير الجزري، متوفّیٰ ۶۳۰ھ، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ.

۱۹۱۔ **البحر الذي زخر شرح ألفية الأثر**: الإمام الحافظ جلال الدين عبد الرحمان بن أبي بكر السيوطي متوفّیٰ ۹۱۱ھ، مكتبة الغرباء الأثرية، المدينة النبوية، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ.

۱۹۲۔ **تنزيه الشريعة المرفوعة عن أخبار الشنيعة الموضوعة**: أبو الحسن علي بن محمد

Marfat.com

المعروف بابن عراق الكناني، متوفیٰ ۹٦۳ھ، دارالكتب العلمية، بيروت ۱۳۹۹ھ.

۱۹۳۔ **شرحُ شرحِ نخبة الفكر:** علي بن سلطان محمدالقاري، متوفّیٰ ۱٤۱۰ھ، شركة دارأرقم بن أبی الأرقم، بيروت.

۱۹٤۔ **علم زوائد الحديث:** عبدالسلام محمدعلوش، معاصر، دارابن حزم، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱٥ھ.

۱۹٥۔ **فتح المغيث شرح ألفية الحديث:** إمام محمدبن عبدالرحمٰن السخاوي متوفّیٰ ۹۰۲ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۱٤ھ.

۱۹٦۔ **معرفة الصحابة:** إمام أبونُعَيم أحمد بن عبدالله الأصبهاني، متوفّیٰ ٤۳۰ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۲۲ھ.

۱۹۷۔ **ميزان الاعتدال في نقد الرجال:** شمس الدين محمد بن أحمدالذهبي، متوفّیٰ ۷٤۸ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۱٥ھ.

كُتُبِ عَقائِدوكَلام

۱۹۸۔ **إتحاف الزائرواطراف المقيم للسائر:** إمام أبواليمن عبدالصمدبن عبدالوهاب بن عساكر، متوفیٰ٦۸٦ھ، شركةدارأرقم، بيروت.

۱۹۹۔ **التعظيم والمنة في أن أبوي رسول الله ﷺ في الجنة (الرسائل العشر):** الإمام الحافظ أبوالفضل جلال الدين عبدالرحمان بن أبي بكرالسيوطي، متوفّیٰ ۹۱۱ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۰۹ھ.

۲۰۰۔ **الرّوح:** شمس الدين محمد بن أبي بكر إبن قيم الجوزية متوفّیٰ ۷٥۱ھ، دارالفكر بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۱ھ، ودارإحياء العلوم، بيروت، الطبعةالثانية ۱٤۱٤ھ.

۲۰۱۔ **سبل السلام في حكم آباء سيدالأنام عليه السلام:** محمدأمين بن عمربالي زاده الحنفي، من علماء القرن الثالث عشر، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۲۹ھ.

۲۰۲۔ **سداد الدِين وسداد الدَين:** علامةسيدمحمد بن رسول البرزنجي، متوفیٰ۱۱۰۳ھ،

Marfat.com

دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

٢٠٣- **السيف المسلول عَلى من سب الرسول ﷺ**: الشيخ تقي الدين علي بن الكافي السبكي، متوفّىٰ ٧٥٦هـ، دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٦هـ دار الفتح عمان، الأردن، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ.

٢٠٤- **الصواعق المحرقة فى الرد على أهل البدع والزندقة**: أحمد بن حجر الهيثمي المكي الشافعي، متوفّىٰ ٩٧٥هـ، مكتبة القاهرة، مصر، الطبعة الثانية ١٣٨٥هـ.

٢٠٥- **مسالك الحنفاء في والدي المصطفىٰ ﷺ: من مجموعة الرسائل العشر**: أبو الفضل جلال الدين عبدالرحمان بن أبي بكر السيوطي، متوفّىٰ ٩١١هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٩هـ.

٢٠٦- **نشر العِلْمَينِ المُنِيفَيْنِ في إحْياءِ الأبَوَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ: [الرسائل العشر]** حافظ جلال الدين عبدالرحمان بن أبي بكر السيوطي، متوفّىٰ ٩١١هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٩هـ.

كُتُبِ فقه حَنَفِي

٢٠٧- **رد المحتار على الدر المختار**: علامة سيد محمد أمين إبن عابدين الشامي متوفّىٰ ١٢٥٢هـ، دار إحياء التراث العربي، بيروت ١٤١٩هـ.

٢٠٨- **شرح الفقه الأكبر**: علامة علي بن سلطان محمد القاري، متوفّىٰ ١٤١٠هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٤هـ.

٢٠٩- **غنية المستملي شرح منية المصلي: (حلبي كبير)** علامة ابراهيم بن محمد حلبي، متوفىٰ ٩٥٦هـ، سهيل اكيڈمي، لاهور ١٣٩٩هـ.

٢١٠- **فتاوى دار العلوم ديوبند**: مفتي عزيز الرحمان، دار الإشاعت، مقابل مولوي مسافر خانه، كراچي.

٢١١- **فتاوىٰ رضوية**: إمام أحمد رضا خان قادري، متوفّىٰ ١٣٤٠هـ، مكتبه رضوية آرام باغ

Marfat.com

کراچی، رضافاؤنڈیشن جامعیة نظامیة رضویة، لاهور.

۲۱۲۔ **کفایت المفتي**: مفتي محمد کفایت الله دهلوي، مکتبة إمدادیه، ملتان.

فقه شافعی

۲۱۳۔ **تحفة المحتاج**: علامة أحمد بن محمد علي بن حجر الهیثمي المکي، متوفیٰ ۹۷۵ھ، دار صادر، بیروت.

۲۱۴۔ **شرح روض الطالب من أسنى المطالب**: أبویحییٰ زکریا أنصاري الشافعي، متوفیٰ ۹۲۶ھ، مکتبه أحدیة شاه صاحب لین نمبر ۵۵ ڈھاکه.

۲۱۵۔ **الحاوي للفتاوي**: جلال الدین السیوطي، متوفیٰ ۹۱۱ھ، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۰۲ھ، وط: دار الکتاب العربي، بیروت الطبعة ۱۴۲۵ھ.

۲۱۶۔ **زاد المحتاج بشرح المنهاج**: الشیخ عبدالله بن الشیخ حسن الحسن الکوهجي، متوفیٰ..... مطبعة الشؤن الدینة بدولة قطر، الطبعة الأولیٰ ۱۴۰۲ھ.

۲۱۷۔ **کشف الغمة عن جمیع الأمة**: علامة عبد الوهاب الشعراني، متوفیٰ ۹۷۳ھ، دار الفکر، بیروت، الطبعة ۱۴۰۸ھ.

۲۱۸۔ **المجموع شرح المهذب للنووي**: إمام یحییٰ بن شرف النووي متوفیٰ ۶۷۶ھ، ادارة الطباعة المنیریة، مصر.

۲۱۹۔ **مغنی المحتاج**: شیخ محمد بن أحمد الشربیني الشافعي، متوفیٰ ۹۷۷ھ، مصطفی البابي الحلبي وأولاده بمصر ۱۳۷۷ھ.

۲۲۰۔ **نهایة المحتاج**: شمس الدین محمد المصري، متوفیٰ ۱۰۰۴ھ، مصطفی البابي الحلبي مصر، الطبعة الأخیرة ۱۳۸۶ھ، وط: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة ۱۴۲۴ھ.

Marfat.com

فقه حنبلی

۲۲۱۔ **الإنصاف**: علاؤالدين أبى الحسن علي بن سليمان المرداوي، متوفیٰ ۵۸۸ھ، مطبعة السنةالمحمدية، قاهرة ۱۳۷٤ھ.

فقه مالکي

۲۲۲۔ **بلغةالسالک**: شيخ أحمدبن محمدالصاوي المالكي، متوفیٰ ۱۲۲۳ھ، دارالمعرفة، بيروت ۱۳۹۸ھ.

۲۲۳۔ **منح الجليل**: شيخ محمدعليش المالكي، متوفیٰ..... دارالفكر، بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۰٤ھ.

فضائل اعمال

۲۲٤۔ **الآداب الشرعيةوالمنح المرعية**: شمس الدين أبوعبدالله محمدبن مفلح المقدسي الحنبلي، متوفیٰ ۷٦۳ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولی ۱٤۱۷ھ.

۲۲۵۔ **تبليغی نصاب**: مولانا محمد زكرياسهارنپوری، متوفیٰ ۱٤۰۲ھ، اداره اشاعتِ دينيات، انار كلی، لاهور.

۲۲٦۔ **تحفة الذاكرين شرح حصن حصين**: قاضی محمد بن علي الشوكاني، متوفیٰ ۲۵۰ھ، دارالجيل، بيروت، طبعة الأولیٰ ۱٤۱۹ھ.

۲۲۷۔ **جامع بيان العلم وفضله**: إمام أبو عمرو يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البرالقرطبي، متوفیٰ ٤٦۳ھ، دارابن الجوزي، الدمام، الطبعة الرابعة ۱٤۱۹ھ.

۲۲۸۔ **جذب القلوب فارسي**: شيخ عبدالحق محدث دهلوي، متوفیٰ ۱۰۵۲ھ، مطبع نامي منشي نول كشور لكهنؤ ۱۲۸٦ھ.

۲۲۹۔ **دلائل الخيرات وشوارق الأنوار**: إمام محمدبن سليمان الجزولي، متوفیٰ ۸۷۰ھ، دارالفتح، عمّان، الأردن، ۱٤۲۸ھ.

Marfat.com

۲۳۰۔ **دليل الفالحين:** محمدبن علان الصديقي الشافعي، متوفیٰ ۱۰۵۷ھ، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۴ھ.

۲۳۱۔ **شفاء العليل:** محمدبن أبي بكرابن قيم الجوزية، متوفّیٰ ۷۵۱ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھ.

۲۳۲۔ **فضائل ذكر[تبليغي نصاب]:** مولانامحمدزكرياسهارنپوری، متوفّیٰ ۱۴۰۲ھ، اداره اشاعتِ دينيات انار كلى، لاهور.

۲۳۳۔ **قمع النفوس ورقية المأيوس:** إمام تقي الدين محمدبن عبدالمومن الحصني، متوفّیٰ ۸۲۹ھ دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ.

۲۳۴۔ **لطائف المعارف فيمالمواسم العام من الوظائف:** زين الدين أبو الفرج عبدالرحمٰن الرحمان بن أحمدبن رجب الحنبلي، متوفّیٰ ۷۹۵ھ، دار إبن كثير، دمشق، الطبعة الرابعة ۱۴۱۹ھ.

۲۳۵۔ **الوابل الصيب من الكلم الطيب:** محمدبن أبي بكرابن قيم الجوزية، متوفّیٰ ۷۵۱ھ، المكتب الإسلامى، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ.

كُتُبِ اَخْلَاق و تصَوُّف

۲۳۶۔ **إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين:** سيدمحمدبن محمد الحسيني الزبيدي، متوفّیٰ ۱۲۰۵ھ، المطبعة الكلية الأزهرية، مصر، ودارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ.

۲۳۷۔ **إحياء علوم الدين:** إمام محمدبن محمدالغزالي، متوفّیٰ ۵۰۵ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ.

۲۳۸۔ **اعتلال القلوب في أخبار العشاق والمحبين:** أبوبكرمحمدبن جعفر الخرائطي، متوفیٰ ۳۲۷ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ.

۲۳۹۔ **روضة المحبين وعمدة السالكين:** [مجموعة: رسائل الغزالي] إمام محمد بن محمد

Marfat.com

الغزالي، متوفّیٰ ٥٠٥ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولیٰ ١٤١٤ھ.

٢٤٠۔ **روضة المحبين ونزهة المشتاقين:** محمدبن أبي بكرالمعروف بابن القيم الجوزية، متوفیٰ ٧٥١ھ، مكتبةنزارمصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعةالأولیٰ ١٤١٧ھ.

٢٤١۔ **الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية:** عارف بالله سيدي عبد الغني النابلسي، متوفیٰ ١١٤٣ھ، دارالطباع العامرة، استنبول ١٤٠٠ھ.

٢٤٢۔ **سنن الصالحين وسنن العابدين:** أبوالوليدسلمان بن خلف الباجي، متوفیٰ ٤٧٤ھ، دارابن حزم، بيروت، الطبعةالأولیٰ ١٤٢٤ ھ.

٢٤٣۔ **عوارف المعارف ملحق بإحياء علوم الدين:** شيخ شهاب الدين أبو حفص عمر السهروردي، متوفیٰ..... دارالفكر بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٠٦ھ.

٢٤٤۔ **الكواكب الدرية في تراجم السادة الصوفية:** زين الدين محمدعبد الرؤف المناوي، متوفّیٰ ١٠٢١ھ، دارصادر، بيروت، الطبعةالأولى ١٩٩٩ء.

٢٤٥۔ **مدارج السالكين:** محمدبن أبي بكرابن القيم الجوزية، متوفّیٰ ٧٥١ھ، دارالكتاب العربي، بيروت، الطبعة الرابعة١٤١٧ھ.

٢٤٦۔ **معرفتِ الٰهيه:** شاه عبدالغني پهول پوري، متوفیٰ ١٣٨٣ھ، ناشرقرآن محل مقابل مولوي مسافرخانه، كراچی.

٢٤٧۔ **ميزان العمل:** إمام محمدبن محمدالغزالي، متوفّیٰ ٥٠٥ھ، دارالكتب العلمية بيروت، الطبعةالأولیٰ ١٤٠٩ھ.

فَضَائِلُ ومَنَاقِب

٢٤٨۔ **إتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب والفضائل:** إمام محمدعبد الرؤف بن علي بن زين العابدين المناوي، متوفیٰ ١٠٣١ھ، مكتبة القرآن، القاهرة١٤٠٧ھ.

٢٤٩۔ **استجلاب ارتقاء الغرف بحب أقرباء الرسول وذوى الشرف:** شمس الدين محمد بن عبدالرحمان السخاوي، متوفیٰ ٩٠٢ھ، دارالبشائرالإسلامية، بيروت، ١٤٢١ھ.

Marfat.com

۲۵۰۔ **أسعاف الراغبين في سيرة المصطفى وفضائل أهل بيته الطاهرين: على هامش مشارق الأنوار**: الشيخ محمد بن علي الصبان، متوفیٰ..... مطبعة الشرق، مصر ۱۳۵٦ھ، ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة الأخيرة ۱۳٦۷ھ.

۲۵۱۔ **أسمى المطالب في سيرة أمير المومنين علي بن أبي طالب** علیہ السلام: دكتور علي محمد محمد الصلّابي، دار إبن كثير، دمشق، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲۵ھ.

۲۵۲۔ **أسنى المطالب في مناقب سيدنا علي بن أبي طالب**: أبو الخير شمس الدين محمد بن محمد الجزري، متوفیٰ ۸۳۳ھ، مكتبة الإمام أمير المؤمنين علي، أصفهان.

۲۵۳۔ **البرهان الجلي في تحقيق إنتساب الصوفية إلىٰ علي** رضی اللہ عنہ: سيد أحمد بن محمد بن الصديق الغماري الحسني، مكتبة القاهرة، مصر.

۲۵٤۔ **جامع كرامات أولياء**: إمام يوسف بن إسماعيل النبهاني متوفّیٰ ۱۳۵۰ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھ.

۲۵۵۔ **جواهر العقدين في فضل الشرفين**: نور الدين علي بن عبدالله السمهودي، متوفّیٰ ۹۱۱ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵ھ.

۲۵٦۔ **حدائق بخشش**: إمام أحمد رضا حنفيؒ متوفّیٰ ۱۳٤۰ھ، پروگريسو بكس، لاهور.

۲۵۷۔ **حكاياتِ صحابة (مع تبليغي نصاب)**: مولانا محمد زكريا الكاندهلوي، سهارنپوري متوفّیٰ ۱٤۰۲ھ، تاج كمپني، پاكستان.

۲۵۸۔ **ديوان حسانِ بن ثابت**: سيدنا حسان بن ثابت الأنصاري رضی اللہ عنہ، متوفیٰ ٥٤ھ، مؤسسة الأعلمي، للمطبوعات، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۸ھ.

۲۵۹۔ **رشفة الصادي من بحر فضائل بنى النبي الهادى** ﷺ: أبوبكر شهاب الدين العلوي الحضرمي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھ.

۲٦۰۔ **رفعُ شأن الحبشان**: الإمام الحافظ جلال الدين عبدالرحمان بن أبي بكر السيوطي، متوفّیٰ ۹۱۱ھ، دار القبلة للثقافة الإسلامية، جدة.

۲٦۱۔ **الرياض النضرة في مناقب العشرة**: محب الدين الطبري، متوفّیٰ ٦۹٤ھ، دار الغرب

Marfat.com

الإسلامي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٩٩٦ء ودار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ هـ.

٢٦٢- **صفة الصفوة:** أبو الفرج عبد الرحمان ابن الجوزي، متوفّىٰ ٥٩٧هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

٢٦٣- **الفصول المهمة في معرفة الأئمة:** علي بن محمد ابن أحمد المالكي الشهير بابن الصباغ، متوفىٰ ٨٥٥هـ، مؤسسة الأعلمي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٨هـ.

٢٦٤- **فضائل الصحابة:** إمام أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبلؒ، متوفّىٰ ٢٤١هـ، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.

٢٦٥- **القصيدة البردة:** إمام شرف الدين محمد بن سعيد الصنهاجي البوصيري، متوفىٰ ٦٩٦هـ، مكتبة الهداية، بيروت، **وملحق بدلائل الخيرات**، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

٢٦٦- **قضاء علي بن أبي طالب** رضي الله عنه: عبد الله بن سليمان بن علي العبد المنعم، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٧هـ.

٢٦٧- **معرفة القراء الكبار على الطبقات والأعصار:** شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي، متوفّىٰ ٧٤٨هـ، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

٢٦٨- **مطالب السئول في مناقب آل الرسول:** أبو سالم كمال الدين محمد بن طلحة القرشي الشافعي، متوفىٰ ٦٥٢هـ، مكتبة دار الكتب، النجف الأشرف، عراق، و مطبع أنوار محمدي، لكهنؤ، الهند، الطبعة الأولىٰ.

٢٦٩- **معالي الرتب لمن جمع بين شرفى الصحبة والنسب:** مساعد سالم العبد الجادر، متوفّىٰ ١٤٢٤هـ، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

٢٧٠- **مناقب علي والحسنين وأمهما فاطمة الزهراء** رضي الله عنهم: الشيخ محمد فواد عبد الباقي، دار الحديث، القاهرة، سنة الطبع ١٤٢٣هـ.

٢٧١- **المناقب:** موفق بن أحمد بن محمد المكي الخوارزمي الحنفي، متوفىٰ ٥٦٨هـ، مؤسسة النشر الإسلامي، قم، إيران، الطبعة الثانية.

Marfat.com

۲۷۲۔ **موسوعة العشرة المبشرون بالجنة**: د. الشيخ أحمد عزو عناية، د. علي محمد مصطفىٰ، معاصر، دار نظير عبود، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۹ھ.

۲۷۳۔ **نزل الأبرار بما صح من مناقب أهل البيت الأطهار** رضی اللہ عنہم: حافظ محمد بن معتمد خان البدخشاني الحارثي، متوفىٰ بعد ۱۲۲۶ھ، مكتبة الإمام أمير المؤمنين علي، أصفهان، الطبعة الأولىٰ ۱۴۵۳ھ.

۲۷۴۔ **نساء أهل البيت في ضوء القرآن والحديث**: أحمد خليل جمعة، معاصر، دار اليمامة دمشق، الطبعة الخامسة ۱۴۲۳ھ.

۲۷۵۔ **نسمات الأسحار في مناقب وكرامات الأولياء الأخيار**: علي بن عطية بن الحسن الهيتي، المعروف بالشيخ علوان، متوفىٰ ۹۳۶ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ.

۲۷۶۔ **نور الأبصار في مناقب آل بيت النبي المختار** ﷺ: الشيخ مومن بن حسن الشبلنجي، متوفّىٰ بعد ۱۲۹۰ھ، شركة مطبعة مصطفىٰ البابي الحلبي، مصر الطبعة الأخيرة ۱۳۲۷ھ.

لُغَت

۲۷۷۔ **تاج العروس من جواهر القاموس**: سيد محمد مرتضىٰ الحسيني الزبيدي متوفّىٰ ۱۲۰۵ھ، دار الفكر، بيروت ۱۴۱۴ھ.

۲۷۸۔ **تاج اللغة وصحاح العربية (الصحاح)**: أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري، متوفّىٰ ۴۴۰ھ، دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ.

۲۷۹۔ **تهذيب الأسماء واللغات**: علامة يحيىٰ بن شرف النووي متوفّىٰ ۶۷۶ھ، دار الفكر. بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ.

۲۸۰۔ **قائد اللغات اردو**: عبدالحكيم خان نشتر جالندهرى، حامد اينڈ كمپني، لاهور.

۲۸۱۔ **القاموس المحيط**: إمام مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي متوفّىٰ ۸۱۷ھ، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۱۳ھ.

Marfat.com

۲۸۲۔ **لسان العرب**: إمام محمدبن مكرم المعروف بإبن منظورالأفريقي متوفّیٰ ۷۱۱ھ، دارإحياء التراث العربي بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۱٦ھ.

۲۸۳۔ **مجمع بحارالأنوار**: علامةمحمدطاهرفتني متوفّیٰ ۹۸٦ھ، مكتبةدار الإيمان المدنيةالمنورة، الطبعةالثالثة ۱٤۱٥ھ.

۲۸٤۔ **مصباح اللغات**: عبدالحفيظ بلياوي، مدينةپبلشنگ كمپنی، كراچی، الطبعة الأولیٰ ۱۹۸۲ء.

۲۸٥۔ **المصباح المنير**: أحمدبن محمد علي المقري الفيومي متوفّیٰ ۷۷۰ھ، مطبوعة دارالكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولیٰ ۱٤۱٤ھ.

۲۸٦۔ **المعجم الوسيط**: إعدادمجمّع اللغةالعربيةإبراهيم مصطفیٰ وآخرون، دارالدعوةاستانبول، تركياالطبعةالثانية ۱۳۹۲ھ.

۲۸۷۔ **معجم المقاييس فی اللغة**: أبوالحسين أحمدبن فارس بن زكريا متوفّی ۳۹٥ھ، دارالفكر، بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۱۸ھ.

۲۸۸۔ **مفيدالطالبين**: علامةمحمدأحسن نانوتوی، مكتبه رحمانيه، لاهور.

۲۸۹۔ **المنجد**: لويس معلوف اليسوعي متوفّیٰ ۱۹٤٦ء المطبعةالكاثوليكية، لبنان، الطبعةالثانية عشرة ۱۳۹٤ھ.

سِیَرُو تَارِیُخ

۲۹۰۔ **إزالة الخفاء في تاريخ الخلفاء**: شاه ولی الله محدث دهلوي، متوفّی ۱۱۷٦ھ، قديمي كتب خانه، آرام باغ، كراچي.

۲۹۱۔ **البداية والنهاية**: إسماعيل بن عمربن كثيرالدمشقي الشافعي، متوفّیٰ ۷۷٤ھ، دارابن كثيردمشق، الطبعةالأولیٰ ۱٤۲۸ھ، ودارالفكر، بيروت، الطبعةالأولیٰ ۱٤۱٦ھ.

۲۹۲۔ **تاريخ الإسلام ووفيات المشاهيروالأعلام**: شمس الدين محمدبن أحمدبن عثمان الذهبي، متوفّیٰ ۷٤۸ھ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولی ۱٤۲٦ھ.

Marfat.com

۲۹۳۔ **تاریخ أصبهان:** إمام أبونُعَیم أحمدبن عبدالله الأصبهاني،متوفّیٰ ۴۳۰ھ،مطبع انتشارات جهان،بمطبعةبریل،تهران۱۹۳۱ء.

۲۹۴۔ **تاریخ الخلفاء:** جلال الدین عبدالرحمان بن أبي بکرالسیوطي،متوفّیٰ۹۱۱ ھ، دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعةالأولیٰ۱۴۱۹ھ.

۲۹۵۔ **تاریخ الأمم والملوک** : إمام محمد بن جریرالطبري،متوفّیٰ ۳۱۰ ،دارالکتب العلمیة،بیروت،الطبعةالأولیٰ۱۴۲۴ھ،وط:دارالمعارف،مصر،الطبعةالثانیة.

۲۹۶۔ **تاریخ مدینة دمشق:** إمام أبی القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبدالله بن عساکر الشافعي،متوفّیٰ۵۷۱ھ، دارالفکر،بیروت۱۴۱۶ھ.

۲۹۷۔ **تلقیح فهوم أهل الأثر في عیون التاریخ والسیر:** أبوالفرج عبدالرحمان ابن الجوزي،متوفّیٰ۵۹۷ھ،دارأرقم ،بیروت، الطبعةالأولیٰ۱۴۱۸ھ.

۲۹۸۔ **حیاةالصحابة:** محمدیوسف الکاندهلوي،متوفّیٰ۱۹۶۵ء،داراحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۰۶ھ.

۲۹۹۔ **سیرأعلام النبلاء** : محمدبن أحمدبن عثمان الذهبي،متوفّیٰ۷۴۸ھ، دار الفکر، بیروت،الطبعةالأولیٰ۱۴۱۷ھ،وط:مؤسسةالرسالة،بیروت،الطبعةالثالثة۱۴۰۵ھ.

۳۰۰۔ **شذرات الذهب في أخبارمن ذهب:** أحمدبن محمد العکري الحنبلي،متوفّی ۱۰۸۹ھ ،دارابن کثیر،دمشق،الطبعةالأولی ۱۴۰۶ھ.

۳۰۱۔ **طبقات الشافعیة الکبری:** عبدالوهاب بن علي بن عبدالکافي السُّبکي، متوفّیٰ۷۷۱ھ، دارالکتب العلمیة،بیروت،الطبعةالأولی ۱۴۲۰ھ .

۳۰۲۔ **عیون المعارف وفنون أخبارالخلائف:** أبي عبدالله محمدبن سلامةبن جعفرالقضاعي،متوفیٰ۴۵۴ھ، دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعةالأولی ۱۴۲۵ھ .

۳۰۳۔ **الکامل فی التاریخ** : عز الدین أبوالحسن علي بن محمد الشهیر بابن الأثیر الجزري،متوفّیٰ ۶۳۰،بیت الافکارالدولیة ،الأردن.

۳۰۴۔ **کتاب المغازي** :محمدبن عمربن واقد،متوفّیٰ۲۰۷ھ،عالم الکتب،بیروت،الطبعة

Marfat.com

الثالثة ١٤٠٤ھ.

٣٠٥۔ **کتاب السیر:** إبراهیم بن محمد أبو إسحاق الفزاري، متوفّیٰ ١٨٦ھ، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٠٨ھ.

٣٠٦۔ **مختصر تاریخ دمشق:** إمام محمد بن مکرم المعروف بابن منظور، متوفّیٰ ٧١١ھ، دار الفکر، دمشق، الطبعة الأولیٰ ١٤٠٩ھ.

٣٠٧۔ **وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ ﷺ:** علامة نور الدین علي بن أحمد السمهودي، متوفّیٰ ٩١١ھ، دار إحیاء التراث العربي، بیروت.

کُتُبِ مُتَفَرِّقَة

٣٠٨۔ **أشرف الجواب منتخب از خطبات کامل:** علامة أشرف علي تهانوي، متوفیٰ ١٣٦٢ھ، اداره تالیفات اشرفیه، ملتان، ١٩٨٤ء.

٣٠٩۔ **بوادر النوادر:** مولانا اشرف علی تهانوي، متوفّیٰ ١٣٦٢ھ، إداره اسلامیات، انار کلی، لاهور ١٤٠٥ھ.

٣١٠۔ **حیات الحیوان الکبریٰ:** کمال الدین محمد بن موسی الدمیري، متوفّیٰ ٨٠٨ھ، مطبعة مصطفی البابی الحلبي، مصر.

٣١١۔ **ماهنامه بینات:** جلد نمبر ٥١، شماره نمبر ١، جامعة العلوم الإسلامیة، علامة بنوري ٹاؤن، کراچي، محرم الحرام ١٤٠٩ھ.

٣١٢۔ **ماهنامه بینات:** جلد نمبر ٥١، شماره نمبر ١٠، جامعة العلوم الإسلامیة، علامة بنوري ٹاؤن، کراچي، شوال المکرم ١٤٩٠ھ،

٣١٣۔ **ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت:** إمام أحمد رضا حنفي، متوفیٰ ١٣٤٠ھ، فرید بکسٹال، لاهور، وط: مدینة پبلشنگ کمپنی، کراچي.

Marfat.com

مؤلف کی مطبوعہ تصنیف

أنوار العرفان في أسماء القرآن (کا اجمالی تعارف)

- لفظِ قرآن کی تحقیق، جمع قرآن، محفوظیتِ قرآن کا راز، حافظ قرآن، اس کے والدین، معلم قرآن اور تعلیم قرآن میں معاونین کے فضائل اور ان کا اجر و ثواب۔
- جامعیت قرآن، علوم قرآن کی تعداد، قرآن کے ہر حرف کا ایک ظاہر اور ایک باطن اور ہر ظاہر و باطن کا ایک مطلب۔
- جامعیت قرآن کے لیے حدیث شریف کی ناگزیریت اور صاحبِ قرآن ﷺ کی وسعتِ علمی کی شانِ بے پایاں۔
- قرآن کریم کے خاتم الکتب اور نبی کریم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کے حوالے سے جامعیتِ قرآن۔
- حضور اکرم ﷺ کے خُلق اور آپ کی سیرتِ طیبہ کی ہمہ گیریت کی روشنی میں جامعیتِ قرآن۔
- "الکوثر" سے قرآن کریم کا مراد ہونا اور صاحبِ قرآن ﷺ کا ازل سے امینِ قرآن ہونا۔
- اسم قرآن "الروح" اور "النور" کی روشنی میں صاحبِ قرآن ﷺ کے ازل سے امینِ قرآن ہونے کا تذکرہ۔
- الفاظِ قرآن کے ساتھ ساتھ روحِ قرآن اور نورِ قرآن کے حصول کا طریقہ۔
- تفسیر اور تاویل کا فرق، تفسیر قرآن کے لیے ضروری علوم، فقط ترجمہ کے بھیانک نتائج، اربابِ فہم حضرات کی شان، الفاظِ قرآن کے باطن سے مسائل مستنبط کرنے کا طریقہ۔
- ناظرہ قرآن مجید سیکھنے، سکھانے کے فضائل، ناظرہ سیکھنے والے بچوں کے والدین کے فضائل، قرآن مجید کو بھلانے کا گناہ، حفظ قرآن کی دعائیں، ماہرین اساتذہ کے تجربات اور ترتیل و تجوید کے ساتھ حفظ کرانے کا طریقہ۔
- بکثرت تلاوتِ قرآن کے اسباب، تلاوتِ قرآن کی کثرت اور سرعتِ تلاوت پر حیرت انگیز واقعات۔
- ترتیل و تجوید کی فرضیت، خوش آوزی کی فضیلت اور اسکے طبعی اور طبی فوائد، غیر معمولی تأثیر اور تدبر فی القرآن کا بیان۔
- قرآن کریم کا امام الکل ہونا، واعظین، مرشدین اور عام لوگوں پر کس حد تک قرآن کا علم حاصل کرنا فرض ہے؟
- قرآن کریم کا شفا ہونا، دم کرنے، کرانے اور تعویذ لٹکانے وغیرہ امور پر انتہائی مدلل بحث۔
- قرآن کریم کو چھونے اور پڑھنے کے آداب، اساتذہ، طلباء اور عام تلاوت کرنے والوں کے آداب، حفظِ قرآن میں رکاوٹیں اور ان کا ازالہ، ختم قرآن میں شمولیت اور ختم قرآن کے وقت دعا کی مقبولیت وغیرہ۔

Marfat.com

شَرحُ خَصَائِصِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ (مطبوع، الطبعة الرابعة)

چند خصوصیات :

- مکمل عربی متن مع سند
- سابقہ عربی طبعات کی غلطیوں کی اصلاح
- ہر حدیث کی مکمل تخریج وتشریح
- سند کے لحاظ سے علماء اصولِ حدیث سے ہر حدیث پر حکم
- ہر حدیث پر وارد ہونے والے تمام اعتراضات کا متین جواب
- مصنف (امام نسائی رضی اللہ عنہ) کے قائم فرمودہ عنوانات کی روشنی میں خصوصیاتِ مرتضوی
- متن میں مذکور پنجتن پاک رضی اللہ عنہم کا تعارف اور ان کے اہم فضائل وخصائص
- جدید وقدیم تمام ناصبی اعتراضات کا انتہائی علمی اور مہذب رد
- علماء ومشائخِ اہلِ سنت دامت برکاتہم کی گرانقدر تقریظات
- پانچ سو سے زائد مآخذ ومراجع (کتابیات) کی فہرست مع سنہ طباعت اور مطبع وغیرہ
- صفحات (1150) گیارہ سو پچاس
- مکمل بیروتی طرزِ طباعت وبائنڈنگ اور امپورٹڈ کاغذ۔

Marfat.com

مناقب الزہراء (مطبوع)

شرح

إتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب والفضائل

المعروف

مناقب الزہراء

تصنیف

امام زین الدین محمد بن عبد الرؤف المناوی

متوفی ۱۰۳۱ھ

ترجمہ، تخریج، تحقیق، تشریح

قاری ظہور احمد فیضی

مکتبۃ باب العلم

جامعۃ علی المرتضیٰ، لاہور

Marfat.com

(مطبوع)

شرح

أَسنَى المَطَالِب فِي مَنَاقِبِ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام

تصنیف

أَبُو الخَيرِ شَمسُ الدِّينِ مُحَمَّدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ مُحَمَّدٍ الجَزَرِيُّ المُقرِئُ الشَّافِعِيُّ

متوفی ۸۳۳ھ

ترجمة، تخريج، تحقيق، تشريح

قاري ظهور احمد فيضي

مكتبة باب العلم

جامعة علي المرتضىٰ، لاهور

Marfat.com

(مطبوع)

كِتَابُ

الأَرْبَعِين

فِي فَضَائِلِ آلِ الْبَيْتِ الطَّاهِرِيْنَ

تصنیف
عبداللہ بن صالح بن محمد العبید
استاذ کلیۃ الشریعۃ و وکیل مرکز دراسات الطالبات
بجامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، الریاض

ترجمۃ، تخریج، تحقیق، تشریح
قاری ظہور احمد فیضی

مکتبۃ باب العلم
جامعۃ علی المرتضیٰ، لاہور

Marfat.com